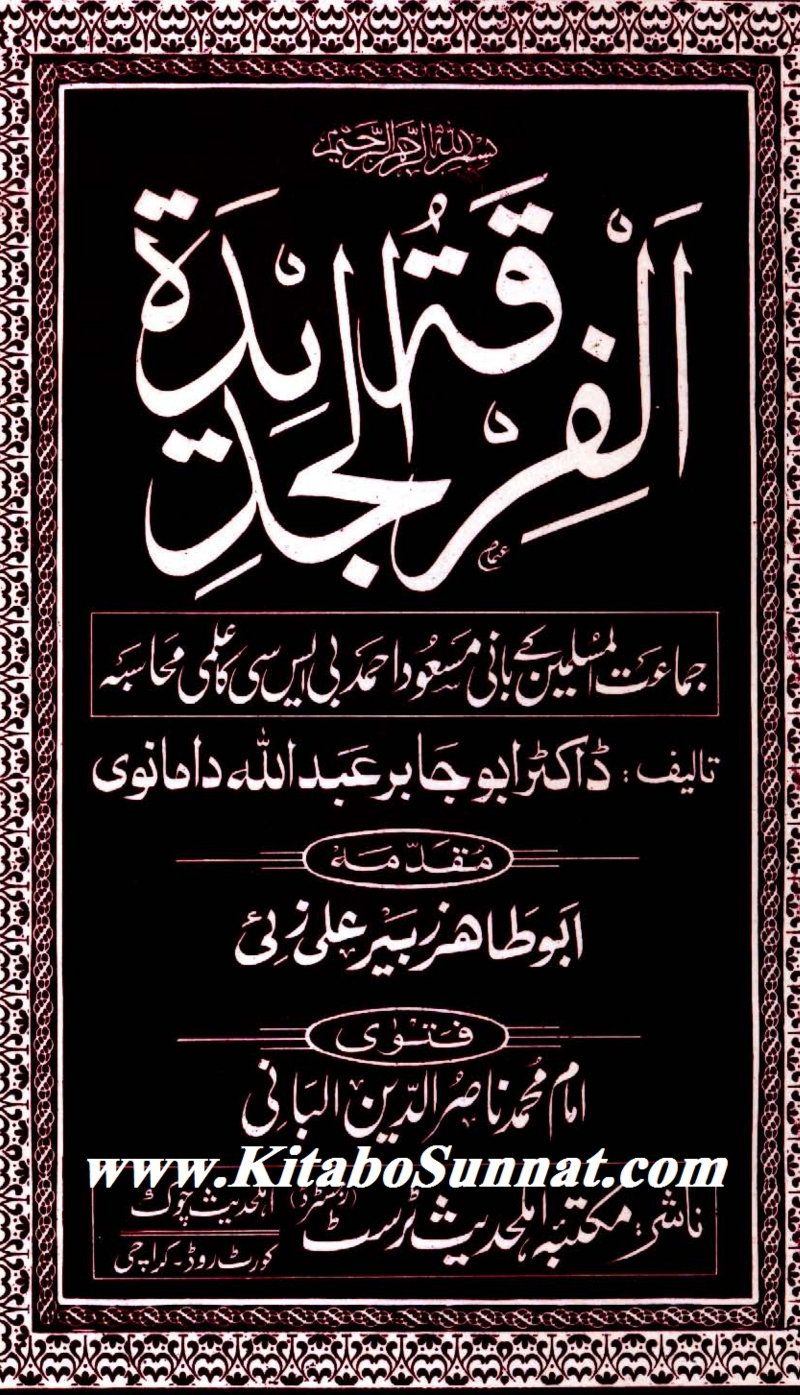

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفرقۃ الجدیدۃ
جماعت المسلمین کے بانی مسعود احمد بی ایس سی کا علمی محاسبہ
تالیف: ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی
مقدمہ
ابو طاہر زبیر علی زئی
فتویٰ
امام محمد ناصر الدین البانی
www.KitaboSunnat.com
ناشر: مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
اہلحدیث چوک
کورٹ روڈ۔ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

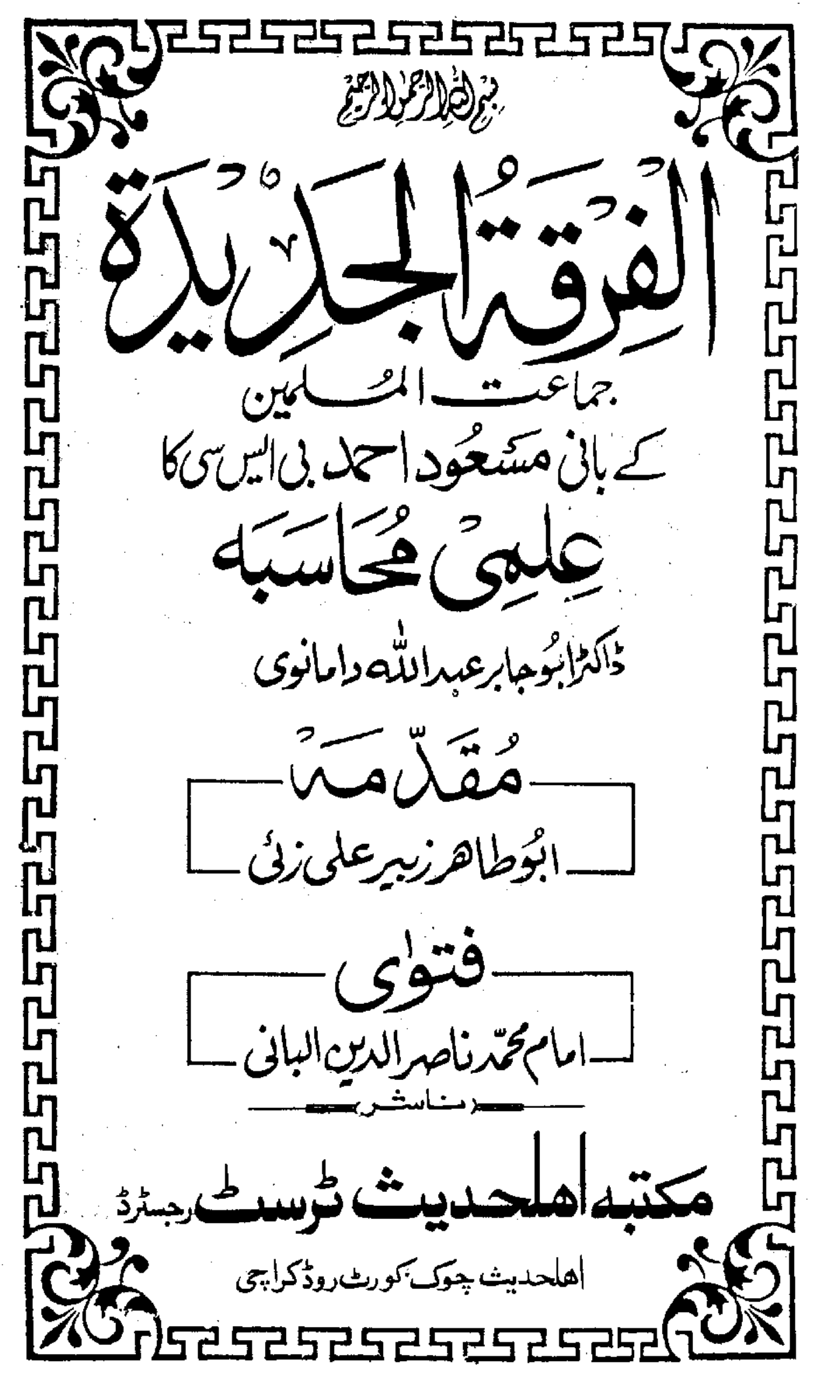
- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلفِرقَۃُ الجَدِیدَۃ

جماعت المسلمین
کے بانی مسعود احمد بی ایس سی کا

عِلمی مُحاسبہ

ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی

مُقدّمہ

ابو طاہر زبیر علی زئی

فتویٰ

امام محمد ناصر الدین البانی

ناشر

مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ رجسٹرڈ

اہلحدیث چوک کورٹ روڈ کراچی

کتاب ملنے کے پتے

۱ ابو جابر عبد اللہ دامانوی، بلاک نمبر ۳۶ مکان نمبر ۶۱۴ کیماڑی، کراچی ۷۵۶۲۰ پوسٹ کوڈ ۷۵۶۲۰

۲ ابو طاہر محمد زبیر علی زئی
مہتمم جامعۃ التوحید والسنۃ پیر داد حضرو ضلع اٹک۔ پوسٹ کوڈ ۴۳۴۴۰

۳ مکتبہ الاسلامیہ ۲/۱۴ کمرشل ایریا ڈرگ کالونی نزد چورنگی نمبر ۲ کراچی

۴ مکتبہ اہل حدیث، جامع مسجد اہل الحدیث، کورٹ روڈ کراچی، فون: ۲۶۳۵۹۳۵

تصنیف ________ الفرقۃ الجدیدۃ جماعت المسلمین کے بانی مسعود احمد کا علمی محاسبہ

مصنف ________ ابو جابر عبد اللہ دامانوی

اشاعت بار اوّل ________ ۴ اکتوبر ۱۹۸۹ء ۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

بار دوم ________ اگست ۱۹۹۱ء مطابق محرم ۱۴۱۲ھ

بار سوم ________ اپریل ۱۹۹۵ء

کتابت ________ محمد طیب

مطبوعہ ________

قیمت ________

فہرست

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

زیرِ نظر کتاب "الفرقۃ الجدیدہ جماعت المسلمین کے بانی مسعود احمد بی ایس سی کا علمی محاسبہ" ۱۹۸۹ء میں شائع ہو چکی ہے۔ بعض دوستوں کے مشورے سے اس کی کتاب کی تلخیص کی گئی اور اس کا نام "خلاصہ الفرقۃ الجدیدہ" رکھا گیا۔ ان دونوں کتابوں کو چھپے ہوئے چند برس ہو چکے ہیں لیکن جناب مسعود احمد صاحب مسلسل خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں اور انہوں نے ہماری کتابوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ موصوف کے پاس ہمارے ان ٹھوس دلائل کا کوئی جواب نہیں ہے بلکہ وہ اس سلسلہ میں اپنے آپ کو مسلسل بے بس پاتے ہیں البتہ ضد کا کوئی علاج نہیں۔ یہی ضد انسان کو جہنم کی طرف لے جاتی ہے جیسا کہ ابلیس لعین ہمیشہ ہمیشہ کے لیے راندۂ درگاہ ہو گیا اور جہنم کا ایندھن ٹھہرا۔

میری اس کتاب کا مقدمہ جناب محمد زبیر علی زئی صاحب نے تحریر کیا ہے' موصوف ایک جیّد اور ثقہ عالمِ دین اور سنت پر سختی سے عمل کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کم عمری ہی میں ان کو دین کی وہ فقاہت اور سوجھ بوجھ عطا فرمائی ہے کہ جو بڑے بڑے علماء کو بھی نصیب نہیں ہوتی۔ آپ علوم الحدیث کے مختلف فنون پر گہری نظر رکھتے ہیں اور بالخصوص علمِ اسماء الرجال پر انہیں کامل دسترس حاصل ہے۔ اگرچہ ان کی علمی صلاحیتیں ابھی لوگوں سے چھپی ہوئی ہیں لیکن وہ دن دور نہیں کہ جب ان کی علمی کتابیں چھپ کر لوگوں کے سامنے آئیں گی اور دنیا علاقہ "چھچھ" کے اس "چھپے رستم" کو پہچان سکے گی۔ ان کی کتابوں کے بعض مسودے طباعت کے مراحل میں ہیں اور موصوف ہروقت تحقیقی کام میں مصروف رہتے ہیں۔

ان کا ایک علمی مضمون ہم نے شاملِ کتاب کیا ہے جسے آپ اس کتاب کا مقدمہ یا خلاصہ کہہ سکتے ہیں۔ یہ مضمون مختصر ہونے کے باوجود جامع ہے۔ گویا موصوف نے سمندر کو کوزے میں بند کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا بہتر بدلہ عنایت فرمائے۔ آمین۔

اب الحمد للہ میری اس کتاب کو مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ کراچی شائع کر رہا ہے' جس کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں اور دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں مزید در مزید دین حق کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو حق سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(ڈاکٹر) ابو جابر عبداللہ دامانوی

(۱۸ مارچ ۱۹۹۵ء) ۶۳/۶۱۴ کھمّاڑی۔ کراچی

تقریظ

جیسے جیسے قیامت کا وقت قریب آ رہا ہے گمراہ فرقے جنگل کی آگ کی طرح پھیلتے جا رہے ہیں اور اپنے دام ہم رنگ زمانہ میں ناسمجھ مسلمین کو پھنسا رہے ہیں۔ قدیم زمانے میں نجد عراق میں کوفہ کا شہر گمراہ فرقوں کی جنم بھومی اور آماج گاہ تھا۔ مثلاً "خوارج' روافض' جہمیہ' مرجئہ' معتزلہ وغیرہا۔ عصر جدید میں کراچی کا شہر خود رو فرقوں کا مرکز ہے۔ حال ہی میں ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی صاحب نے "برزخی فرقہ" کی بنیاد رکھی اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سمیت کئی ائمۃ المسلمین کی تکفیر کی بلکہ اپنے سوا تمام مسلمین کو کافر قرار دیا۔ جس طرح امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے دشمن صحابہ رافضی ابن المطہر کے رد میں منہاج السنۃ النبویہ لکھی۔ اس طرح کراچی کے صاحب علم و عمل جناب ابو جابر عبداللہ دامانوی صاحب نے "الدّین الخالص" دو جلدوں میں لکھ کر برزخیوں کے طلسم و مکر و فریب کا پردہ پاش پاش کر دیا۔ ڈاکٹر عثمانی صاحب تو اس جہاں کو سدھارے اور ان کے مقلدین آج تک اس بے مثال کتاب کا جواب نہ دے سکے۔ برزخی فرقہ کی بیخ کنی کے بعد جناب عبداللہ صاحب نے فرقہ مسعودیہ کی خلاف قلم اٹھایا۔ یہ فرقہ بھی کراچی کی پیداوار ہے۔ اس کے بانی مبانی مسعود احمد صاحب بی۔ ایس۔ سی ہیں۔ اس سے پہلے اس فرقہ کا نام و نشان نہیں ملتا۔ اس فرقہ نے "جماعت المسلمین" کا خوشنما لقب اختیار کیا جس طرح کہ بیروت میں رافضیوں نے "حزب اللہ" کا خوبصورت نام بزعم خویش اختیار کر رکھا ہے۔ یہ نوزائیدہ فرقہ اپنے علاوہ تمام مسلمین کو گمراہ سمجھتا ہے اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا قائل ہے جو شخص اس کے بانی مسعود احمد صاحب کی بیعت نہیں کرتا وہ ان کے نزدیک مسلم نہیں ہے۔ چاہے وہ قرآن و حدیث کا کتنا ہی حامل ہو۔ یہ فرقہ' محدّثین (اہل الحدیث) کا سخت دشمن ہے۔ انہوں نے کئی محدّثین کی تکفیر بھی کی ہے مثلاً "انہوں نے اپنے "مذاہبِ خمسہ" نامی پمفلٹ میں حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ کو اپنے دینِ اسلام سے خارج اور مذہب اہلِ حدیث میں شامل سمجھتے ہیں (معاذ اللہ) اس فرقہ کے خلاف عبداللہ صاحب کی یہ کتاب انتہائی دندان شکن اور ناقابل تردید دستاویزی ثبوت ہے۔ کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے جو اس کا بغور مطالعہ کرے۔

میں جناب ڈاکٹر عبداللہ دامانوی کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے دو مضامین کو اس کتاب میں مقدمہ کے طور پر شامل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)

ابو طاہر محمد زبیر علی زئی

بابِ اوّل

مقدمہ

فرقہ مسعودیہ اور أہل الحدیث

کراچی کے ایک نوزائیدہ فرقہ نے کافی عرصہ سے اہل الحدیث والآثار کے خلاف تکفیر وتبدیع اور طعن وتشنیع کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ چونکہ بعض ناسمجھ اشخاص کو اس فرقہ کے دام ہم رنگِ زمین سے متاثر ہونے کا خدشہ ہے لہٰذا اس مضمون کو بالتفصیل وبادلائل لکھا گیا ہے تاکہ فرقہ مسعودیہ کے دعاوی باطلہ اور الزام تراشیوں کا دنداں شکن جواب دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دینِ اسلام پر قائم رکھے اور سبل الضلالۃ کے شیطان صفت داعیوں کے مغالطات سے بچائے آمین

أہل الحدیث: محدثین کی جماعت کو اہل الحدیث کہا جاتا ہے جس طرح مفسرین کی جماعت کو اہل التفسیر اور مورخین کی جماعت کو اہل التاریخ کہا جاتا ہے۔

دلیل ۱: (۱) صحیح بخاری کے مؤلف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "جزء القرأۃ خلف الامام" میں ص ۱۳ پر کہا:
"ولا یحتج اھل الحدیث بمثلہ" یعنی اس جیسے سے اہل الحدیث حجت نہیں پکڑتے۔

دلیل ۲: (۲) جامع ترمذی کے مؤلف امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الجامع میں ج ۱ ص ۱۶ پر کہا:
"وابن لھیعۃ ضعیف عند اھل الحدیث" یعنی ابن لہیعہ۔ اہل الحدیث (حدیث والوں) کے نزدیک ضعیف ہے۔

دلیل ۳: (۳) آج تک کسی مسلم عالم نے اس بات کا انکار نہیں کیا ہے کہ "اہل الحدیث" سے مراد محدثین کی جماعت ہے۔ [1] [2]

اہل الحدیث کی فضیلت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لاتزال طائفۃ من امتی ظاھرین حتی یاتیھم أمر اللہ وھم ظاھرون" (صحیح بخاری وصحیح مسلم بحوالہ السلسلۃ الصحیحۃ للالبانی ۱۹۵۵/۴/۵۹۷) یعنی میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ غالب رہے گا یہاں تک کہ ان کے پاس اللہ کا فیصلہ آجائے گا اور وہ غالب ہوں گے۔ (ایک روایت میں ہے کہ: میری امت کا ایک طائفہ۔ یعنی گروہ۔ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا، صحیح الجامع الصغیر للالبانی ۷۲۸۹ بحوالہ صحیح مسلم وغیرہ وقال صحیح) یہ برتری دلائل کے ساتھ ہوگی۔

---

[1] دلیل ۴: امام مسلم نے بھی محدثین کو اہل الحدیث کہا (صحیح مسلم مع النووی ج ۱ ص ۵۵)

[2] امام ابن تیمیہؒ کی وضاحت صفحہ ۱۹ پر ملاحظہ فرمائیں

(ا) مشہور ثقہ عالم احمد بن سنان رحمہ اللہ (ت ۲۵۹ھ) نے اس حدیث کی تشریح میں کہا: "ہم اہل العلم و اصحاب الآثار" (شرف اصحاب الحدیث للخطیب البغدادی ص ۲۷ رقم ۴۹ واسنادہ صحیح، فیہ ابن الخطاب وثقہ ابو الشیخ وابو نعیم) یعنی یہ اہل علم اور اصحاب الآثار ہیں۔

(ب) دوسرے ثقہ امام علی بن المدینی رحمہ اللہ (ت ۲۳۴ھ) نے کہا: " ھم اصحاب الحدیث (جامع ترمذی ۲/۴۳ واسنادہ صحیح) یعنی اس طائفہ سے مراد اصحاب الحدیث ہیں[ل]

(ج) ان دونوں کے تلمیذ رشید امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری (مع الفتح ۱۳/۲۹۵) میں کہا: "وھم اھل العلم" اور یہ اہل العلم ہیں۔

(د) امام احمد بن حنبل (ت ۲۴۱ھ رحمہ اللہ) نے اس حدیث کے معنی میں کہا: "ان لم تکن ھذہ الطائفۃ المنصورۃ أصحاب الحدیث فلا ادری من ھم" (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۲ وقال الحافظ ابن حجر فی فتح الباری ۱۳/۲۵۰ "اخرج الحاکم فی علوم الحدیث بسند صحیح عن احمد ....") یعنی اس طائفہ منصورہ سے مراد اگر اصحاب الحدیث (محدثین) نہیں ہیں تو مجھے معلوم نہیں کہ یہ کون ہیں؟

(ھ) حفص بن غیاث (ت ۱۹۴-۱۹۵ھ) رحمہ اللہ نے اصحاب الحدیث کے بارے میں کہا: "ھم خیر اھل الدنیا" معرفۃ علوم الحدیث ص ۳ واسنادہ صحیح۔ الشیبانی وثقہ الذہبی فی السیر ۱۵/۴۷۳ والخطیب فی تاریخہ ۱۲/۸۰ وشیخہ وثقہ الدارقطنی وقال الذہبی فی السیر ۱۳/۲۴۳ "الامام المحدث الحافظ المتقن" (وثقہ الہیثمی فی مجمع الزوائد ۸/۱۲۹ والباقون ثقات) یعنی اصحاب الحدیث ساری دنیا میں سب سے بہتر ہیں۔

(و) امام حاکمؒ (ت ۴۰۵ھ) نے بھی ان کی تصدیق کی اور کہا کہ "ان اصحاب الحدیث خیر الناس" (علوم الحدیث ص ۳) یعنی اصحاب الحدیث (محدثین) لوگوں میں سب سے بہتر ہیں۔

ان ائمہ مسلمین کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ طائفہ منصورہ والی حدیث کا مصداق اصحاب الحدیث، اہل العلم، اہل الحدیث ہیں (یعنی محدثین ہیں)۔

اہل الحدیث کے دشمن: اہل الحدیث (یعنی محدثین) کے دشمن ان پر طرح طرح کے الزامات کذبہ لگاتے ہیں۔

[ل] اور کہا "ھم اھل الحدیث" (جامع الترمذی دار احیاء التراث العربی ج ۴ ص ۵۰۵) اور صحیح الترمذی مع عارضۃ الاحوذی (دار الکتب العلمیہ بیروت ج ۹ ص ۷۴) لہذا معلوم ہوا کہ اصحاب الحدیث اور اہل الحدیث ایک ہی جماعت کے دو نام ہیں۔

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں امام احمد بن سنان الواسطی رحمہ اللہ نے کہا: لیس فی الدنیا مبتدع إلا وھو یبغض اھل الحدیث واذا ابتدع الرجل نزع حلاوۃ الحدیث من قلبہ (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۴، شرف اصحاب الحدیث للخطیب ص ۷۳ واسنادہ صحیح)
یعنی دنیا میں کوئی بھی ایسا بدعتی نہیں ہے جو کہ اہل الحدیث سے بغض نہ رکھتا ہو۔ جب آدمی بدعتی ہو جاتا ہے تو حدیث کی حلاوت اس کے دل سے نکل جاتی ہے۔

اہل الحدیث سے دشمنی کا انجام: چونکہ اہل الحدیث، مسلمین میں انتہائی اعلیٰ مقام رکھتے ہیں وہ حقیقت میں اولیاء اللہ ہیں۔ ان کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "من عادی لی ولیاً فقد آذنتہ بالحرب" (صحیح بخاری ج ۸ ص ۱۳۱ ط الشعب) یعنی جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرتا ہے تو میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔

غور فرمائیں! کتنی سخت وعید ہے۔ اب جو شخص ان اولیاء اللہ کی تکفیر کرتا ہے اس کا کیا انجام ہوگا؟

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تکفیر: تقریب التہذیب، تہذیب التہذیب، الاصابہ، لسان المیزان تعجیل المنفعۃ، الدرایہ، تلخیص الحبیر وغیرہ کتب کے مصنف، ثقہ امام، خاتم الحفاظ، مسلم ابن حجر رحمہ اللہ کی عدالت وامامت پر محدثین کا اجماع ہے۔ ان کی کتب سے استفادہ مسلسل جاری وساری ہے۔

کراچی میں چند سال پہلے ایک فرقہ، فرقہ مسعودیہ پیدا ہوا ہے اس کے بانی مسعود احمد بی ایس سی صاحب ہیں۔ اس فرقہ نے اپنا نام "جماعت المسلمین" رکھ کر غیر اسلامی اور طاغوتی حکومت سے رجسٹرڈ (یعنی الاٹ) کرالیا ہے۔ مسعود صاحب نے ایک کتابچہ لکھا ہے جس کا نام "مذاہب خمسہ (یعنی اہل حدیث حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) اور دین اسلام" رکھا ہے۔

اس کتابچہ میں چھ خانے ہیں (۱) اہل الحدیث (۲) حنفی (۳) شافعی (۴) مالکی (۵) حنبلی اور (۶) دین اسلام
اس کا مطلب یہ ہوا کہ اہل الحدیث وغیرہ دین اسلام سے خارج ہیں۔

وہ اہل الحدیث کے خانہ میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کو ان کی فتح الباری کے ساتھ لے آئے ہیں ملاحظہ ہو ص ۲۹
معلوم ہوا کہ مسعود صاحب کے نزدیک حافظ ابن حجر رحمہ اللہ دین اسلام سے خارج ہیں۔ (استغفر اللہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایما رجل مسلم أکفر رجلاً مسلماً فإن کان کافراً والا کان ھو الکافر" (صحیح الجامع الصغیر للالبانی ۲۷۲۶/۱/۵۲۹)
یعنی جو مسلم دوسرے مسلم کو کافر کہے (اس کی تکفیر کرے) اگر وہ کافر ہے (تو ٹھیک) ورنہ ایسا کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

فرقہ مسعودیہ کا دعویٰ مسلم: مسعود صاحب نے اس پر زور دیا ہے کہ ہمارا صرف ایک نام ہے یعنی مسلم، یہ نام اللہ کا رکھا ہوا ہے فرقہ وارانہ نام نہیں۔ (مذہب اہل الحدیث کی حقیقت ص ۱)

اس کی دلیل وہ پیش کرتے ہیں کہ " ھو سمّٰکم المسلمین " (حج ۸۷ بحوالہ رسالہ " المسلم " نمبر ۴ ص ۴۷) یعنی اللہ نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے)۔

کراچی میں ایک دوسری " جماعۃ المسلمین " کے امیر جناب ابو جابر عبداللہ الدامانوی صاحب فرماتے ہیں " اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام مسلم رکھا ہے۔ لیکن اس آیت میں اس بات کا کہیں بھی ذکر موجود نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام صرف مسلم رکھا ہے۔ یا باالفاظ دیگر مسلم نام کے علاوہ دوسرے نام رکھنا ممنوع ہیں۔ اس بات سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا کہ ہمارا ذاتی نام مسلم ہی ہے اور دنیا میں آج ہم اسی نام سے متعارف ہیں۔ چودہ سو سال سے دنیا ہمارے اس نام سے واقف ہے اور قیامت تک ہم اسی نام سے پہنچانے جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے علاوہ ہمارے اور بھی بہت سے نام رکھے ہیں جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

محترم دامانوی صاحب کی تصدیق :۔ محترم دامانوی صاحب کے دعوی کی تصدیق میں ہم قرآن و سنت سے دیگر چند نام پیش کر رہے ہیں۔

(۱) **المؤمن یا المؤمنون :۔** اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولا تقولوا لمن ألقی إلیکم السلٰم لست مؤمنا، تبتغون عرض الحیوٰۃ الدنیا (النساء ۹۴)

مفہوم : (اے ایمان والو) جو تمہیں سلام کہے اسے ہرگز یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے (کیا) تم دنیا کی زندگی

اور فرمایا: إنما المؤمنون إخوۃ (الحجرات : ۱۰) یعنی بے شک مومنین آپس میں بھائی ہیں۔

اور فرمایا: قد أفلح المؤمنون (المومنون : ۱) یعنی تحقیق مومنون کامیاب ہوگئے۔

(ب) **حزب اللہ :۔** اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ألا إن حزب اللہ ھم المفلحون (المجادلۃ ۲۲)

یعنی جان لو کہ بے شک حزب اللہ والے فلاح پائیں گے (کامیاب ہیں)۔

نوٹ :۔ حزب اللہ کے مقابلے میں حزب الشیطان ہے جو حقیقی گھاٹے میں ہیں۔ مثلاً ملاحظہ ہو سورۃ المجادلہ آیت : ۱۹)

نوٹ :۔ بیروت میں رافضیوں نے اپنی جماعت کا نام " حزب اللہ " رکھا ہے چونکہ ان کے عقائد و اعمال خلافِ اسلام ہیں لہٰذا وہ حزب اللہ نہیں ہیں۔

(ج) **اولیاء اللہ :۔** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ألا إن أولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (یونس : ۶۲) یعنی جان لو کہ اللہ کے اولیاء کو نہ ڈر ہوگا اور نہ غم ہوگا۔

اولیاء اللہ کے مقابلے میں اولیاء الشیطٰن ہیں۔

ان کے علاوہ درج ذیل نام بھی قرآن مجید سے ثابت ہیں۔

(۱) المہاجرین (۲) الانصار

(۳) السابقون الاولون (۴) ربانیین
(۵) الفقراء (۶) الصالحین
(۷) الشہداء (۸) الصدیقین وغیرہم

صحیح احادیث میں بھی مسلمین کے کئی ناموں کا ذکر ملتا ہے مثلاً

(۱) امتہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (صحیح بخاری وصحیح مسلم، اللؤلؤ والمرجان ج ۱ ص ۱۷۶)
(۲) الغرباء (صحیح مسلم)
(۳) طائفۃ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)
(۴) حواریوں (صحیح مسلم، ایمان ۸۰)
(۵) اصحاب النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) (رخ مسلم ۳۔ بحوالہ المعجم المفہرس ج ۳ ص ۲۵۴)
(۶) الحنیفیۃ (مسند احمد ج ۵ ص ۱۳۱ دکسنادہ حسن)
(۷) اہل القرآن (ابوداود، ابن ماجہ، ابن نصر، طب، حل، بیہقی وقال الالبانی فی صحیح الجامع الصغیر (۲۵۳۸/۱) "صحیح")
(۸) اہل اللہ (ابوالقاسم بن حیدر فی مشیخۃ، صحیح الجامع الصغیر للالبانی ج ۱ ص ۴۹۶ وقال "صحیح")

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ مسلمین کے اور بھی بہت سے (صفاتی) نام ہیں جو اللہ اور رسول ؐ نے رکھے ہیں لہذا فرقہ مسعودیہ کے بانی صاحب کا یہ دعویٰ باطل اور جھوٹا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام صرف ایک "مسلم" رکھا ہے اگر وہ کہیں کہ یہ صفاتی نام ہیں تو عرض ہے کہ صفاتی نام بھی نام ہی ہوتا ہے۔

دلیل ۶ (۱) اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام "اللہ" ہے اور اس کے بہت سے صفاتی نام ہیں، مثلاً

(۱) رب (سورۃ فاتحہ) (۲) الرحمٰن (سورۃ فاتحہ)
(۳) الرحیم (ایضاً) (۴) إلٰہ (الناس)
(۵) علیم (۶) قدیر
(۷) الملک (۸) القدوس وغیرہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا" (الاعراف: ۱۸۰)
یعنی اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں اسے ان ناموں کے ساتھ پکارو۔

اور فرمایا: "قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن أیا ما تدعوا فلہ الاسماء الحسنیٰ" (الاسراء: ۱۱۰)
یعنی آپ کہدیں کہ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو پکارو جس نام سے بھی تم پکارو اس کے اچھے نام ہیں۔
اللہ تعالیٰ کے ان صفاتی ناموں کو بھی "نام" ہی کہا گیا ہے۔

دلیل۲ (۲) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے ان کا نام احمد بھی ہے (اسمہٗ احمد (سورۃ الصف: آیت ۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انا محمد و احمد والمقفی والحاشر ونبی التوبۃ ونبی الرحمۃ (ونبی الملحمۃ)"۔ (حم، م، طب، وغیرھم، صحیح الجامع الصغیر ۱۴۷۳ وقال صحیح

شرح السنۃ للبغوی (۱۳/ ۲۱۲/ ۳۶۳۰) میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لی اسماء: انا احمد وانا محمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بہ الکفر وانا الحاشر یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب" وقال البغوی: ھذا حدیث متفق علی صحتہ اخرجہ مسلم

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بھی بہت "اسماء" یعنی نام ہیں: مثلاً! احمد الماحی، الحاشر، العاقب، المقفی، نبی التوبہ، نبی الرحمہ، نبی الملحمہ، وغیرہ۔

قرآن وحدیث کے ان دلائل سے معلوم ہوا کہ صفاتی نام بھی نام ہی ہوتا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور مسلمین

(۱) معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا آپ ملتِ علی پر ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نہ ملتِ علی پر ہوں اور نہ ملتِ عثمان پر۔ انا علی ملۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم ص ۵۷۴ واللفظ لہ، شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ للالکائی ج ۱ ص ۹۴ واسنادہ صحیح، واخرجہ ابن ابی عمر کما فی المطالب العالیہ لابن حجر ۳/۷۴) اس سے معلوم ہوا کہ ابن عباسؓ "ملۃ النبی" صلی اللہ علیہ وسلم پر تھے۔

(۲) حذیفہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے مسلمین کو "المصلون" کہا حذیفہ نے اس کی تردید نہیں کی بلکہ اس کو بہت بہتر مشورہ بھی دیا۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۱۵ ص ۱۷ و مستدرک الحاکم ج ۴ ص ۴۴۵، ۴۴۴ وقال الحاکم "ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ"۔

(۳) عمر رضی اللہ عنہ نے کہا "یا معشر قریش" (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۴ ص ۵۸۲ واسنادہ صحیح)

(۴) عمر رضی اللہ عنہ نے "یا معاشر الانصار" کہا (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۴ ص ۵۶۷ واسنادہ حسن)

(۵) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ کو صحابہ "امیر المومنین" کہتے تھے، یہ بات متواتر ہے۔

(۶) عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمین کو "عباد اللہ" کہا (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۳۴۸ ومصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۴ ص ۵۸۳ ورجالہ ثقات)۔

اس کے علاوہ اور بہت سے نام بھی صحابہ سے ثابت ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اہل السنۃ:۔ مسلمین، محدثین، اور مومنین کو "اہل السنۃ" بھی کہا گیا ہے یعنی سنت والے۔

دلیل (۱) محمد بن سیرین تابعیؒ (ت ۱۱۰ھ) نے فرمایا "فینظر إلی أهل السنة فیوخذ حدیثهم" (صحیح مسلم مع النووی ج ۱ ص ۸۴)

یعنی اہل السنۃ کی طرف دیکھا جاتا۔ پس ان کی حدیث لی جاتی۔

خلاصہ یہ کہ ابن سیرین رحمہ اللہ نے مسلمین کے لئے "اہل السنۃ" کا نام استعمال کیا۔

نوٹ:- یہ نام فرقہ مسعودیہ کے نزدیک غیر ثابت، بدعت اور شریعت سازی ہے۔ لہٰذا ان کے نزدیک ابن سیرینؒ جن کی عدالت پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہے۔ دینِ اسلام سے خارج اور فرقہ اہل السنۃ کے ایک فرد ہوں گے؟ (نعوذ باللہ) اب دیکھئے ابن سیرین تابعیؒ (جو کہ متعدد صحابہؓ کے شاگرد ہیں) ان پر فتویٰ کب لگتا ہے؟

اہل السنۃ کا لفظ درج ذیل ائمہ مسلمین نے بھی استعمال کیا ہے۔

(۱) هبة اللہ الطبری (ت ۴۱۸ھ) وکان ثقہ: (ملاحظہ ہو "شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ" للالکائی الطبری)۔

(۲) احمد بن الحسین البیہقی (ت ۴۵۸ھ) وکان ثقہ: (ملاحظہ ہو "الاعتقاد والہدایۃ الی سبیل الرشاد علی مذہب السلف واصحاب الحدیث" للبیہقی رحمہ اللہ)۔

(۳) ایوب السختیانی رحمۃ اللہ (ت ۱۳۱ھ) واجمعوا علی عدالتہ (الکامل لابن عدی ج ۱ ص ۷۵ واسنادہ صحیح، وحلیۃ الاولیاء ۹/۳، اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ للالکائی ج ۱ ص ۶۰ رقم ۲۹)

(۴) عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ (ت ۱۸۱ھ) ثقہ مجاہد (اصول اہل السنۃ للالکائی ص ۶۴ رقم ۴۹ واسنادہ صحیح، محمد بن الحسین ہو الزعفرانی وثقہ الخطیب ۲/۲۴۰)۔

(۵) احمد بن عبداللہ بن یونس رحمہ اللہ (ت ۲۲۷ھ) ثقہ حافظ (اصول اہل السنۃ ص ۸/۶۶ واسنادہ صحیح)

(۶) ابو حاتم الرازی (ت ۲۷۷ھ)

(۷) ابوزرعہ الرازی (ت ۲۶۲ھ)، (اصول اہل السنۃ للطبری ج ۱ ص ۱۷۶ واسنادہ صحیح)

بلکہ امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے زندیقوں کی یہ نشانی بتائی کہ وہ اہل السنۃ کو حشویہ کہتے ہیں (مثلاً معرکا زاہد الکوثری اہل السنۃ کو حشویہ کہتا تھا بلکہ کئی ائمہ کی تکفیر بھی کرتا تھا)۔

(۸) الامام ابوجعفر بن جریر الطبری رحمہ اللہ (ت ۳۱۰ھ)، (صریح السنۃ" للطبری ص ۲۰)

(۹) فضیل بن عیاض رحمہ اللہ (ت ۱۸۷ھ)، (حلیۃ الاولیاء ۸/۱۰۳، ۱۰۴ واسنادہ صحیح۔ انظر لتحقیق رجالہ تاریخ بغداد وسیر اعلام النبلاء، قلت ولفظہ: "صاحب السنۃ" "أصحاب سنۃ"، "حزب اللہ")

(۱۰) الشیخ الاسلام ابو اسمٰعیل الصابونی رحمہ اللہ (ت ھ)، (ملاحظہ ہو ان کی کتاب "عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث والرسالۃ فی اعتقاد اہل السنۃ واصحاب الحدیث والائمۃ")

(۱۱) ابو عبداللہ محمد بن حنیف الشیرازی (ت ۳۷۱ھ) ، (فتوی الحمویۃ الکبری لابن تیمیہ ص ۴۶)

(۱۲) صدر الاسلام عبدالقاہر بن طاہر الاسفرائنی (ت ۴۲۹ھ) ، ("الفرق بین الفرق" ط بیروت ص ۲۸۳)

(۱۳) ابن عبدالبر الاندلسی (ت ۴۶۳ھ) ، (التمہید بحوالہ "اثبات صفۃ العلو" لابن قدامۃ المقدسی ص ۱۲۹)

(۱۴) ابو اسحاق ابراہیم بن موسی القرطبی (ت ۷۹۱ھ) ، (الاعتصام للشاطبی ج ۱ ص ۶۱)

(۱۵) حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (ت ۸۵۲ھ) ، ("مذاہب خمسہ" مصنف مسعود احمد ص ۳۹ بحوالہ فتح الباری ج ۱ ص ۲۸۱)

(۱۶) حافظ ذہبی رحمۃ اللہ (ت ھ) ، (ملاحظہ ہو سیر اعلام النبلاء ج ۵ ص ۳۷۴) ۔

سُنّی کا نام :

(۱) امام ذہبیؒ نے ایک شخص کے بارے میں کہا "الرازی السنّی الفقیہ احد ائمۃ السنۃ" (سیر اعلام النبلاء ۱۰/۲۴۶)

زائدہ بن قدامہ رحمہ اللہ کو متعدد ائمہ نے "صاحب سنۃ" اور "من اہل السنۃ" قرار دیا ہے ۔ مثلاً ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب (۳/۲۶۴/۵۷۱)

(۲) حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التہذیب میں عبداللہ بن ذُریب الاصمعی البصری کے بارے میں کہا "صدوق سنی"

محمدی المذہب : محمد بن عمر الداودی رحمہ اللہ امام الحافظ المفید محدث الواق ابن شاہین رحمہ اللہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ "وکان اذا ذکر لہ مذہب اُحد، یقول : انا محمدی المذہب" (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۹۸۸/۹۲۳)

یعنی جب اس سے کسی کے مذہب کا ذکر ہوتا ہے ، تو وہ کہتا ہے کہ میں محمدی المذہب ہوں ۔ (نیز ملاحظہ ہو تاریخ بغداد للخطیب) ۔

خلاصہ : ۔ قرآن و حدیث اور ائمہ مسلمین کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ مسلمین کے اور بھی صفاتی نام ہیں جن سے ان کو پکارا گیا ہے ۔ مثلاً اہل السنۃ ، اہل الحدیث ، سُنی ، محمدی المذہب ، حزب اللہ وغیرہ ۔

لہٰذا مسعود صاحب کا یہ دعویٰ بالکل باطل و بلا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام صرف مسلم رکھا ہے ۔ مسعود صاحب کے نزدیک "مسلم" نام کے علاوہ دوسرے سارے نام (مثلاً اہل السنۃ ، اہل الحدیث ، حزب اللہ وغیرہ) غیر صحیح اور فرقہ ہیں ۔ اور ان کے نزدیک فرقہ بندی شرک ، عذاب اور لعنت ہے (مثلاً ملاحظہ ہو سٹیکر جماعت المسلمین یعنی فرقہ مسعودیہ) لہٰذا ائمہ مسلمین مثلاً ابن سیرین تابعیؒ وغیرہ ان کے نزدیک دین اسلام سے خارج اور مشرک ٹھہرے (معاذ اللہ) ۔

فتنۂ تکفیر : ۔ فرقہ مسعودیہ والے انتہائی دیدہ دلیری کے ساتھ محدثین کی تکفیر کر رہے ہیں ملاحظہ ہو

عملی طور پر یہ نہ کسی مسلم کو سلام کرتے ہیں اور نہ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان کے نزدیک صرف وہی "مسلم" ہے جوان کے زتہ مسعودیہ عرف جماعت المسلمین میں شامل ہو اور مسعود صاحب کی بیعت کر چکا ہو۔ دوسرا شخص اپنے آپ کو لاکھ مسلم کہے مگر وہی ڈھاک کے تین پات۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالکم المسلم الذی له ذمة الله و ذمة رسوله فلا تخفروا الله فی ذمته، (صحیح بخاری، سنن نسائی، عن انسؓ واسنادہ صحیح راجع صحیح الجامع الصغیر للالبانی ۶۳۵۰)

ترجمہ: جو کوئی ہماری جیسی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو وہی "مسلم" ہے۔ جس کے لئے اللہ اور اللہ کے رسول کا ذمہ ہے۔ تو تم اللہ کی ذمہ داری میں شرم نہ کرو۔

بحث کا قطعی فیصلہ:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فادعوا بدعوی الله الذی سماکم المسلمین المؤمنین عباد الله (مسند ابی یعلی الموصلی ج ۳ ص ۱۴۲، صحیح ابن حبان ۸/۴۳۔ اس سند کو حاکمؒ اور ذہبیؒ نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔ مستدرک ۱/ ۴۲۱، ۱۱۷، ۲۳۶۔ اور ابن خزیمہؒ (۹۳۰) نے بھی صحیح قرار دیا، ترمذیؒ نے کہا: "ہذا حدیث حسن صحیح غریب" البانی نے بھی اس کو صحیح قرار دیا اور کہا "ہذا الحدیث صحیح الاسناد بلا شک"۔ ملاحظہ ہو صحیح الجامع الصغیر ج ا ص ۳۵۶ رقم حدیث ۱۷۲۴۔ یحییٰ بن ابی کثیرؒ نے ابو یعلیٰ وغیرہ کی سندوں میں سماع کی بھی تصریح کی ہے۔

ترجمہ:- پس پکارو۔ اس اللہ کی پکار کے ساتھ جس نے تمہارا نام مسلمین ــ مؤمنین ــ عباد اللہ رکھا ہے۔

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمین کے اور بھی نام اللہ کے رکھے ہوئے ہیں مثلاً مومنین اور عباد اللہ لہٰذا مسعود صاحب کا یہ دعویٰ بالکل جھوٹ اور غلط ہے کہ ہمارا صرف ایک نام "مسلم" رکھا گیا ہے اور اس حدیث پاک سے نام کی اس بحث کا قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے[۱]۔

فرقہ کی بحث:- فرقہ کا اطلاق اہل الحق پر بھی ہوتا ہے اور اہل الباطل پر بھی مگر مسعود صاحب کہتے ہیں کہ "فرقہ بندی شرک ہے"۔

---

[۱] محترم عبداللہ دامانوی صاحب لکھتے ہیں کہ "مسند احمد میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے فادعوا المسلمین بأسمائهم بما سماهم الله عز وجل المسلمین المؤمنین عباد الله (مسند احمد ج ۴ ص ۲۰۲، ۲۰۳) اس روایت میں موصوف (یعنی مسعود صاحب) کی وہ تاویل (جو انہوں نے حدیث مذکور میں تحریف کرتے ہوئے کی ہے) نہیں چل سکتی۔ بلکہ یہ روایت موصوف کی تاویل کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑتی ہے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تفتحق أمتي فرقتين فتمرق بينهما مارقة يقتلها أولى الطائفتين بالحق" (مسند ابی یعلی الموصلی ج ۲ ص ۴۹۹ ح ۱۲۷۱/۳۷۱ ، (واسنادہ صحیح وصححہ محققہ)، (واخرجہ ابن حبان فی صحیحہ ۸/۲۵۹) ۔

یعنی میری امت دو فرقے ہو جائے گی اور ان کے درمیان ایک نکلنے والی جماعت نکلے گی (یعنی مارقہ) اس مارقہ کو (دونوں فرقوں میں سے) جو حق سے زیادہ قریب ہوگا قتل کرے گا ۔

یہ دونوں فرقے علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے تھے اور ان کے درمیان خارجیوں کی جماعت نکلی تھی ۔ اس "جماعت" کو علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا ۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی دونوں جماعتوں کو دو فرقے قرار دیا لہذا معلوم ہوا کہ مسلمین کی جماعت کو "فرقہ" بھی کہا گیا ہے ۔ یعنی ناجی فرقہ ۔ اور یہ دونوں فرقے حق پر تھے

باب دوم

تلزم جماعت المسلمین وامامھم

فرقہ مسعودیہ کے بانی مسعود صاحب اس حدیث کا مصداق اپنے آپ کو ٹھہرا رہے ہیں ۔ یعنی "جماعت المسلمین" سے مراد ان کی نوزائیدہ جماعت اور "امام" سے مراد وہ خود ذات شریف ہیں پھر اس جماعت کو انہوں نے طاغوت کی طاغوتی حکومت کی جماعت سے ایک سے زیادہ بار رجسٹرڈ کرایا ہے ۔

جناب الشیخ الاستاذ ابوجابر عبداللہ الدامانوی نے اپنی کتاب "فرقہ جدیدہ" میں مسعود صاحب کا یہ طلسم توڑ دیا ہے اور دلائل وبراہین قاطعہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ "جماعۃ المسلمین" سے مراد مسلمین کی حکومت وامارت ہے اور "امام" سے مراد خلیفہ وسلطان ہے ۔ ظاہر ہے کہ مسعود صاحب کا فرقہ نہ تو حکومت وامارت پر مشتمل ہے اور نہ خلیفہ وسلطان پر لہٰذا وہ اس حدیث کا مصداق نہیں ہے ۔

مختصراً عرض ہے کہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ اس "جماعت" سے مراد مسعود صاحب کی جماعت نہیں ہے ۔ بلکہ یا تو امارت وحکومت والی سیاسی جماعت ہے یا پھر صحابہؓ اور اہل الحق (یعنی اہل الحدیث) کی جماعت ۔ امام بیہقی رحمہ اللہ اس حدیث کو "کتاب قتال اہل البغی" میں لائے ہیں (السنن الکبریٰ ج ۸ ص ۱۵۶) جس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی اس حدیث کا تعلق سیاسی امور سے ہے ۔ ورنہ جماعت کے نہ ہونے کا کیا مطلب ہے ۔ جب کہ امت کا ایک طائفہ (یعنی اہل حق کی جماعت) قیامت تک ہمیشہ بغیر انقطاع باقی رہے گا ۔ حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے بھی اس سے مراد "امیر" قرار دیا ہے ۔ یعنی حکومت کا امیر ۔ امام بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا "المعنى إذا لم يكن في الأرض خليفة

فعليك بالعزلة والصبر على تحمل شدة الزمان" (الفتن فی الآثار والسنن للشیخ جزاع الشمری ص١٤٧) یعنی اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر زمین میں خلیفہ نہ ہو تو پھر عزلت والی زندگی گزاری جائے اور تکالیفِ زمان پر صبر کیا جائے ۔

امام طبری رحمہ اللہ کے بقول بعض لوگ الجماعۃ کو سوادِ اعظم، بعض ـ صحابہ اور بعض ـ اہلِ علم گردانتے ہیں ۔

ائمہ کی ان تصریحات سے واضح ہوگیا کہ اس حدیث سے مراد مسعود صاحب کی جماعت (یعنی فرقہ) نہیں ہے ۔ بلکہ مسلمین کی حکومت اور ان کا خلیفہ مراد ہے مزید تفصیل کے لئے عبداللہ صاحب کی "فرقہ جدیدہ" کا مطالعہ فرمائیں ۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت ہے کہ اگر اس وقت زمین میں کوئی اللہ کا خلیفہ ہو تو "فالزمه" اس کو لازم پکڑلو ۔ اگرچہ وہ تیرا مال لے لے اور تیری پیٹھ کو مارے (مسند احمد ج ٥ ص ٤٠٣ ورجالہ ثقات، فیہ سبیع بن خالد وہو خالد بن خالد وثقہ ابن حبان والعجلی وروی عنہ جماعۃ کما فی التہذیب وصحح لہ الحاکم والذہبی کما فی المستدرک ج ٤ ص ٤٣٢ ولہ شاہد عند ابن ابی شیبہ فی المصنف ج ١٥ ص ٨) ۔

اس حدیث کا راوی خالد یا سبیع بن خالد درج ذیل محدثین کے نزدیک ثقہ ہے ۔

(١) ابن حبانؒ (٢) العجلیؒ

(٣) الحاکمؒ (٤) الذہبیؒ

لہذا یہ سند حسن ہے ۔

اور اس حدیث سے "جماعۃ المسلمین اور ان کے امام، یعنی خلیفہ کی بحث کا قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے ۔

مسعود صاحب کے اہل السنۃ پر چند بچکانہ اعتراضات

مذاہب خمسہ نامی کتابچہ میں ص ٣٢ پر مسعود صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ نماز میں "اللّٰهم انی اعوذبك من عذاب جهنم . . " کا پڑھنا ـ فرض ہے ۔ اور صلوٰۃ الرسول ص ٢٧٨ سے محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ کی ایک عبارت سے یہ نتیجہ اخذ کر کے کہ "دعائے مذکورہ کا پڑھنا ضروری نہیں" اہل السنۃ کو مطعون کرنے کی مکروہ کوشش کی ہے ۔

جواب (١) محمد صادق صاحب رحمہ اللہ کی بات ہمارے لئے حجت نہیں ہے اور نہ کوئی ہم میں سے اسے حجت سمجھتا ہے ۔ لہذا اعتراض سرے سے ہی ختم ہو گیا ۔

جواب نمبر(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ثم لیتخیر من الدعاء أعجبه الیه فیدعوا" (صحیح بخاری وصحیح مسلم) یعنی پھر آدمی اپنے لئے کوئی دعا پسند کرے اور وہی مانگے۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مصلی کو اختیار دیا ہے مگر مسعود صاحب اس اختیار کو سلب کر رہے ہیں۔

جواب نمبر(۳) امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے "باب ما یتخیر من الدعاء بعد التشہد ولیس بواجب" (صحیح بخاری)

یعنی: تشہد کے بعد جو دعا بھی پسند ہو پڑھ سکتا ہے اور دعا کا پڑھنا واجب نہیں ہے۔

اگر مسعود صاحب بالقابہ کوئی فتویٰ لگاتے ہیں تو ان کے فتوے کی زد میں امام بخاری رحمہ اللہ بھی آجاتے ہیں۔ (ہم مسلمین کی تکفیر سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں)۔

جواب نمبر(۴) فرض کریں محمد صادق اور بخاری رحمہما اللہ کو غلطی لگی ہے تو پھر یہ ان کی غلطی ہے۔ اہل الحدیث والآثار اور اہل السنۃ والجماعۃ کی غلطی نہیں۔

اہل الحدیث کے نزدیک معیار حق اور حجت صرف دو چیزیں ہیں۔

(۱) قرآن مجید

(۲) صحیح احادیث

نوٹ:۔ قرآن مجید اور صحیح احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اجماع امت بھی شرعی دلیل اور حجت ہے۔

اسی طرح مسعود صاحب اور ان کی پارٹی نے رسوائے زمانہ رسالہ "المسلم" نامی (برعکس نہند نام زنگی کافور) میں اہل الحدیث والآثار (یعنی محدثین اور ان کے ساتھیوں) پر کسی دستور المتقی!؟ نامی کتاب سے الزام تراشی کر رکھی ہے۔

حالانکہ ہمارے نزدیک دستور المتقی نہ قرآن ہے اور نہ مجموعہ صحیح احادیث، لہذا وہ حجت نہیں ہے۔ اس میں قرآن کی جو آیات اور جو صحیح احادیث ہیں وہ حجت ہیں۔ اس کے مصنف کی ذاتی آراء ذرہ برابر بھی حجت نہیں ہیں۔

پھر ہمیں کیوں مطعون کیا جا رہا ہے؟

مسعود صاحب کی ان طفلانہ حرکتوں سے کسے فائدہ پہنچے گا؟ کیا وہ محدثین کے دشمنوں کے ہاتھ مضبوط نہیں کر رہے ہیں؟

مثلاً: اہل الحدیث کا نام ان کے نزدیک بدعت ہوا۔

لہذا بخاری وغیرہ بدعتی ٹھہرے کیونکہ انہوں نے یہ نام استعمال کیا۔ معاذ اللہ یہ بدعت کی تان

رکھا جاتا ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ کے دوران فرمایا: میرے رب نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تمھیں وہ سکھادوں جس سے تم ناواقف ہو (وہ فرماتا ہے) میں نے اپنے تمام بندوں کو حنفاء (حنیف کی جمع) پیدا کیا ہے ۔ مگر (۔۔۔۔ صاحب کی طرح) شیاطین ان کے پاس آکر انہیں بہکاتے ہیں اور جو چیزیں میں نے ان کے لئے حلال کی ہیں (مثلاً صفاتی نام حنفاء، غرباء، اولیاء اللہ، حزب اللہ وغیرہ) ان کو ان کے لئے حرام قرار دیتے ہیں ۔ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب الصفات امتی یعرف بہا فی الدنیا اھل الجنہ واھل النار) ۔

(اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان بہکانے والے شیاطین سے اپنی پناہ میں رکھے ۔ اور اہل الحدیث (یعنی محدثین) کو اس دنیا میں سیاسی غلبہ دے کر ان کی جماعۃ المسلمین اور ان کا امام یعنی خلیفہ قائم کردے ۔ آمین ۔

ابوطاھر زبیر بن مجدد علی زئی

(حاشیہ صفحہ ۷)

ونحن لا نعنی باھل الحدیث المقتصرین علی سماعہ، اوکتابتہ اوروایتہ بل نعنی بھم: کل من کان احق بحفظہ ومعرفتہ وفہمہ ظاھراً وباطناً، واتباعہ باطناً وظاھراً، وکذلک اھل القرآن ۔

وأدنی خصلۃ فی ھؤلاء: محبۃ القرآن والحدیث والبحث عنھما وعن معانیھما والعمل بما علموہ من موجبھما ۔ ففقھاء الحدیث أخبر بالرسول من فقھاء غیرھم، وصوفیتھم أتبع للرسول من صوفیۃ غیرھم: وامراؤھم أحق بالسیاسۃ النبویۃ من غیرھم وعامتھم أحق بموالاۃ الرسول من غیرھم (مجموع فتاوی ج ۴ ص ۹۵)

اہل الحدیث سے ہمارا مقصود وہ حضرات نہیں ہیں جو صرف حدیث کے سماع، کتابت اور روایت پر اکتفا کرتے ہیں، بلکہ ہم اس لفظ سے ہر وہ شخص مراد لیتے ہیں جو حدیث کو یاد کرتے ہیں اسے اس کی زیادہ پہچان ہے اور اس کی ظاہری اور باطنی طور پر زیادہ سمجھ رکھتا ہے ظاہری اور باطنی طور پر اس کی زیادہ اتباع کرتا ہے ۔

اہل القرآن سے بھی یہی حضرات مراد ہیں ان لوگوں میں کم سے کم جو خوبی پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن و حدیث کی محبت، ان کی طلب، ان کے معنی و مفہوم کو سمجھنا اور ان سے محبت رکھتے ہوئے ان سے حاصل ہونے والے علم پر عمل کرنا ۔

فقہاء الحدیث دوسرے فقہاء کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ باخبر ہیں ان کے صوفیہ دوسرے صوفیہ کی نسبت رسول اللہ کے زیادہ متبع، ان کے حکمران سیاست نبویہ سے دوسروں کی نسبت زیادہ واقف، اور ان کے عوام دوسرے عوام کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت کرنے والے ہوتے ہیں ۔

پیش لفظ

کبھی کبھی گمراہی یا پانسنگ اس طرح دکھاتی ہے کہ ایک شخص اپنی ایک جماعت بناتا ہے پھر وہ اپنی سوجھ بوجھ کے مطابق اس جماعت کو چلانے لگتا ہے اور رفتہ رفتہ انفرادیت اختیار کرنے کے لئے وہ چند نئے اور خود ساختہ اصول وضع کر لیتا ہے اور پھر وہ ان اصولوں ہی کو توحید و سنت کی اساس قرار دینے لگتا ہے اور جو شخص اس کے وضع کردہ اصولوں پر ٹھیک نہ بیٹھے تو وہ اسے کافر، مشرک یا غیر مسلم نظر آنے لگتا ہے۔ پہلے پہل وہ اپنے ان اصولوں پر موجودہ دور کے مسلمانوں کو پرکھتا ہے اور جب اس مشغلہ سے بھی اس کا جی نہیں بھرتا تو وہ سلف صالحین اور محدثین کرام کو ان اصولوں پر پرکھنے لگتا ہے اور جب کوئی محدث یا امام اس کے ان خود ساختہ اصولوں پر پوری طرح فٹ نہیں آتا تو وہ اس پر کفر و شرک کے فتوے داغنے لگتا ہے چنانچہ موجودہ دور کے "مسعود" نامی دو شخصوں نے جب اس قسم کا کھیل کھیلنا شروع کیا تو ان کی ان طفلانہ حرکتوں سے عوام الناس تشویش و رنج میں گرفتار ہو گئے اور اسلام ان کے لئے ایک معمہ بن کر رہ گیا۔

تبلیغ دین کا صحیح طریقہ تو یہ تھا کہ سلف صالحین کے طرز پر لوگوں کو کتاب و سنت کی طرف دعوت دی جاتی حقیقی اسلامی تعلیمات سے بے خبر ہونے کی بنا پر مسلمانوں میں جو غلط عقائد و نظریات، بدعات اور غیر اسلامی رسومات بار پا گئی ہیں ان کی اصلاح کی جاتی اور کتاب و سنت کی روشنی میں صحیح منزلِ مقصود کی طرف ان کی رہنمائی کی جاتی۔ مسلمانوں کو بتایا جاتا کہ حقیقی اسلام کیا ہے اور موجودہ دور کے مسلمین کس دین پر چل رہے ہیں اگر کتاب و سنت کی تفہیم کے سلسلہ میں کوئی پیچیدگی پیدا ہو جاتی تو دین اسلام کا گہرا اور عمیق مطالعہ رکھنے والی علماء کرام کی ایک جماعت سے اس مسئلہ کا حل طلب کیا جاتا۔ اور یہ علماءِ حق کتاب و سنت کی روشنی میں اس مسئلہ کا جو حل پیش کرتے اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا جاتا۔ کیونکہ کسی مسئلہ میں اختلاف اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کوئی شخص اپنا ایک خود ساختہ نظریہ قائم کر لیتا ہے پھر وہ کتاب و سنت سے اس نظریہ کے حق میں دلائل تلاش کرتا ہے اور پھر جو شخص اس کے اس نظریہ سے اختلاف کرے یا اس نظریہ کو تسلیم کرے تو وہ اس پر کفر و شرک کے فتوے داغنا شروع کر دیتا ہے۔ لیکن اگر کتاب و سنت کے مسائل کو پہیلیوں کی زبان میں سمجھنے کے بجائے اس کے عام فہم الفاظ سے جو بات سمجھ میں آتی ہے اسے تسلیم کر لیا جائے تو پھر اختلافات پیدا نہیں ہو سکتے اور اس طرح باطل پرستوں کو احادیثِ نبویہ، محدثین کرام اور سلف صالحین پر کیچڑ اچھالنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ نہیں آتا۔ لیکن دین اسلام کے پیچیدہ اور عمیق مسائل کو اگر کسی ایک ہی شخص کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے اور جس شخص کے متعلق علماءِ حق جانتے بھی ہوں کہ وہ دنیا میں اپنی انفرادیت قائم کرنے کے لئے کام کر رہا ہے تو ایسا شخص اپنی خواہشاتِ نفسانی سے مغلوب ہو کر ان مسائل کا جو حلیہ بگاڑے گا وہ ظاہر ہے لیکن اگر

کوئی شخص اس معاملے میں مخلص ہی کیوں نہ ہو تب بھی وہ تن تنہا دین کے تمام مسائل کا احاطہ نہیں کرسکتا کیونکہ انسان ہونے کے ناطے اس سے غلطی کا امکان موجود ہے۔[1] کیونکہ کوئی شخص بھی انبیاء کرام کی طرح غلطیوں سے پاک و معصوم نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ہی وہ عقل کل ہے کہ اس کی ہر بات ہی ٹھیک اور درست ہو۔ اور اگر کوئی شخص اپنے آپ کو غلطیوں سے پاک سمجھے اور اس کا یہ خیال ہو کہ اس نے کتاب و سنت کی تفہیم کے سلسلہ میں کوئی غلطی نہیں کی اور جس طرح اس نے دین کو سمجھا ہے یہ صرف اسی کا طرۂ امتیاز ہے اور کوئی دوسرا شخص اس کی طرح نہ دین کو سمجھ سکتا ہے اور نہ ہی یہ اس کے بس کا روگ ہے۔ اس طرح وہ اپنے آپ کو تمام غلطیوں اور خطاؤں سے پاک سمجھ کر اپنے متعلق معصوم عن الخطاء ہونے کا عقیدہ اپنے دل میں بٹھا لیتا ہے اور پھر وہ اپنے حواریوں کو بھی اپنے متعلق کچھ اسی طرح باور کراتا ہے کہ وہ بھی اسے "معصوم" سمجھنے لگتے ہیں۔ اگرچہ الفاظ کے ذریعے وہ اور اس کے حواریین اس عقیدہ کا اظہار نہیں کرتے مگر ان کا طرز عمل اس بات کی شہادت دیتا ہے اور ظاہر ہے کہ کسی غیر نبی کے متعلق اس طرح کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ وہ آئمہ کرام اور محدثین جو اگرچہ علم کا سمندر سمجھے جاتے تھے انھوں نے بھی لوگوں کو خبردار کر دیا تھا کہ اگر ان کی کوئی بات انہیں کتاب و سنت کے خلاف نظر آئے تو وہ اسے دیوار پر دے ماریں یہ حقیقت ہے کہ باطل فرقوں ہی نے ہمیشہ اپنے اسلاف کو اس طرح کا مقام دیا ہے چنانچہ شیعہ حضرات نے اپنے آئمہ کو معصوم سمجھ لیا۔ بلکہ مرتبہ و مقام کے لحاظ سے وہ اپنے آئمہ کرام کو انبیاء کرامؑ پر بھی بہت زیادہ فوقیت دیتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ صرف انبیائے کرامؑ ہی وہ ہستیاں ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ غلطیوں اور خطاؤں سے پاک و صاف رکھتا ہے۔ اور اگر بھولے سے کوئی لغزش ان سے سرزد ہو بھی جائے تو انہیں فوراً اس لغزش پر متنبہ کر دیا جاتا ہے۔ اور انہیں اس پر قائم رہنے نہیں دیا جاتا اور اگر انبیائے کرامؑ کو اس بات کا احساس ہو جائے کہ وہ بے خبری میں کسی لغزش کا ارتکاب کر بیٹھے ہیں۔ جو کہ بشریت کا ایک خاصہ ہے تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور اس لغزش کی معافی مانگنے لگتے ہیں حالانکہ اس کے سرزد ہوتے میں ان کا کوئی قصد و ارادہ شامل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ حضرت آدمؑ کا واقعہ اس کی روشن مثال ہے۔ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وجہ سے شہد کو اپنے اوپر حرام کر لیا تو آپ پر فوراً وحی نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ (التحریم: ۱) — اے نبیؐ! آپ اس چیز کو کیوں اپنے اوپر حرام قرار دیتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لئے حلال کیا ہے۔

چنانچہ آپؐ نے اس حکم کے بعد قسم کا کفارہ ادا فرمایا اور شہد کو استعمال کرنا شروع کر دیا۔

---

[1] موصوف نے پہلے پہل جب نماز پر کتاب لکھی تھی تو اس کا نام نماز رکھا تھا۔ پھر دوسری مرتبہ صلوٰۃ المسلمین کے نام سے اس کو شائع کیا اور اب تیسری مرتبہ یہ کتاب پھر صلوٰۃ المسلمین کے نام سے شائع ہوئی ہے پہلی مرتبہ تو یہ کتاب مختصر تھی پھر دوسری مرتبہ اس میں اضافے کئے گئے اور تیسری مرتبہ جب یہ چھپی تو بہت سے مسائل میں رد و بدل کیا جا چکا ہے۔ کسی مسئلہ کے متعلق موصوف کی رائے کچھ اور ہوا کرتی تھی۔ لیکن آج کل کچھ اور ہے اور امید ہے کہ آئندہ بھی یہ رائے تبدیل ہوتی رہے گی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں صلوٰۃ المسلمین کا شروع کا ایڈیشن اور موجودہ ایڈیشن۔

شروع میں جماعت المسلمین کے متعلق ہمارا یہ خیال تھا کہ یہ بھی ایک تبلیغی اور اصلاحی جماعت ہوگی جس کا مقصد کتاب وسنت سے مطابق لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کرنا ہوگا۔ اس جماعت کا لٹریچر بھی اس لحاظ سے قابل تعریف ہے کہ اس میں عموماً احادیث صحیحہ کا التزام کیا گیا ہے اور یہ لٹریچر حقیقتاً عوام الناس کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ موصوف کو اللہ تعالیٰ نے قلم کے استعمال کا جو سلیقہ عنایت فرمایا ہے اگر وہ اپنے لٹریچر کے ذریعے عوام الناس کے عقائد و اعمال کی اصلاح کرتے رہتے تو عنداللہ وہ اجر عظیم کے مستحق ٹھہرتے لیکن معلوم نہیں کہ کس چیز نے ڈاکٹر عثمانی صاحب کی طرح ان کے دل میں جنم لیا اور انھوں نے اس چیز پر اکتفا کرنے کے بجائے ایک قدم اور آگے بڑھایا۔ اور اپنی دعوت میں انفرادیت پیدا کرنے کے لئے انہوں نے دعویٰ کیا کہ ہمارا نام صرف مسلم ہے اور اس نام کے علاوہ دوسرا نام رکھنا بالکل جائز نہیں اور پھر معاملے میں انھوں نے اس قدر غلو کیا کہ اپنی تنظیم کی ہر چیز کے ساتھ مسلم لکھنا فرض قرار دے دیا چنانچہ انہوں نے اپنی کتابوں کے نام صلوۃ المسلمین، منہاج المسلمین تاریخ الاسلام و المسلمین، صوم المسلمین، زکوۃ المسلمین، توحید المسلمین، برہان المسلمین وغیرہ رکھے ہی نہیں بلکہ انہوں نے اپنی مسجد تک کا نام مسجد المسلمین رکھ دیا اس طرح گویا ان کی مسجد تو مسجد المسلمین یعنی مسلمین کی مسجد قرار پائی اور دیگر تمام مسجدیں ان کے نزدیک غیر مسلموں کی مسجدیں قرار پائیں۔

گویا موصوف اپنے آپ کو اور اپنی پارٹی کے آدمیوں کو مسلم سمجھتے ہیں۔ اور دنیا کے تمام مسلمان کی نگاہ میں غیر مسلم قرار پاتے ہیں۔ اگر موصوف کا بس چلے تو وہ اپنے شہر کراچی کا نام مدینۃ المسلمین، گھر کے قریب سے گذرنے والے روڈ کا نام شارع المسلمین اور ملک پاکستان کا نام مملکت المسلمین رکھ دیں۔ اور ممکن ہے کہ انھوں نے اپنے گھر کا نام بیت المسلمین رکھ دیا ہو کیونکہ لوط علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں اس طرح کے الفاظ آئے ہیں لیکن وہاں بھی بیت من المسلمین کے الفاظ ہیں۔ جبکہ موصوف بلاشرکت غیرے مسلم ہیں۔ گویا موصوف کی مسلمینی بھی ان کے روحانی بھائی ڈاکٹر عثمانی کی خالص توحید کی طرح صرف انہی تک محدود ہے موصوف کی حکومت کا دائرہ بھی صرف اپنے چند عقیدت مندوں تک ہی محدود ہے جو موصوف کی اندھی تقلید کرتے ہیں اور وہ موصوف ہی کی بتائی ہوئی باتوں کو کتاب وسنت کی بات مانتے ہیں اور کسی اور کی بات تک سننے کے روادار نہیں۔ کیونکہ دوسرے لوگوں کے متعلق موصوف نے ان کے ذہنوں میں یہ بات بٹھادی ہے کہ ان کی جماعت کے چند افراد کے علاوہ باقی سب فرقہ گمراہ اور غیر مسلم ہیں[1]۔ اور اگر کوئی صحیح معنوں میں ہدایت یافتہ اور خلیفہ راشد ہے تو وہ صرف اور صرف مسعود احمد ہیں۔ کیونکہ حذیفہؓ کی روایت میں جس جماعۃ المسلمین اور امام کے متعلق بتایا گیا ہے وہ مسعود احمد صاحب اور ان کی جماعت ہے۔ لہذا مسعود احمد صاحب

---

[1] موصوف مسلمین کو کافر و مشرک قرار دینے کا جو خطرناک کھیل کھیل رہے ہیں اس میں انھوں نے اپنے ایمان کو داؤ پر لگا دیا ہے اور ظاہر ہے کہ ان کا مخاطب اگر کافر نہ ہوا تو یہ فتویٰ خود ان پر پلٹ چکا ہوگا۔ لہذا اب بھی وقت ہے کہ موصوف اس خطرناک مشغلے سے توبہ کرکے دین حق کی طرف پلٹ آئیں اور امت مسلمہ کی اصلاح و فلاح کے متعلق سوچیں۔ کسی مسلم کو غیر مسلم قرار دینے اور اس پر کفر کے فتوے لگانے کے نقصانات معلوم کرنے کے لئے ہماری کتاب الدین الخالص دوسری قسط کا مطالعہ فرمائیں۔

کے ہاتھ پر بیعت کرکے ان سے اور ان کی جماعت سے چمٹ جانا فرض ہے اور جو ایسا نہ کرے گا وہ جاہلیت کی موت مرجائے گا۔ (سبحان اللہ ہذا بہتان عظیم)

اہل علم جانتے ہیں کہ ایسا رجحان کس قدر غلط اور خطرناک ہے اور اس طرح کا دعویٰ تو وہی کرسکتا ہے جس کے ذہن میں نبی ہونے کا خیال سما گیا ہو۔ سوچنے کا مقام ہے کہ کیا آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے شروع میں مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا؟ اور جب اس نے بہت سے اندھے عقیدت مند پیدا کرلئے تو پھر نبوت کا دعویٰ کردیا۔ اس میں شک نہیں کہ دینی معاملات میں ایسا تشدد اور غلو افسوسناک ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالْغُلُوِّ فِي الدِّيْنِ

اور دین میں غلو سے بچتے رہنا کیونکہ دین میں غلو ہی کی وجہ سے سابقہ امتیں تباہ و برباد ہوگئیں۔

(مسند احمد ص۲۱۵، ۳۴۷، قلت واسناد الروایۃ الثانی صحیح)

غلو کے معنی زیادتی اور شدت کے ہیں۔ یعنی ایسا مبالغہ جو عقلاً اور عادتاً محال ہو۔ (علمی اردو لغت ص۱۰۳۵)

اپنی رائے اور خیال کو زبردستی قرآن و حدیث کے ذمے لگانا اور پھر اسے قرآن و حدیث کی بات کہنا غلو کی افسوسناک اور شرمناک مثال ہے۔

اس سلسلہ کی ایک اور روایت بھی ملاحظہ فرمائیں۔

بَابُ الدِّيْنُ يُسْرٌ وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَحَبُّ الدِّيْنِ إِلَى اللهِ الْحَنِيْفِيَّةُ السَّمْحَةُ)۔

باب: اسلام کا دین آسان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اللہ کو وہ دین بہت پسند ہے جو سچا سیدھا آسان ہو۔

۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مَعْنِ ابْنِ مُحَمَّدٍ الْغِفَارِيِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (إِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ وَلَنْ يُشَادَّ الدِّيْنَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا، وَأَبْشِرُوا، وَاسْتَعِيْنُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ)۔

ہم سے عبدالسلام بن مطہر نے بیان کیا کہا ہم سے عمر بن علی نے بیان کیا انہوں نے معن بن محمد غفاری سے انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بیشک اسلام کا دین آسان ہے اور دین میں کوئی سختی کرے گا تو دین اس پر غالب آئے گا اس لئے بیچ بیچ کی چال چلو اور افضل کام نہ کرسکو تو اس کے نزدیک رہو اور ثواب کی امید رکھ کر خوش رہو اور صبح کی چہل قدمی اور اخیر رات کی کچھ چہل قدمی سے مدد لو۔

(عکس صحیح بخاری ص۳۶ ج۱ طبع تاج کمپنی پاکستان)

موصوف کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے عدالت میں کسی بات کا دعویٰ تو دائر کردیا ہو لیکن اپنے اس دعوے پر کوئی ایک گواہ بھی پیش نہ کرسکا ہو۔ موصوف کا دعویٰ ہے کہ (۱) اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام صرف مسلم رکھا ہے۔ (۲) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعۃ المسلمین سے چمٹ جانے کا حکم دیا ہے۔ (۳) لہٰذا موصوف نے تن تنہا

جماعت المسلمین کی بنیاد رکھ ڈالی اور جماعت بنا کر وہ خود ہی اس کے امیر بن گئے ہیں اور لوگوں کو باور کرا دیا کہ یہ وہ جماعت المسلمین ہے۔ جس سے چمٹ جانے کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے لہذا اب جو شخص اس جماعت کے ساتھ ہوگا وہ مسلم ہے اور جو اس سے باہر رہا وہ گمراہ، فرقہ اور غیر مسلم ہے اب اس میں پہلی اور دوسری بات تو درست تھی لیکن قرآن و حدیث سے اپنے طور پر جو نتیجہ موصوف نے اخذ کیا ہے وہ غلط ہے اور علماء حق میں سے کسی ایک نے بھی اس دعوی کی تائید نہیں کی ہے بلکہ جس عالم دین نے بھی ان کے اس دعوی کو سنا تو اس نے حیرت کا اظہار کیا۔ اور انہیں گمراہ قرار دے دیا۔ مثال کے طور پر موجودہ دور کے ممتاز عالم دین اور عظیم محدث علامہ محمد ناصر الدین الالبانی نے بھی موصوف کو گمراہ قرار دیا ہے[1] (تفصیل آگے آرہی ہے انشاء اللہ العزیز) اس لئے نرا دعوی کسی کی صداقت کی دلیل نہیں بن سکتا بلکہ دعوی ایسا ہو کہ جس کی صداقت کو علماء حق تسلیم کرلیں۔ اور اس کے برحق ہونے کی وہ ایک زبان ہو کر گواہی دیں۔ اگر موصوف کہیں کہ وہ یہ بات کتاب و سنت کی روشنی میں کہہ رہے ہیں۔ تو جواباً عرض ہے کہ کیا اہل علم کی سمجھ میں کتاب و سنت کی یہ بات نہیں آئی دنیا میں صرف آپ ہی ہیں کہ آپ کو کتاب و سنت کی یہ بات سمجھ میں آگئی۔

مسلمین کا ماضی اس بات پر گواہ ہے کہ ماضی میں بہت سی اصلاحی تحریکیں اٹھیں اور تحریک کے بانیوں نے مسلمین میں ایک انقلاب برپا کر دیا اور مسلم تو مسلم، غیر مسلم تک بھی ان کی تحریکوں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے حالانکہ اس راہ میں انہیں سخت قسم کی مشکلات و مصائب سے بھی گزرنا پڑا۔ یہاں تک کہ عملاً قتال فی سبیل اللہ کے موسم بھی انھوں نے سر کئے لیکن انھوں نے بھی وہ مبالغہ آمیز دعوے نہ کئے جیسے کہ موصوف اور ان کے روحانی بھائی ڈاکٹر عثمانی صاحب نے کئے ہیں۔ ہمارے اسلاف نے تو غیر مسلموں تک کو مسلم بنایا۔ جبکہ مسعود دین نے مخلص مسلمین کو غیر مسلم بنانے کا کام شروع کر رکھا ہے اور اس طرح یہ دونوں اشخاص امۃ مسلمہ میں افتراق و انتشار کا سبب بنے ہوئے ہیں۔

علماءِ حق نے جب موصوف کی اس بڑھتی ہوئی گمراہی کو محسوس کیا تو انہوں نے تحریر و تقریر کے ذریعے عوام کو اس فتنہ کے مضرات سے آگاہ کرنا شروع کیا۔ ہم نے بھی جب یہ محسوس کیا کہ اگر اس فتنہ کا بروقت تدارک نہ کیا گیا تو مستقبل میں یہ خطرناک شکل اختیار کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ کی چند سطور پیش خدمت ہیں تاکہ:

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ط

تاکہ ہلاک ہو جسے ہلاک ہونا ہے دلیل سے اور زندہ رہے جسے زندہ رہنا ہے دلیل سے۔

اور اللہ تعالیٰ اسے عوام الناس کی ہدایت اور راقم الحروف کی نجات کا ذریعہ بنا دے اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مسعود احمد صاحب کو بھی راہ ہدایت سمجھا دے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ٥ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

دکھا ہم کو راستہ سیدھا، راستہ ان لوگوں کا کہ انعام کیا تو نے ان پر نہ ان لوگوں کا کہ تیرا غضب ہوا جن پر اور نہ گمراہوں کا (آمین)

---

[1] واضح رہے کہ امام البانی پر حدیث کی تصحیح و تضعیف کے سلسلہ میں موصوف نے بہت زیادہ اعتماد کیا ہے لیکن اس فتوٰی کے بعد شاید وہ انہیں بھی اپنے مسلمین کی صف سے نکال باہر کریں۔

جماعت المسلمین

قیامت کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ فرقوں کی کثرت ہو جائے گی اور یہ حقیقت ہے کہ امتِ مسلمہ فرقوں در فرقوں میں تقسیم ہوتی چلی جائے گی اور کوئی مصلحِ اعظم ایسا پیدا نہیں ہوا کہ جو امتِ مسلمہ کے اختلافات کی خلیج کو پاٹنے کی کوشش کرے ماضی میں جتنے بھی فرقے گزرے ہیں ان کی بازگشت کبھی کبھی ان نئے فرقوں کی زبان سے بھی سنائی دینے لگتی ہے۔ موجودہ دور میں ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی صاحب اور مسعود احمد صاحب بی۔ ایس۔ سی نامی دو شخصوں یا بالفاظ دیگر "مسعودین" نے بھی دو نئے فرقوں کی بنیاد رکھی ہے۔ ڈاکٹر مسعود عثمانی صاحب اپنے پیچھے "برزخی فرقہ" چھوڑ گئے ہیں جبکہ مسعود احمد صاحب کے الفرقۃ الجدیدہ کا نام جماعت المسلمین ہے اور جو اب "فرقہ مسعودیہ" کے نام سے معروف ہو چکا ہے۔ ان حضرات نے اپنی تحریکوں کو پروان چڑھانے کے لئے خوشنما ناموں کا انتخاب کیا اور پھر ان ناموں کو اس مہارت سے استعمال کیا کہ جس کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرنے کی ایک مضبوط بنیاد رکھ دی۔ ڈاکٹر عثمانی صاحب نے تو توحید خالص کے نام سے اپنی دعوت کو بام عروج تک پہنچانے کی کوشش کی اور بزعم خود ایسی خاص اور خالص توحید پیش کی کہ جس کو اختیار کر کے ایک انسان کو موجودہ دور کے تمام مسلمین اور اپنے اسلاف اور سلف صالحین تک کا فر و مشرک دکھائی دینے لگے۔ اور مسعود احمد صاحب نے مسلم نام کو کچھ اس طرح استعمال کیا کہ انہیں دنیا میں کوئی مسلم ہی دکھائی نہ دیا بلکہ انھوں نے بھی سلف صالحین پر بھی ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا ہے جیسا کہ ان کے کتابچے "مذاہب خمسہ اور دین اسلام" کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے اور یہ تو ابھی ابتداء ہے۔ آگے دیکھئے کہ موصوف کیا غضب ڈھاتے ہیں۔ موصوف کی جماعت کی بنیادی دعوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام صرف ایک ہی رکھا ہے اور وہ نام ہے "مسلم" لہٰذا کتاب و سنت کے ماننے والے صرف مسلم کہلائیں اور دیگر تمام ناموں کو چھوڑ دیں۔ کیونکہ یہ تمام نام فرقہ وارانہ ہیں۔ اور اگر کوئی شخص یہ سب کچھ کرنے کے بعد اپنے مسلم ہونے کا اعلان کر دے اور دیگر تمام ناموں کو بھی چھوڑ دے تو اسے جماعت المسلمین کے نزدیک اس وقت تک مسلم تسلیم نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ مسعود احمد صاحب کی قائم کردہ جدید جماعت، جماعت المسلمین میں شامل ہو کر موصوف کے ہاتھ پر بیعت کر کے انہیں اپنا "امیر المسلمین" تسلیم کر لے۔ موصوف کے نزدیک "صرف مسلم" کہلوانے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے:

هُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ یعنی اس (اللہ) نے تمہارا نام مسلم رکھا ہے۔
اس آیت سے یہ بات تو ثابت ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام مسلم رکھا ہے اور اس بات سے دنیا کا کوئی ایک مسلم بھی انکار نہیں کر سکتا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک اور پھر قیامت تک مسلمین دنیا میں موجود رہیں گے۔ اور تمام دنیا انہیں مسلم کے نام سے ہی پہچانتی رہی گی چاہے وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مسلم کے علاوہ بھی ہمارے بہت سے نام رکھے ہیں جیساکہ صحیح احادیث اس بات کی وضاحت کرتی ہیں اور آپ اگلے صفحات پر ان کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس سلسلہ کی دوسری دلیل موصوف یہ پیش کرتے ہیں:
تَلْزَمُ جَمَاعَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِمَامَھُمْ جماعت المسلمین اور اس کے امام کو لازم پکڑو۔
(بخاری ومسلم)

اور اس حدیث کا دوسرا ٹکڑا
فَاعْتَزِلْ تِلْکَ الْفِرَقَ کُلَّھَا تمام فرقوں سے علیحدہ رہو۔
(بحوالہ اسٹیکر جماعت المسلمین)

اس حدیث میں جماعت المسلمین سے اسلامی حکومت مراد ہے اور اس حدیث میں جن فرقوں کا ذکر ہے اس سے دینی فرقے نہیں بلکہ حکومت کے باغی مراد ہیں اور اس کی پوری تفصیل آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ اور حد یہ ہے کہ موصوف خود بھی جماعت المسلمین سے اسلامی حکومت ہی مراد لیتے ہیں چنانچہ انہوں نے منہاج المسلمین میں خلافت کے ضمن میں ایک عنوان جماعت المسلمین کا بھی قائم کیا ہے اور اس ضمن میں انھوں نے وہ احادیث ذکر کی ہیں جن کا تعلق خلافت وحکومت سے ہے۔ اگر موصوف کے اس عنوان کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ موصوف کے قائم کردہ عنوان جماعت المسلمین سے حکومت وخلافت کے علاوہ کوئی دوسری چیز مراد نہیں ہے اور ہم نے ان احادیث پر تفصیل سے گفتگو بھی کی ہے۔ امام بخاریؒ نے موصوف کی پیش کردہ اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: کیف الامر اذا لم تکن جماعۃ یعنی جب جماعۃ (حکومت) نہ ہو تو حکومت کے معاملے کی صورت حال کیا ہوگی؟ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس باب کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی ہے:

والمعنی ما الذی یفعل المسلم فی حال الاختلاف من قبل ان یقع الاجتماع علی خلیفۃ (فتح الباری ج۱۳ ص۳۵)
اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی ایک خلیفہ پر اجماع سے پہلے اختلاف کی حالت میں ایک مسلم کیا طرز عمل اختیار کرے گا؟

حافظ صاحب نے بڑی جامعیت کے ساتھ ایک ہی جملے میں اس باب کا مطلب بیان کر دیا ہے اور پھر حدیث کی تشریح کرتے ہوئے بھی حافظ صاحب نے امارت وحکومت ہی کا ذکر کیا ہے اور انہوں نے کسی ایسی بے اختیار جماعت المسلمین کا کوئی ذکر نہیں کیا کہ جس کے پاس کسی قسم کا کوئی اختیار اور طاقت نہ ہو۔ کسی ملک کا اختیار تو بڑی بات ہے۔ وہ جس محلے میں رہتے ہیں وہاں بھی کوئی ان کا آرڈر ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔

اگر حقیقت میں بغور دیکھا جائے اور اس حدیث پر غور وخوض کیا جائے تو خود موصوف نے اس حدیث کے ظاہری حکم پر بھی عمل نہیں کیا۔ ظاہری حکم کا مطلب یہ ہے کہ موصوف بدقسمتی سے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ اس حدیث میں جس جماعت المسلمین کا حکم ہے اس سے اسلامی حکومت نہیں بلکہ ان کی بے اختیار ونام نہاد "جماعت المسلمین" مراد ہے یعنی نام کی حد تک تو انہوں نے جماعت المسلمین نام کا انتخاب کر لیا لیکن یہ تک نہ دیکھا اور نہ ہی اس حدیث کی گہرائی میں اترنے کی کوشش کی کہ آخر جماعۃ المسلمین سے مراد کیا ہے؟[1] اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حکم دیئے ہیں۔

(۱) جماعۃ المسلمین اور اس کے امام کو لازم پکڑو۔

(۲) اگر جماعۃ المسلمین اور اس کا امام موجود نہ ہو تو پھر تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جانا اگرچہ تمہیں اس صورت میں درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانی پڑیں۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ موصوف نے اس حدیث کے ان دونوں حکموں میں سے کسی ایک حکم پر بھی عمل نہیں کیا کیونکہ اس حدیث میں جو حکم ہے ظاہر ہے کہ وہ حکم موصوف کے لئے بھی ہے ان کو چاہیئے تھا کہ وہ

(۱) جماعۃ المسلمین اور اس کے امام کو مضبوطی سے پکڑ لیتے۔

(۲) اگر دنیا میں کہیں بھی جماعۃ المسلمین اور اس کا امام انھیں نہ مل سکا تو انہیں چاہیئے تھا کہ پھر وہ حدیث کے دوسرے حکم پر عمل کرتے اور گوشہ نشین ہو جاتے اور اگر خوش قسمتی سے کوئی درخت بھی ان کو مل جاتا تو اسی کے سائے میں زندگی گزار دیتے چاہے اس درخت کی جڑیں ہی انہیں چبانی پڑ جاتیں لیکن پھر اس طرح دنیا کیسے جانتی کہ مسعود احمد صاحب بی۔ایس۔سی جیسی "امام الدنیا" شخصیت بھی اس دنیا میں موجود ہے۔ موصوف کو غالباً دنیا میں کوئی جماعت المسلمین اس لئے بھی نظر نہیں آئی کہ جماعت المسلمین نام کا کوئی خوبصورت اور خوشنما بورڈ ان کو کہیں دکھائی نہیں دیا اور وہ کسی اسلامی حکومت

---

[1] دراصل موصوف سب سمجھتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ جماعت المسلمین سے امارت وحکومت ہی مراد ہے اور ان کی نام نہاد جماعت المسلمین کسی طور پر بھی مراد نہیں ہو سکتی جیسا کہ منہاج المسلمین کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے لیکن وہ تجاہل عارفانہ سے کام لے کر بے خبر لوگوں کو بے وقوف بنا رہے ہیں لیکن اب موصوف کی اس عیاری ومکاری کا بھانڈا پھوٹ چکا ہے۔ (ان شاء اللہ العزیز)

کو جماعت المسلمین ماننے کے لئے اس لئے بھی تیار نہیں ہیں کہ انہیں یہ نام کہیں لکھا ہوا دکھائی نہیں دیا۔ اس حدیث میں تو صرف دو ہی باتوں کا حکم ہے لیکن موصوف اس کے برخلاف لکھتے ہیں :

"بتلائیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان وصیتوں پر کس طرح عمل کیا جائے اگر جماعت المسلمین ہے تو اس میں شامل ہو جائے، نہیں ہے تو بنائیے نہیں بنا سکتے تو پھر تمام فرقوں سے کنارہ کشی ہو جائے اور اسی حالت میں مر جائے" (مسلم ج۲)

خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں، موصوف فرما رہے ہیں کہ اگر جماعت المسلمین نہ ہو تو بنائیے آپ بتائیں کہ یہ حکم کس حدیث میں ہے؟ اور اگر یہ حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیا ہے تو کیا موصوف پر اس سلسلہ میں کوئی وحی نازل ہوئی ہے؟ (معاذ اللہ) کیونکہ وحی کے بغیر تو اس طرح کا کوئی حکم معلوم ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر موصوف کا ارادہ دعوٰیِ نبوت کا ہے تو وہ کھل کر سامنے کیوں نہیں آجاتے اور علی الاعلان دعوٰی کیوں نہیں کر دیتے۔ لیکن جب اہل العلم نے اس سلسلہ میں موصوف کی گرفت کی تو انہوں نے جلد ہی پینترا بدلا اور یہ الفاظ نکال دیئے اور ان الفاظ کی جگہ ایک لائن . . . . . . چھوڑ دی اور موصوف نے آج کل جو طرزِ عمل اختیار کر رکھا ہے وہ بھی مقامِ نبوت ہی کے مترادف ہے کیونکہ ان کا دعوٰی ہے کہ پوری دنیا میں صرف وہی مسلم ہیں یا وہ لوگ مسلم ہیں کہ جو موصوف کی قائم کردہ جدید جماعت "جماعت المسلمین" میں شامل ہو کر ان کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔ آپ سوچیں کہ ایسا رجحان کس قدر خطرناک اور گمراہ کن ہے کیونکہ انبیاء کرامؑ ہی ایسی ہستیاں ہیں کہ وہ اور ان کی جماعت تو ہدایت یافتہ تھی اور ان کے مخالفین گمراہ اور غیر مسلم تھے۔ موصوف جماعت المسلمین قائم کرنے کے بعد خود ہی اس کے امام بھی بن گئے جب کہ ان کا دعوٰی ہے کہ امام بنانا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے چنانچہ موصوف کی کتاب توحید المسلمین کا ایک عکس ملاحظہ فرمائیں :

توحید فی جعل الامام

لوگوں کے لئے امام بنانا صرف اللہ تعالےٰ کا حق ہے

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

① وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا	جب ابراہیم کی اس کے رب نے چند باتوں میں آزمائش کی تو وہ ان سب میں پورے اترے، اللہ نے فرمایا (اے ابراہیم) میں تم کو لوگوں کا امام بنا رہا ہوں

يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ (البقرۃ ۱۲۴)

انہوں نے کہا اور میری اولاد میں سے بھی (امام بنانا)، اللہ نے فرمایا (ہاں بناؤں گا لیکن) میرا یہ عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ کہ "میری ذرّیت میں سے بھی (امام بنانا)" اس بات کا کھلا ثبوت ہیں کہ امام بنانا اللہ تعالےٰ کا کام ہے، یہ کام بندوں کا نہیں کہ وہ خود کسی کو امام بنا کر اس کی پیروی کرنے لگ جائیں۔

(عکس توحید المسلمین ص۲۵۹)

موصوف کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بنانا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے اب یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ موصوف کو جماعت المسلمین کا امام کس نے بنایا؟ ممکن ہے کہ موصوف کہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ ہی نے امام بنایا ہے۔ چنانچہ ان کا یہ دعویٰ بھی منصبِ نبوت سے کم نہیں ہے۔ اگر موصوف کو صرف جماعت المسلمین کے نام ہی سے محبت تھی تو اگر وہ اپنے ارد گرد نگاہ دوڑاتے تو انہیں نام کی جماعت المسلمین مل ہی جاتی لیکن مقام افسوس ہے کہ انھوں نے ایسا نہ کیا۔ حالانکہ ان کی جماعت کے معرض وجود میں آنے سے پہلے ہی اسی ملک میں اس نام کی ایک جماعت موجود تھی جس کا نام "مسلم لیگ" ہے اور مسلم لیگ کا مطلب بھی جماعت المسلمین ہے۔ کیونکہ لیگ انگریزی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مطلب جماعت ہے تو مسلم لیگ کا مطلب جماعت المسلمین ہی ہوا۔ اگر موصوف اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ان کو مسلم لیگ میں شامل ہو جانا چاہیئے تھا۔ اور مسلم لیگ ہی وہ جماعت ہے کہ جس نے مسلمین ہند کے لئے ایک آزاد ملک پاکستان بھی حاصل کیا تھا۔ اس طرح ان کے لئے پاکستان کا امام بننے کا خواب شاید شرمندہ تعبیر ہو ہی جاتا۔ مسلمین کے اندر رہ کر جماعت المسلمین بنانا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی پاکستان میں رہ کر دعویٰ کرے کہ وہ اور ان کی جماعت پاکستانی ہیں اور ان کے علاوہ کوئی بھی پاکستانی کہلائے جانے کا مستحق نہیں ہے ظاہر ہے کہ جیسا اس شخص کے پاگل ہونے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا ایسے ہی موصوف کے احمق ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ موصوف کے نزدیک مسلم وہ ہے جو ان کی قائم کردہ جماعت المسلمین میں شامل ہو جبکہ ہمارے نزدیک مسلم صرف وہی شخص ہو سکتا ہے کہ جس میں مسلم والی صفات پائی جائیں اور جس کی وضاحت ہم نے آگے چل کر احادیثِ صحیحہ کے ذریعے کی ہے۔ موصوف اپنی جماعت کے بانی اور خالق ہیں کیونکہ ان سے پہلے اس طرح کی جماعت کا پوری اسلامی تاریخ میں کہیں وجود نہیں ملتا۔ اور اس جماعت نے اپنے نام جماعت المسلمین کی اپنے لٹریچروں، پوسٹروں، اسٹیکروں اور تختیوں کے ذریعے خوب خوب تشہیر کی ہے اور ایک حد تک اس کا اثر بھی ہوا ہے۔ یہاں تک اسلامی مزاج

سے ناواقف اور دینی معلومات سے عاری کچھ انسانوں نے ان کی دعوت پر لبیک کہنا شروع کر دیا ہے موصوف نے جماعت المسلمین کی بنیاد رکھ کر ثابت کرنا چاہا ہے کہ دنیا میں سے اصل مسلم ناپید ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اب نئے سرے سے مسلم تخلیق کئے جائیں۔ چنانچہ وہ اپنے مخصوص عقائد و نظریات کے مطابق مسلم تخلیق کر رہے ہیں بلکہ وہ لوگوں کو اپنا "مسلم" بنا رہے ہیں۔ جبکہ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ نے دعا مانگی تھی کہ اے اللہ تو ہمیں اپنا مسلم (اطاعت گزار) بنادے اور دنیا میں پہلے سے موجود مسلم موصوف کی نگاہ میں غیر مسلم فرقہ اور گمراہ ہیں۔ اور موصوف نے جس طرح اپنی مسجدوں اور کتابوں کے نام مسلم رکھنا شروع کر دیئے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کو مسلم نام رکھنے کا مالیخولیا سا ہو گیا ہے اور مسجد المسلمین نام رکھنے کا مطلب یہ ہوا کہ صرف یہی مسجد "مسجد المسلمین" (مسلمین کی مسجد) ہے اور دوسری تمام مساجد "مسجد الکافرین" ہیں۔ آپ اس کے مضمرات پر تھوڑا بھی غور کریں گے تو یہ حقیقت آپ کے سامنے ابھرتی چلی جائے گی کہ یہ کس قدر غلط اور خطرناک رجحان ہے جس کی طرف موصوف بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر موجودہ دور تک کی ساری کی ساری مساجد مسلمین کے لئے ہی تعمیر کی گئی ہیں اور جن میں مسلمین اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی بجالاتے ہیں لیکن آج تک کسی مسجد کا نام مسجد المسلمین نہیں رکھا گیا۔ بیت اللہ کو تو دنیا میں سب سے پہلے بننے کا شرف حاصل ہوا۔ اور موصوف کی مسجد کو مسجد المسلمین کے نام کا سب سے پہلے شرف عنایت ہوا۔ اس نام کا خیال نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری زندگی آیا نہ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعین اور سلف صالحین کو آیا۔ اگر کسی کو اس کا خیال بھی آیا تو پندرھویں صدی کے مسعود احمد کو اور اس طرح موصوف نے اپنے آپ کو عام مسلمین سے بالکل الگ تھلگ کرنے کا ہر ممکن طریقہ اختیار کیا ہے اور یہ ایک زبردست سازش ہے قادیانی جنہوں نے ایک نئے نبی کو تسلیم کر لیا لیکن وہ پھر بھی عام مسلمین سے ہٹنے کے لئے تیار نہیں ہیں لیکن موصوف ہیں کہ وہ مسلمین کے ساتھ کسی طور پر بھی رہنے کے لئے تیار نہیں ہیں مختصر الفاظ میں آپ یہ سمجھ لیں کہ موصوف نے ایمان کو بالکل ہی داؤ پر لگا دیا ہے۔ اسی طرح ان کی کتابوں کے نام دیکھئے، تاریخ الاسلام والمسلمین، صلوۃ المسلمین، زکوۃ المسلمین، صوم المسلمین، منہاج المسلمین، برہان المسلمین وغیرہ اور ان کا ایک مستقل رسالہ مسلم بھی نکلتا ہے۔ ایک طرف موصوف کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام مسلم رکھا ہے اور دوسری رسالہ کا نام بھی مسلم رکھ دیا ہے۔ معلوم نہیں کہ رسالہ کا نام مسلم کس نے رکھا؟ اللہ تعالیٰ نے یا موصوف نے؟ پھر موصوف نے اپنی جماعت کو دو مرتبہ رجسٹرڈ بھی کر دیا ہے اور رجسٹرڈ بھی ایک ایسی حکومت سے کہ جو غیر اسلامی حکومت ہے۔ یہ بات واقعی سمجھ میں آنے والی نہیں کہ ایک طرف تو موصوف کسی کو مسلم ماننے کے لئے تیار نہیں اور دوسری طرف ایک غیر اسلامی حکومت سے اپنے آپ کو رجسٹرڈ

بھی کر ڈالا۔ یعنی موصوف کو طاغوت نے مسلم قرار دیدیا ہے اور جسے طاغوت مسلم قرار دے دے یا بالفاظ دیگر طاغوت کے ہاتھوں بنے ہوئے مسلم کی مسلمینی کتنی سچی اور مبنی بر حقیقت ہوگی؟ گویا جہاں موصوف کا مفاد ہو وہاں وہ طاغوت کے سامنے سجدہ ریز ہوجانے میں بھی عار محسوس نہیں کرتے کیونکہ ایسی عدالت کے حکم کو تسلیم کرنا طاغوت کی اطاعت کرنے کے مترادف ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝

اے نبی تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں، مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لئے طاغوت کی طرف رجوع کریں حالانکہ انھیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ شیطان انھیں بھٹکا کر راہ راست سے بہت دور لے جانا چاہتا ہے۔ (النساء: ۶۰)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے جناب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب رقم طراز ہیں:

"یہاں صریح طور پر "طاغوت" سے مراد وہ حاکم ہے جو قانون الٰہی کے سوا کسی دوسرے قانون کے مطابق فیصلہ کرتا ہو، اور وہ نظام عدالت ہے جو نہ تو اللہ کے اقتدار اعلیٰ کا مطیع ہو اور نہ اللہ کی کتاب کو آخری سند مانتا ہو۔ لہٰذا یہ آیت اس معنی میں بالکل صاف ہے کہ جو عدالت "طاغوت" کی حیثیت رکھتی ہو اس کے پاس اپنے معاملات فیصلہ کے لئے لے جانا ایمان کے منافی ہے اور خدا اور اس کی کتاب پر ایمان لانے کا لازمی اقتضاء یہ ہے کہ آدمی ایسی عدالت کو جائز عدالت تسلیم کرنے سے انکار کر دے۔ قرآن کی رو سے اللہ پر ایمان اور طاغوت سے کفر دونوں لازم و ملزوم ہیں، اور خدا اور طاغوت دونوں کے آگے بیک وقت جھکنا عین منافقت ہے۔" (تفہیم القرآن ج ۱ صفحہ ۳۶۷)

موصوف کی جماعت کا نام جماعت المسلمین عربی قواعد کے لحاظ سے بھی غلط ہے۔ کیونکہ عربی میں جماعۃ چھوٹی تاء، تاءِ مدوّرہ یا تاء مدورہ کے ساتھ استعمال ہوتی ہے جبکہ موصوف کی جماعت کے نام میں جماعت بڑی تاء کے ساتھ لکھی ہوئی ہوتی ہے جبکہ اردو میں یہ تاء تو استعمال ہوتی ہے لیکن عربی زبان کا مرکب (مرکب اضافی) استعمال کرتے ہوئے اگر کوئی اس چھوٹی تاء کی جگہ بڑی تاء لکھ دے تو اس طرح یہ نام عربی قواعد کے لحاظ سے غلط ہوگا۔ اگر موصوف یہ کہیں کہ اردو میں اسی طرح استعمال ہوتی ہے تو پھر وہ مسلم کو اردو میں مسلمان کہنے کے لئے کیوں تیار نہیں ہیں۔ اور مسلم کی جمع انگریزی زبان میں مسلمس (Muslims) آتی ہے وہ کیوں اس جمع کو استعمال کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ ہر زبان کا اپنا ایک مخصوص لب و لہجہ اور لکھنے کا انداز ہے۔ اسی طرح عربی زبان کا بھی ایک خاص اسلوب ہے اور اس کو چھوڑ دینے سے اس زبان پر کافی اثر پڑ سکتا ہے۔

اگر موصوف یہ دعویٰ کریں کہ ان کے ہاں سنتوں پر بہت ہی زیادہ عمل کیا جاتا ہے تو یہ بہت ہی اچھی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سنت پر بھی عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ جس میں کسی مسلم پر کفر کا فتویٰ لگانے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس طرح تو آپ نے اپنے ایمان ہی کو داؤ پر لگا دیا ہے البتہ اعمال کرنے کے باوجود بھی اترانے کے بجائے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔ کیا موصوف کو وہ حدیث یاد نہیں جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خارجیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے۔ وہ مزے لے لے کر قرآن مجید کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ لوگ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار میں سے نکل جائے اور اس پر کہیں بھی خون کا نشان نہ ہو وہ لوگ مسلمین کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے (بخاری و مسلم)۔

کیا موصوف کے بالکل وہی تیور نہیں ہیں جو خوارج کے تھے۔ کیونکہ موصوف نے بھی کفار و مشرکین کو چھوڑ کر صحیح العقیدہ مسلمین کو اپنے کفر و شرک کے فتوؤں کا نشانہ بنا رکھا ہے اور مستقبل کے بارے میں معلوم نہیں کہ موصوف کا کیا پروگرام ہوگا؟

اللہ تعالیٰ کو یہ بات معلوم تھی کہ قرب قیامت میں عیار و مکار قسم کے لوگ ضرور پیدا ہوں گے اور وہ اپنے سیاہ کارناموں سے اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں گے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ہوشیار و خبردار کر دیا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۸/۱)	ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آخری زمانے میں فریب دینے والے اور جھوٹے لوگ ہوں گے جو تمہارے سامنے ایسی باتیں پیش کریں گے کہ جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہوں گی پس ایسے لوگوں سے بچو اور تم انہیں اپنے قریب نہ آنے دو کہ وہ تم کو گمراہ نہ کریں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

یہ حدیث وضاحت کرتی ہے کہ جیسے جیسے قیامت قریب سے قریب تر ہوتی چلی جائے گی دنیا دجل و فریب کے ماہرین اور جھوٹے لوگوں سے بھرتی چلی جائے گی اور یہ لوگ اپنی فنکارانہ مہارت اور پر فریب اور خوش آئند باتوں سے لوگوں کو نہ صرف فتنے میں مبتلا کریں گے بلکہ گمراہ بھی کر دیں گے

اور وہ لوگوں کو باور کروائیں گے کہ اگر حق وصداقت کسی چیز کا نام ہے تو وہ انہیں کے پاس ہے اور وہی حقیقی مسلم ہیں اور ان کے علاوہ دنیا میں کوئی بھی مسلم نہیں ہے۔ امام محمد بن سیرینؒ (المتوفی: ۱۱۰ھ) نے اس ضمن میں بہت ہی عمدہ بات کہی ہے وہ فرماتے ہیں:

إِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا — بے شک یہ (کتاب وسنت کا) علم دین ہے

عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ — پس جب تم اس کو حاصل کرو تو یہ دیکھ لو کہ کس

(مشکوٰۃ ج۱ ص۹) — سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو؟

ایک غلط فہمی کا ازالہ: ممکن ہے کہ موصوف کسی کو یہ بات کہہ کر غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی کوشش کریں کہ عبداللہ داماوی پہلے پہل ہمارے یہاں آیا کرتا تھا۔ جیساکہ ہم نے پیش لفظ میں یہ واضح کیا ہے کہ موصوف کی تحریک سے متعلق شروع میں ہمارا یہی خیال تھا کہ یہ ایک تبلیغی واصلاحی تحریک ہوگی اور اس کا مقصد بھی عوام الناس کے عقائد واعمال کی اصلاح کرنا ہوگا۔ اور شروع میں موصوف نے مجھے اپنی جماعت میں شامل ہونے کی دعوت بھی دی تھی لیکن یہ میرے پروردگار کا احسان تھا کہ اس نے مجھے اس جماعت میں شامل ہونے سے ہمیشہ بچایا (والحمد للہ علیٰ ذلک) اور بعد میں جب ہمیں اس کے خطرناک عزائم کا پتہ چلا اور تحقیق کرنے پر یہ معلوم ہوا کہ ڈاکٹر عثمانی صاحب کی طرح موصوف بھی اپنی انفرادیت قائم کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں اور اس کے علاوہ موصوف کے تفصیلی نظریات کا بھی علم ہوا تو اس وضاحت کے بعد ہم نے اس جماعت سے اپنے تعلقات منقطع کر لئے۔ جیساکہ ڈاکٹر صاحب کی تحریک جب دو ٹکڑیوں میں تقسیم ہوگئی تو میرا خیال تھا کہ شاید اب ڈاکٹر موصوف سنبھل کر صحیح خطوط پر اپنی تحریک کو استوار کرنے کی کوشش کریں گے، لیکن جب دفعتاً امام احمد بن حنبلؒ اور محدثینؒ پر موصوف نے کفر وشرک کے فتوے داغنا شروع کر دیئے تو میری رہی سہی امید بھی ختم ہوگئی اور میں سمجھ گیا کہ موصوف نے اصل گمراہی میں اب قدم رکھا ہے اور ظاہر ہے کہ جب دیوار کی پہلی اینٹ ہی غلط رکھدی جائے تو پھر پوری دیوار ہی ٹیڑھی تعمیر ہوگی لیکن مسعودین کے متبعین کا ان باتوں کو سمجھنا بہت ہی دشوار ہے کیونکہ ان کی راہ میں دو رکاوٹیں حائل ہو چکی ہیں:

(۱) جہالت

(۲) مسعودین کی اندھی عقیدت مندی

کیونکہ انہیں اپنے اسلاف سے بدظن کر دیا گیا ہے جیساکہ شیعوں کو پہلے صحابہ کرامؓ سے بدظن کر دیا گیا، پھر قرآن کریم کے متعلق سمجھایا گیا کہ یہ صحابہ کرامؓ ہی کا اکٹھا کیا ہوا ہے لہٰذا یہ نقلی ہے اور اس طرح اسلام ہی سے انہیں دور کر دیا گیا۔

کیا اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام صرف مسلم رکھا ہے؟

مسعود احمد صاحب نے اپنے چار ورقی کتابچے میں اس بات پر زور دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام صرف ایک ہی رکھا ہے اور وہ نام ہے "مسلم" اس نام کے علاوہ اگر کوئی اور نام رکھا جائے تو یہ فرقہ وارانہ نام ہوگا۔ اور ایسا نام موصوف کے مذہب میں بالکل جائز نہیں اور اس کی دلیل ان کے نزدیک قرآن کریم کی یہ آیت ہے:

هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا (الحج)

اس نے تمہارا نام مسلم رکھا ہے اس (قرآن) سے پہلے اور اس میں بھی۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام مسلم رکھا ہے۔ لیکن اس آیت میں اس بات کا کہیں بھی ذکر موجود نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام صرف مسلم رکھا ہے یا بالفاظ دیگر مسلم نام کے علاوہ دوسرے نام رکھنا ممنوع ہیں۔ اس بات سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ ہمارا ذاتی نام مسلم ہی ہے اور دنیا میں آج ہم اسی نام سے متعارف ہیں۔ چودہ سو سال سے دنیا ہمارے اس نام سے واقف ہے اور قیامت تک ہم اسی نام سے پہچانے جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس نام کے علاوہ ہمارے اور بھی بہت سے نام رکھے ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور جن کی تفصیل آگے بیان ہوگی۔ (انشاء اللہ العزیز)۔ بدقسمتی سے موصوف یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ اگر مسلم کے علاوہ کوئی دوسرا نام رکھ لیا جائے تو اس طرح فرقے جنم لینے لگیں گے جبکہ فرقے نام رکھنے سے نہیں بلکہ عقیدے اور نظریات کی تبدیلی سے وجود میں آتے ہیں اگرچہ یہ آیت موصوف کی سب سے بڑی اور اصل دلیل ہے لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو خود موصوف بھی اس آیت پر پوری طرح عمل پیرا نہیں ہیں۔ کیونکہ اس آیت میں ہے کہ اس نے تمہارا نام مسلم رکھا ہے جبکہ موصوف نے اپنی جماعت کا نام جماعت المسلمین رکھا ہے اور گویا موصوف نے اس آیت کو ناکافی سمجھتے ہوئے جماعت کا لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے اگر موصوف یہ کہیں کہ انھوں نے جماعت کا لفظ حدیث سے لیا ہے تو ان کا یہ دعویٰ بھی بالکل غلط اور بے ثبوت ہے اس لئے کہ حدیث میں بھی قرآن کریم کی طرح کے الفاظ آئے ہیں۔ چنانچہ حدیث یہ ہے:

فَادْعُوا الْمُسْلِمِيْنَ بِأَسْمَائِهِمْ بِمَا سَمَّاهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُسْلِمِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ عِبَادَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (مسند احمد ص ۲۰۲ ج ۴ ۱۳ قلت واسنادہ صحیح)

پس تم مسلمین کو ان کے ان ناموں کے ساتھ پکارو جو نام اللہ عزوجل نے ان کے رکھے ہیں یعنی مسلمین مومنین، عباداللہ

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام مسلمین رکھا ہے مزید برآں یہ بھی کہ ثابت ہوا کہ مسلمین کے علاوہ مومنین اور عباداللہ بھی اللہ ہی کے رکھے ہوئے نام ہیں۔ لہٰذا ہمیں مسلم، مومن اور

عبداللہ وغیرہ ناموں سے پکارا جا سکتا ہے۔ اس واضح حدیث سے موصوف کا یہ دعویٰ بالکل باطل ہو گیا کہ "اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام صرف ایک رکھا ہے اور وہ نام ہے "مسلم" اور اگر موصوف جماعت کا لفظ ثابت کرنے کے لئے حذیفہ رضی کی روایت سے استدلال کریں گے تو اس روایت کا سیاق وسباق ان کا ساتھ نہیں دیتا اور اس پر تفصیلی کلام آئندہ آئے گا۔ (انشاءاللہ العزیز) پھر اس حدیث میں جماعت المسلمین نام رکھنے کا حکم کہیں موجود نہیں ہے اور نہ کسی دوسری حدیث میں یہ حکم موجود ہے کہ تم جماعت المسلمین قائم کر لینا۔ اور موصوف نے جو اس حدیث سے جماعت کے الفاظ اخذ کئے ہیں۔ تو یہ الفاظ بھی غلط ہیں۔ کیونکہ موصوف کی جماعت کا نام جماعت المسلمین اردو رسم الخط میں ہے جبکہ حدیث میں جو الفاظ آئے ہیں وہ جماعۃ المسلمین کے الفاظ ہیں اور یہ عربی رسم الخط میں ہیں۔ بالفاظ دیگر حدیث میں جماعۃ کا لفظ گول تاء (تاء مدورہ یا تاء مربوطہ) کے ساتھ آیا ہے جبکہ موصوف کی جماعت کا نام بڑی تاء (تاء مبسوطہ) کے ساتھ آیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ موصوف کی جماعت کا نام تک حدیث کے مطابق نہیں۔

مسلم کی صفات

یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ کا خطاب کس سے ہے؟ تمام مسلمین سے یا کسی خاص گروہ سے، یا یہ کہ اس خطاب سے مخاطب صرف مسعود احمد صاحب اور ان کی پارٹی ہے تو اصولی طور پر اس کا جواب یہ ہے کہ هو سمّٰکم کا خطاب ان لوگوں سے ہے جن میں مسلم والی صفات موجود ہوں۔ اب جس شخص میں یہ صفات موجود ہوں گی تو وہ مسلم ہوگا اور جس میں یہ صفات نہ ہوں گی تو وہ غیر مسلم کہلائے گا کوئی کسی کا فتویٰ کسی مسلم کو غیر مسلم نہیں بنا سکتا اور اگر کسی نے ایسی حماقت کی تو وہ فتویٰ خود اسی کی طرف پلٹ آئے گا۔ اس موقع پر قرآن کریم نے ایک اصول بیان فرمایا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِئِيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرہ: ۶۲)	بے شک جو لوگ (بظاہر) ایمان لائے اور جو یہودی کہلائے اور نصاریٰ اور صابی جو بھی ایمان لایا اللہ اور یوم آخر پر اور کئے عمل نیک سو ان سے لئے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور نہ کچھ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

معلوم ہوا کہ جو شخص بھی دل کی صداقت سے اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لائے گا۔ اور عمل صالح کا پیکر ہوگا۔ تو حقیقتاً وہی مسلم و مومن ہوگا۔ اور اجر آخرت سے بھی وہی نوازا جائے گا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی احادیث میں مسلم کی صفات بیان فرمائی ہیں۔ اور یہ صفات خود اس بات کا اعلان ہیں کہ یہ شخص مسلم ہے۔ لہٰذا اب اس شخص کو کسی پوسٹر، اشتہار یا اسٹیکر کی ضرورت نہیں ہوگی جس میں اس کے مسلم ہونے کی وضاحت موجود ہو، یا اسے جماعت المسلمین کے امیر سے اپنے مسلم ہونے کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کی ضرورت نہ ہوگی جیسا کہ خود موصوف نے اپنے مسلم ہونے اور جماعت المسلمین کی تصدیق

حکومتِ وقت سے رجسٹرڈ کرکے کروائی ہے اس لئے کہ اگر اس میں مسلم کی وہ صفات موجود ہوں گی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں تو وہ شخص یقیناً مسلم ہوگا چنانچہ اس سلسلہ کی بعض احادیث ملاحظہ فرمائیں جن میں مسلم کی صفات بیان کی گئی ہیں۔

۳۸۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمَهْدِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ سِيَاهٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ، فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِي ذِمَّتِهِ)۔

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے اور (نماز میں) ہمارے قبلے کی طرف رُخ کرے اور ہمارے ذبح کئے ہوئے جانور کو کھائے تو وہ "مسلم" ہے۔ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے عہد و امان میں ہے تو تم اللہ کے عہد و امان میں خیانت نہ کرو۔

(صحیح بخاری کتاب الصلوۃ)

یعنی جس شخص کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے مسلم قرار دے دیا تو تم اس پر کفر کے فتوے لگا کر اللہ اور اس کے رسولؐ کے عہد و امان میں خیانت کا ارتکاب نہ کرو۔

۳۸۷۔ حَدَّثَنَا نُعَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِذَا قَالُوهَا وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا، وَاسْتَقْبَلُوا قِبْلَتَنَا، وَذَبَحُوا ذَبِيحَتَنَا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ) وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: سَأَلَ مَيْمُونُ بْنُ سِيَاهٍ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: يَا أَبَا حَمْزَةَ، وَمَا يُحَرِّمُ دَمَ الْعَبْدِ وَمَالَهُ؟ فَقَالَ: مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے قتال کروں جب تک وہ یہ نہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت و بندگی کے لائق نہیں۔ پس جب وہ یہ کہہ لیں اور ہماری طرح نماز پڑھنے لگیں اور ہمارے قبلے کی طرف منہ کریں۔ اور ہمارے طریقہ سے جانور ذبح کریں تو ہم پر ان کے جان و مال حرام ہو گئے مگر حق کے بدلے، اور اس کا حساب اللہ پر رہے گا میمون بن سیاہؒ نے انس بن مالکؓ سے کہا کہ اے ابو حمزہ (یہ انس بن مالکؓ کی کنیت ہے) کون سی چیز بندے کے خون اور مال کو حرام کردیتی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جو اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور ہمارے قبلے کی طرف منہ کرے اور ہماری طرح نماز پڑھے اور

وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَصَلّٰى صَلَاتَنَا، وَاَكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَهُوَ الْمُسْلِمُ لَهُ مَا لِلْمُسْلِمِ، وَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُسْلِمِ۔

اور ہمارا ذبح کیا ہوا جانور کھائے تو وہ "مسلم" ہے اور اس کا وہی حق ہے جو ایک مسلم کا ہے اور اس پر وہ چیز لازم ہے جو ایک مسلم پر لازم ہے
(صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب فضل استقبال القبلۃ)

یہ حدیث ایک مسلم کے خدوخال کو واضح طور پر بیان کرتی ہے اور ان احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کون سی صفات ہیں کہ جو کسی شخص کو مسلم قرار دینے کے لئے ضروری ہیں۔ مسلم کی صفات دوسری احادیث میں بھی بیان ہوئی ہیں جن میں سے چند ایک ہم بیان کرتے ہیں تاکہ اس طرح ایک مسلم کا صحیح نقشہ ابھر کر سامنے آجائے اور لوگ مسلم کی تعریف معلوم کرنے کے لئے کسی مصنوعی امام کی کمی محسوس نہ کریں۔

بَابٌ فَاِنْ تَابُوا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ۔

باب: اس آیت کی تفسیر میں (جو سورۃ براۃ میں ہے) پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو (ان سے تعرض نہ کرو)۔

٢٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُسْنَدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُو رَوْحٍ الْحَرَمِيُّ ابْنُ عُمَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ اَبِي يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ، فَاِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ)۔

عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں جب تک کہ وہ اس بات کی گواہی نہ دے دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور نمازیں قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ جب وہ یہ کرنے لگیں تو انھوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے بچا لیا مگر اسلام کے حق سے اور ان کے دل کی باتوں کا حساب اللہ پر رہے گا۔
(صحیح بخاری کتاب الایمان)

اسلام کے حق کا مطلب یہ ہے کہ مسلم ہو جانے کے بعد اگر وہ کسی کو قتل کرے گا تو قتل کے بدلے میں اسے قتل کیا جائے گا۔ اور اسی طرح جو شخص اسلام کو قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جائے تو اسکو قتل کر دیا جائے گا ظاہر میں تو اس پر اسلام کے یہ احکام جاری ہوں گے لیکن اس کے دل کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے کیونکہ کوئی شخص بظاہر مسلم ہو مگر ممکن ہے کہ وہ دل سے ایمان نہ لایا ہو۔ یہی مطلب ہے وحسابہم علی اللہ کا ایک حدیث میں ارکان اسلام کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے۔

٧- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ: اَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ اَبِي سُفْيَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی عمارت پانچ چیزوں پر اٹھائی گئی ہے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت،

عليهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الاسْلامُ عَلَى خَمْسٍ : شَهادَةِ أنْ لا إلٰهَ إلاَّ اللّٰهُ وَأنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰهِ، وَإقامِ الصَّلاةِ، وَإيتاءِ الزَّكاةِ، وَالحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضانَ)۔

و بندگی کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، نماز کو قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا (صحیح بخاری کتاب الایمان)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اسلام ان پانچ چیزوں سے عبارت ہے اور ظاہر ہے کہ جو شخص ان ارکانِ اسلام کو ادا کرے گا وہی مسلم ہوگا۔ ایک مشہور حدیث میں (جو حدیث جبریل کے نام سے مشہور ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام، ایمان اور احسان کی تعریف بیان فرمائی ہے:۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ قالَ كانَ أوَّلَ مَنْ قالَ فِي الْقَدَرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِيُّ فَانْطَلَقْتُ أنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ حاجَّيْنِ أوْ مُعْتَمِرَيْنِ فَقُلْنا لَوْ لَقِينا أحَداً مِنْ أصْحابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَألْناهُ عَمّا يَقُولُ هٰؤُلاءِ فِي الْقَدَرِ فَوُفِّقَ لَنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطّابِ داخِلَ الْمَسْجِدِ فاكْتَنَفْتُهُ أنا وَصاحِبِي أحَدُنا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرُ عَنْ شِمالِهِ فَظَنَنْتُ أنَّ صاحِبِي سَيَكِلُ الْكَلامَ إلَيَّ فَقُلْتُ يا أبا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إنَّهُ ظَهَرَ قِبَلَنا ناسٌ يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ وَيَتَقَفَّرُونَ الْعِلْمَ وَذَكَرَ مِنْ شَأْنِهِمْ وَأنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أنْ لا قَدَرَ وَأنَّ الْأمْرَ أُنُفٌ فَقالَ إذا لَقِيتَ أُولٰئِكَ فَأخْبِرْهُمْ أنِّي بَرِيءٌ مِنْهُمْ وَأنَّهُمْ بُرَآءُ مِنِّي وَالَّذِي يَحْلِفُ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ أنَّ لِأحَدِهِمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَباً فَأنْفَقَهُ ما قَبِلَ اللّٰهُ مِنْهُ حَتّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ ثُمَّ قالَ حَدَّثَنِي أبِي عُمَرُ بْنُ الْخَطّابِ قالَ بَيْنَما نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذاتَ يَوْمٍ إذْ طَلَعَ عَلَيْنا رَجُلٌ شَدِيدُ بَياضِ الثِّيابِ

یحییٰ بن یعمرؒ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے بصرہ میں معبد جہنی نے انکارِ تقدیر کا قول اختیار کیا۔ بیان کرتے ہیں کہ میں اور عبدالرحمٰن حمیری دونوں ایک ساتھ حج یا عمرہ کے لئے روانہ ہوئے اور ہماری خواہش تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کوئی مل جائے جس سے ہم اس چیز کے متعلق دریافت کریں جو یہ لوگ تقدیر کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ اتفاق سے ہمیں عبداللہ بن عمر بن خطابؓ مسجد کو جاتے ہوئے مل گئے ہم دونوں نے انھیں دائیں اور بائیں سے گھیر لیا۔ چونکہ میرا خیال تھا کہ میرا ساتھی گفتگو کا موقع مجھے ہی دے گا اس لئے میں نے کلام کرنا شروع کیا کہ اے ابو عبدالرحمٰن (یہ ابن عمرؓ کی کنیت ہے) ہماری طرف کچھ ایسے آدمی پیدا ہو گئے ہیں جو قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور علم کا شوق رکھتے ہیں اور یحییٰ نے ان کی مزید صفات بیان کیں۔ مگر ان لوگوں کا خیال ہے کہ تقدیر الٰہی کوئی چیز نہیں ہر بات بغیر تقدیر کے خود بخود ہو جاتی ہے۔ ابن عمرؓ نے فرمایا اگر تمھاری ان لوگوں سے ملاقات ہو تو کہہ دینا کہ نہ میرا ان سے کوئی تعلق نہ ان کا مجھ سے اور قسم ہے اس ذاتِ اقدس کی جس کی ابن عمرؓ قسم کھایا کرتے تھے اگر ان میں سے کسی کے پاس کوہِ احد کے برابر سونا ہو اور وہ سب کا سب راہِ اللہ میں خیرات کر دے تب بھی اللہ تعالیٰ اس کی یہ خیرات قبول نہیں فرمائے گا تاوقتیکہ تقدیر پر

شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ وَتُقِيمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَتِهَا قَالَ أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِي يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ۔

ایمان نہ لائے اس کے بعد فرمایا مجھ سے میرے والد عمر بن الخطابؓ نے حدیث بیان کی ہے فرمایا ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص ہمارے سامنے آیا نہایت سفید کپڑے بہت سیاہ بال سفر کا اس پر کوئی اثر نمایاں نہ تھا اور ہم سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہ تھا۔ بالآخر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زانو بزانو ہو کر بیٹھ گیا اور دونوں ہاتھ اپنی دونوں رانوں پر رکھ لئے اور عرض کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کو یہ بتلائے اسلام کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے اور استطاعت و قوت پر بیت اللہ کا حج کرے اس نے عرض کیا آپ نے سچ فرمایا، ہمیں تعجب ہوا خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے اس کے بعد اس نے عرض کیا ایمان کے متعلق تبلائیے؟

آپؐ نے فرمایا ایمان کے یہ معنی ہیں کہ تم اللہ کا اس کے فرشتوں کا اس کی کتابوں کا اس کے رسولوں کا اور قیامت کا یقین رکھو تقدیر الٰہی کو یعنی ہر خیر و شر کے مقدر ہونے کو سچا جانو، اس نے عرض کیا آپؐ نے سچ فرمایا اس کے بعد دریافت فرمایا کہ احسان کی حقیقت تبلائیے؟ آپؐ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ تو تمھیں دیکھ ہی رہا ہے۔ اس شخص نے عرض کیا اچھا اب قیامت کے متعلق تبلائیے؟ آپؐ نے فرمایا جس سے سوال کیا گیا وہ سائل سے زیادہ اس بات سے واقف نہیں ہے۔ اس شخص نے عرض کیا اچھا قیامت کی علامات ہی بتا دیجئے؟ آپؐ نے فرمایا علاماتِ قیامت یہ ہیں کہ باندی اپنی مالکہ کو جنے گی اور برہنہ پا ننگے مفلس چرواہے اونچے اونچے مکان بنا کر اترائیں گے اس کے بعد وہ آدمی چلا گیا۔ عمر فاروقؓ فرماتے ہیں میں کچھ دیر تک ٹھہرا رہا پھر آپؐ نے فرمایا تمھیں معلوم ہے کہ سوال کرنے والا کون تھا میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسولؐ اس چیز سے بخوبی واقف ہے فرمایا وہ جبریلؑ تھے جو تمھیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان)

صحیح بخاری میں ابو ہریرہؓ سے یہ روایت ان الفاظ میں آئی ہے:

بَابُ سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ، وَعِلْمِ السَّاعَةِ وَبَيَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ ثُمَّ قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ فَجَعَلَ ذَٰلِكَ كُلَّهُ دِينًا وَمَا بَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ مِنَ الْإِيمَانِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى۔ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ۔

باب حضرت جبریلؑ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا کہ ایمان کیا ہے اسلام کیا ہے احسان کیا ہے قیامت جانتے ہو کہ کب آئیگی) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان باتوں کو ان سے بیان کرنا پھر یہ فرمانا کہ یہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمہارا دین تم کو سکھانے آئے تھے ف تو آنحضرتؐ نے ان سب باتوں کو دین فرمایا اور اس باب میں اس کا بھی بیان ہے جو آنحضرتؐ نے عبدالقیس (قبیلے) کے پیغام پہنچانے والوں کو ایمان کے معنی بتلائے اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ آل عمران میں) فرمایا اور جو کوئی اسلام کے سوا دوسرا کوئی دین چاہے تو ہرگز قبول نہ ہوگا اس کی طرف سے۔

ف یہاں امام بخاریؒ نے تین دلیلیں بیان کیں پہلی دلیل سے نکلتا ہے کہ ایمان اور اسلام اور احسان یہ سب دین ہیں دوسری سے یہ کہ ایمان اور اسلام ایک ہے تیسری سے یہ کہ اسلام اور دین ایک ہے۔

۴۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارِزًا يَوْمًا لِلنَّاسِ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ: مَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَبِلِقَائِهِ، وَرُسُلِهِ۔ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ، قَالَ: مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، قَالَ: مَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ۔ وَسَأُخْبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا: إِذَا وَلَدَتِ الْأَمَةُ رَبَّهَا، وَإِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْإِبِلِ الْبُهْمُ فِي الْبُنْيَانِ فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ

ہم سے بیان کیا مسدد نے ہم سے بیان کیا اسمٰعیل بن ابراہیم نے کہا ہم کو خبر دی ابو حیان تیمی نے انہوں نے ابو زرعہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا (ایسا ہوا) ایک دن آنحضرتؐ لوگوں میں سامنے بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا کہ ایمان کسے کہتے ہیں آپؐ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں کا یقین کرے اور مر کر جی اٹھنے کو ماننے ف اس نے پوچھا اسلام کیا ہے آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ اللہ کو پوجے اس کے ساتھ شرک نہ کرے اور نماز کو ٹھیک کرے اور فرض زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اس نے پوچھا احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ اللہ کو ایسا دل لگا کر پوجے جیسا تو اس کو دیکھ رہا ہے اگر یہ نہ ہو سکے تو خیر اتنا تو خیال رکھ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا قیامت کب آئے گی آپؐ نے فرمایا جس سے پوچھتا ہے وہ بھی پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا اور میں تجھ کو اس کی نشانیاں بتلائے دیتا ہوں جب لونڈی اپنے میاں کو جنے ف اور جب کالے ف اونٹ چرانے والے لمبی لمبی عمارتیں بنانے لگیں (بڑے امیر بن جائیں) (قیامت کا علم) کی ان ف پانچ باتوں میں ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا

إِلَّا اللهُ، ثُمَّ تَلَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ - الآيَة. ثُمَّ أَدْبَرَ فَقَالَ: رُدُّوهُ، فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا، فَقَالَ هٰذَا جِبْرِيلُ جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِينَهُمْ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ جَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهُ مِنَ الإِيمَانِ۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورۂ لقمان کی) یہ آیت پڑھی بیشک اللہ ہی جانتا ہے قیامت کب آئے گی اخیر تک پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پھر میرے سامنے لاؤ (لوگ گئے) تو وہاں کسی کو نہیں دیکھا تب آپ نے فرمایا یہ جبرئیلؑ تھے لوگوں کو انکا دین سکھانے آئے تھے امام بخاریؒ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب باتوں کو دین کہہ دیا) ایمان میں شریک کر دیا۔
(عکس صحیح بخاری ص۴۲ ج۱ اردو ترجمہ طبع تاج کمپنی)

بخاری ومسلم کے علاوہ حدیث کی دوسری کتابوں میں یہ روایت زیادہ تفصیل سے آئی ہے اور ان روایات میں مسلم کی تعریف پوری وضاحت کے ساتھ موجود ہے چنانچہ سنن نسائی میں ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے ارکانِ اسلام کو بیان فرمایا جبریلؑ نے یہ سن کر کہا:

إِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ فَقَدْ أَسْلَمْتُ — جب میں یہ کام کروں (یعنی ارکانِ اسلام کو مان لوں)
تو میں نے یقینا اسلام کو قبول کر لیا؟ (یعنی کیا میں مسلم بن گیا؟)
قَالَ نَعَمْ قَالَ صَدَقْتَ — آپؐ نے فرمایا جی ہاں! جبریلؑ نے کہا: کہ آپؐ نے سچ فرمایا

اور جب جبریل علیہ السلام نے ایمان کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے ایمانیات کو بیان فرمایا، جبریلؑ نے یہ سن کر کہا:

فَإِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ فَقَدْ آمَنْتُ — پس جب میں یہ کام کروں (یعنی ایمانیات کو تسلیم کر لوں)
تو میں نے یقیناً ایمان اختیار کیا (یعنی کیا میں مومن بن گیا؟) تو
قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں۔ جبریلؑ نے کہا:
قَالَ صَدَقْتَ — کہ آپؐ نے سچ فرمایا۔

(سنن نسائی ص۲۶۵ ج۲ طبع نور محمد کارخانہ کتب کراچی)

یہ حدیث سند کے لحاظ سے بالکل صحیح ہے اور اس کی سند یوں ہے:

اخبرنا محمد بن قدامة عن جرير عن ابی فروة عن ابی زرعة عن ابی هريره وابی ذر قالا . . . .

(۱) محمد بن قدامہ بن اعین الہاشمیؒ ثقہ ہیں اور امام نسائیؒ اور امام داؤدؒ نے ان سے حدیث روایت کی ہے
(تقریب التہذیب ص۳۱۶ طبع دار نشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ)

(۲) محمد بن قدامہؒ کے استاذ کا پورا نام جریر بن عبد الحمید بن قرطؒ ہے اور صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ اور صحیح الکتاب ہیں (تقریب ص۵۴)

(۳) جریرؒ کے استاذ کا پورا نام عروہ بن الحارث الہمدانی الکوفی ابو فروہؒ الاکبر ہے۔ یہ بخاری، مسلم، ابوداؤد اور سنن نسائی کا راوی ہے اور ثقہ ہے (تقریب ص۲۳۸)

(۴) ابو فروہؒ کے استاذ کا پورا نام ابو زرعہ بن عمرو بن جریر البجلی الکوفیؒ ہے۔ یہ بھی صحاح ستہ کا راوی ہے اور ثقہ ہے۔ (تقریب ص۴۰۶)

(۵) ابو ہریرہؓ اور ابو ذر غفاریؓ یہ دونوں بزرگ مشہور صحابی ہیں۔ پس اس حدیث کے تمام راوی ثقہ

ہیں اور یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔

امام بخاریؒ نے بھی اس حدیث کو اسی سند سے روایت کیا ہے (کتاب خلق افعال العباد ص۲۵)
البتہ امام نسائیؒ نے یہ حدیث اپنے استاذ محمد بن قدامہؒ سے روایت کی ہے جبکہ امام بخاریؒ نے اپنے استاذ محمد بن سلامؒ سے اور محمد بن سلامؒ بھی ثقہ اور ثبت ہیں اور صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہیں (تقریب ص۳۰۱)
جبریلؑ کے سوال اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوابات نے ایک مسلم اور مومن کی تعریف کو پوری وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔ لہٰذا اب مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔ مسند احمد میں شہر بن حوشبؒ کی تین روایات (ص۳۱۹ ج۱ ، ص۱۳۹ ج۴ ، ص۱۹۴ ج۴) موجود ہیں جو انھوں نے عبداللہ بن عباسؓ اور ابو عامر الاشعریؓ سے روایت کی ہیں اور یہ روایات سنن نسائیؒ کی روایات کی تائید کرتی ہیں اور شہر بن حوشبؒ اگرچہ مختلف فیہ راوی ہے کیونکہ ان کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے میں اختلاف ہے۔ لیکن حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ:
" اس شخص کا صدق وعلم ناقابل تردید ہے اور اس (کی حدیث) کے ساتھ حجت پکڑنا راجح ہے (سیر اعلام النبلاء ص۳۷۸ ج۴) بہر حال شواہد و متابعات میں ان کی روایات کو پیش کرنا بالکل صحیح ہے۔ امام مسلمؒ نے ان سے احتجاج کیا ہے۔ ان روایات کا تذکرہ علامہ ہیثمیؒ نے بھی کیا ہے (مجمع الزوائد ص۳۸ تا ۴۴ ج۱) سنن نسائی، مسند احمد وغیرہ کے علاوہ حدیث کی دیگر کتابوں میں یہ روایات اور زیادہ وضاحت کے ساتھ آئی ہیں چنانچہ امام بخاریؒ عمر بن الخطابؓ سے روایت کرتے ہیں:

بینما نحن عند رسول الله صلی الله علیه وسلم اذجاءه رجل فقال: یارسول الله ما الاسلام؟ قال: ان تسلم وجهك لله وتقیم الصلوٰة وتوتی الزکاة وتصوم رمضان وتحج البیت قال: فاخبرنی بعری الاسلام فاذا فعلت ذلك فانا مسلم؟ قال نعم قال صدقت وساق الحدیث

(کتاب خلق افعال العباد ص۲۶ طبع مکۃ مکرمہ)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے کہ اس دوران ایک شخص آپؐ کے پاس آیا پس اس نے کہا: اے اللہ کے رسول اسلام کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تو اپنے آپ کو اللہ کا مطیع اور فرمانبردار بنالے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے۔ اس شخص نے کہا آپ مجھے اسلام کی بنیادی باتوں کی خبر دیں کہ اگر میں ان پر عمل کرنے لگوں تو کیا میں مسلم ہونگا؟ آپؐ نے فرمایا: جی ہاں، اس شخص نے کہا آپؐ نے سچ فرمایا اور (راوی نے پوری) حدیث بیان کی۔

مکمل حدیث میں مسلم نام کے علاوہ مومن نام کا ذکر بھی موجود ہے جیسا کہ امام بخاریؒ کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے۔ امام بخاریؒ حدیث جبریلؑ کو مختلف طرق سے بیان کرنے سے پہلے فرماتے ہیں:

وقال النبی صلی الله علیه وسلم لجبریل حین سأله عن الایمان قال: تؤمن بالله وملائکته وکتبه ورسله قال: فاذا فعلت ذلك فانا مؤمن؟

اور جب جبریلؑ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے اس سے ارشاد فرمایا: تو ایمان لا اللہ اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر، جبریلؑ نے کہا کہ جب میں یہ کام کروں تو کیا میں

قال : نعم ، ثم قال : ما الاسلام قال : تشهد ان لا اله الا الله وانی رسول الله فذکره قال : اذا فعلت ذلك فانا مسلم ؟ قال : نعم ، قال ابوعبدالله : فسمی الایمان والاسلام والشهادة والاحسان ۔
(ایضاً ص۷۵)

مومن ہوں گا؟ آپؐ نے فرمایا: جی ہاں، پھر جبریلؑ نے پوچھا کہ اسلام کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں اور آپؐ نے (اسلام کے دوسرے ارکان کا) ذکر فرمایا جبریلؑ نے پوچھا کہ میں یہ کام کروں تو کیا مومن ہوں گا؟ آپؐ نے فرمایا: جی ہاں: ابوعبداللہؒ (یہ امام بخاری کی کنیت ہے) فرماتے ہیں کہ پس اسلام، ایمان، شہادت اور احسان کا نام رکھا گیا ہے۔

عمر بن الخطاب کی حدیث حسن ہے اور اس کی سند امام بخاری نے یوں بیان کی ہے:

حدثنا : ابو النعمان ، ثنا حماد بن زید ، ثنا مطر الوراق عن عبداللہ بن بریدہ عن یحیی بن یعمر: سمع عبداللہ بن عمر عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ . . . . . .

(۱) ابو النعمانؒ امام بخاریؒ کے استاذ ہیں اور ان کا پورا نام محمد بن الفضل السدوسی ابو النعمان البصریؒ ہے، ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ "وہ ثقہ، ثبت ہیں (تقریب ص۳۱۵) صحاح ستہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔ گوجرانوالہ پاکستان سے طبع کردہ تقریب کے نسخے میں ابو النعمان کی کنیت ابو الفضل چھپ گئی جو غلط ہے۔

(۲) ابو النعمانؒ کے استاذ حماد بن زید بن درہم الازدی الجھضمی ابو اسماعیل البصریؒ ہیں یہ بھی ثقہ اور ثبت ہیں اور صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہیں۔ (تقریب ص۸۲)

(۳) حماد بن زیدؒ کے استاذ مطر ابن طہمان الوراق السلمیؒ ہیں البتہ یہ عطاء سے روایت کرتے میں ضعیف سمجھے جاتے ہیں۔ (تہذیب ج۱۰ ص۱۶۸) اور یہ حدیث عطا کے واسطے سے نہیں ہے۔ علامہ ذہبیؒ ان پر کی گئی جرح کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں "پس مطر صحیح مسلم کے راوی ہیں اور ان کی حدیث حسن ہوتی ہے"۔ (میزان ج۴ ص۱۲۷) اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں "الامام الزاهد الصادق" (سیر اعلام النبلاء ج۵ ص۴۵۲) آگے فرماتے ہیں ان کی حدیث درجہ حسن سے کم نہیں ہے اور مسلمؒ نے ان کے ساتھ حجت پکڑی ہے (ایضاً ج۵ ص۴۵۲) یہ صحیح مسلم کے علاوہ ابوداود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ کے بھی راوی ہیں اور کسی محدث نے انھیں کثیر الخطا نہیں کہا بلکہ ابن حبانؒ تک نے انھیں ربما اخطاء (کبھی کبھی خطا کر جاتا ہے) کہا ہے (کتاب الثقات ج۵ ص۴۳۵) اور کبھی غلطی کا ہو جانا ثقہ ہونے کے منافی نہیں کیونکہ غلطی سے کون بچا ہے۔ معلوم ہوا کہ ابن حجر عسقلانیؒ نے جو انھیں تقریب میں کثیر الخطا لکھ دیا ہے وہ ان کا وہم ہے ورنہ وہ تہذیب میں ضرور کسی نہ کسی محدث کا قول اس سلسلہ میں ضرور نقل فرماتے لیکن وہاں انھوں نے ایسی کوئی بات نقل نہیں فرمائی۔

(۵) مطر الوراقؒ کے استاذ عبداللہ بن بریدہ ابن الحصیبؒ الاسلمی ابوسہل المروزی ہیں یہ ثقہ ہیں اور صحاح ستہ کے راوی ہیں (تقریب ص۱۶۸)

(۵) عبداللہ بن بریدہؒ کے استاذ یحیی بن یعمر البصریؒ بھی ثقہ اور صحاح ستہ کے راوی ہیں (تقریب ص۳۸۰)

(۶) یحییٰ بن یعمر البصریؒ کے استاذ عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ مشہور صحابی ہیں اور وہ یہ حدیث اپنے والدِ محترم عمر بن الخطابؓ سے روایت کرتے ہیں۔ پس یہ حدیث درجہ حسن سے کسی بھی طرح کم نہیں اور اس حدیث کے بہت سے شواہد بھی ہیں جو اسے صحیح کے درجے تک پہنچا دیتے ہیں۔

اس مضمون کی ایک تفصیلی روایت طبرانی کبیر میں بھی موجود ہے جو عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے اور جس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریلؑ سے ارکانِ اسلام کا ذکر فرمایا تو یہ سن کر جبریلؑ نے کہا:

فَإِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَنَا مُسْلِمٌ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ صَدَقْتَ

پس جب میں یہ کام کروں (یعنی ارکان اسلام پر عمل پیرا ہو جاؤں) تو کیا میں مسلم ہو جاؤں گا؟ آپؐ نے فرمایا: جی ہاں، جبریلؑ نے کہا آپؐ نے سچ فرمایا۔

اور ایمانیات کے ذکر کے بعد جبریلؑ نے پوچھا:

فَإِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَنَا مُؤْمِنٌ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ صَدَقْتَ

پس جب میں یہ کام کروں (یعنی ایمانیات کو دل سے تسلیم کرلوں) تو کیا میں مومن ہوں گا؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں جبریلؑ نے کہا آپؐ نے سچ فرمایا:

اور احسان کے ذکر کے بعد جبریلؑ نے پوچھا؟

فَإِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَنَا مُحْسِنٌ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ صَدَقْتَ

پس جب میں یہ کام کروں تو کیا میں محسن ہوں گا؟ آپؐ نے فرمایا جی ہاں، جبریلؑ نے کہا: آپؐ نے سچ فرمایا:

(رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ موثقون (مجمع الزوائد ص۴۱ ج۱ طبع بیروت، قال الاستاذ زبیر علی زئی: رواہ الطبرانی فی الکبیر (۱۲/ ۴۳۰، ۴۳۱، رقم ۱۳۵۸۱ واسنادہ حسن)

اس حدیث کی مزید تائید مسند احمد (ص۵۱ ج۲) میں عبداللہ بن عمرؓ ہی کی روایت سے اور کتاب خلق افعال العباد ص۲۶ میں انسؓ کی روایت سے ہوتی ہے۔ لیکن مسند احمد کی روایت میں علی بن زید اور خلق افعال العباد میں الضحاک بن نبراس ضعیف ہیں البتہ یہ روایات اوپر والی روایات کی تائید کرتی ہیں۔ ان تمام احادیث سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مسلم وہ ہے جو ارکانِ اسلام پر عمل پیرا ہو اور جو ایمانیات کو دل کی سچائی سے تسلیم کرتا ہو وہ مومن ہے۔ اور جو خلوصِ نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کرتا ہو وہ محسن ہے گویا اس حدیث میں مسلم کے دو اور ناموں کا اعلان بھی کر دیا گیا ہے۔ یعنی مومن اور محسن، اب جب ارکانِ اسلام پر عمل پیرا ہونے والے شخص کو اسلام نے مسلم ہونے کا پروانہ دے دیا ہے تو کوئی شخص اپنے مخصوص اور خود ساختہ نظریات کا سہارا لے کر اسے اسلام سے خارج نہیں کر سکتا اور نہ ہی کوئی اس کے مسلم ہونے کی نفی کر سکتا ہے ان احادیث کے علاوہ اس سلسلہ کی اور بھی متعدد احادیث موجود ہیں جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے ضمن میں ارکانِ اسلام کا ذکر فرمایا ہے۔ لیکن طوالت سے بچنے کے لئے ہم انہی احادیث پر اکتفا کرتے ہیں البتہ ایک حدیث میں ایک لونڈی کا واقعہ بیان ہوا ہے جس سے یہ مسئلہ اور بھی نکھر کر سامنے آجاتا ہے لہٰذا اس حدیث کا نقل کرنا ضروری ہے، حدیث یہ ہے:

معاویہ بن حکمؓ بیان کرتے ہیں کہ میری ایک لونڈی تھی جو اُحد اور مقام جوانیہ کی جانب میری بکریاں

چرایا کرتی تھی۔ ایک دن جب میں نے اپنی بکریوں کا جائزہ لیا (تو ان میں ایک بکری غائب تھی کیونکہ) بھیڑیا ایک بکری اٹھا کر لے گیا تھا اور میں ایک انسان ہوں مجھ کو بھی اسی طرح غصہ آیا جس طرح اور آدمیوں کو غصہ آتا ہے اور میں نے اس کو بہت مارنا چاہا لیکن میں نے صرف ایک ہی تھپڑ پر اکتفا کیا۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بڑا گناہ خیال کیا میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں اس لونڈی کو آزاد کر دوں؟ آپ نے فرمایا اس لونڈی کو میرے پاس لے آیا، چنانچہ میں اس کو لے آیا۔

فَقَالَ لَهَا اَيْنَ اللّٰهُ قَالَتْ فِي السَّمَآءِ — پس آپ نے اس سے پوچھا کہ اللہ کہاں ہے؟

قَالَ مَنْ اَنَا قَالَتْ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ — اس نے کہا آسمان میں، آپ نے پوچھا میں کون ہوں؟

قَالَ اَعْتِقْهَا فَاِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ — اس نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا اسے آزاد کر دو کیونکہ یہ مؤمنہ ہے۔

(صحیح مسلم بحوالہ المشکوٰۃ المصابیح ص ۹۸۵ ج ۲ طبع بیروت)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لونڈی کو جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا اظہار ہی کیا تھا مؤمنہ قرار دے دیا۔ البتہ یہاں یہ بات یاد رہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سچے دل سے ایمان لائے گا اور اس کے عقائد و اعمال کتاب و سنت کے مطابق ہوں گے تو وہی سچا اور حقیقی مسلم ہوگا، ورنہ بصورت دیگر وہ صرف نام ہی کا مسلم ہوگا اور مسلمین کی مردم شماری میں اگرچہ اس کا شمار ہو سکتا ہے لیکن عند اللہ وہ مسلم نہیں ہو سکتا اور اس کی سب سے بڑی مثال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے منافقین ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ان کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ

(البقرہ: ۸، ۹)

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر حالانکہ وہ مومن نہیں۔ وہ دھوکا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے اور نہیں دھوکا دیتے لیکن اپنے آپ کو اور نہیں سمجھتے۔

ان منافقین نے بھی اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا اور اسلامی معاشرے میں مسلم بنے پھرتے تھے یہی نہیں بلکہ وہ اپنے آپ کو مومن بھی کہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے مومن ہونے کی نفی فرما دی۔ البتہ اسلام کا دعویٰ کرنے کی بنیاد پر وہ (برائے نام) مسلم قرار پائے۔ ایک موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا:

اَحْصُوْا لِيْ كَمْ يَلْفِظُ الْاِسْلَامَ — مجھے گنتی کر کے بتاؤ کہ اس وقت ان لوگوں (مسلمین) کی تعداد کتنی ہے جو اسلام کا نام لیتے ہیں۔

دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں:

اُكْتُبُوْا لِيْ مَنْ تَلَفَّظَ الْاِسْلَامَ — مجھے ان لوگوں کے نام لکھ دو جو اسلام کا نام

(بخاری و مسلم بحوالہ ترجمان السنہ صفحہ ۳۰۱/۲) لیتے ہیں یعنی مسلم ہیں۔

مسلم کے علاوہ دوسرے نام بھی اللہ تعالیٰ ہی نے رکھے ہیں

موصوف اپنی ناسمجھی یا ہٹ دھرمی کی بناء پر سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام صرف مسلم رکھا ہے اور اس نام کے سوا اگر ہمیں کسی اور نام سے یاد کیا یا پکارا گیا تو وہ نام درست نہ ہوگا بلکہ دوسرے تمام نام فرقہ وارانہ ہیں اور اس دعوی کی انھوں نے کوئی واضح دلیل پیش نہیں کی۔ یہ مسلمہ اصول ہے :

كَثْرَةُ الْاَسْمَاءِ تَدُلُّ عَلٰى شَرَفِ الْمُسَمّٰى وَفَضْلِهٖ وَمَجْدِهٖ

"ناموں کی کثرت مسمّی کے شرف، فضیلت اور بزرگی پر دلالت کرتی ہے"

اہل عرب کی یہ عادت تھی کہ وہ ایک چیز کے کئی کئی نام رکھتے تھے مثلاً تلوار، گھوڑے، اونٹ وغیرہ کے بے شمار نام عربی ادب کی کتابوں میں ملتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے بہت سے نام ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا (الاعراف۔۱۸۰)
اور اللہ تعالیٰ کے لیے اچھے اچھے نام ہیں پس اسے ان ہی ناموں کے ساتھ پکارو۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ط اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (بنی اسرائیل: ۱۱۰)
(اے نبیؐ) ان سے کہو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمان کہہ کر پکارو، جس نام سے بھی پکارو اس کے لئے سب ہی اچھے نام ہیں۔

قرآن و حدیث میں اللہ تعالیٰ کے بے شمار ناموں کا ذکر موجود ہے مثلاً الرحمٰن، الملك، القدوس السلام، المؤمن وغیرہ وغیرہ اور مشہور حدیث میں ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِدَةً مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ (متفق علیہ مشکوۃ صفحہ ۱۹۹)
ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں یعنی ایک کم سو۔ جو شخص ان کو یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اب اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام تو اللہ ہے جب کہ باقی تمام نام وصفی یا صفاتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان ناموں کو بھی نام ہی قرار دیا ہے تو اب موصوف اللہ تعالیٰ کے ناموں کے متعلق کیا کہیں گے؟

یا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور نام "محمدؐ" ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (الفتح)
محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

اور دوسرے مقام پر ہے:

وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ (محمد: ۲) اور وہ ایمان لائے اس پر جو نازل کیا گیا محمدؐ پر

لیکن قرآن کریم میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ کی زبانی بتایا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام احمدؐ بھی ہے۔

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ (الصف۔ ۶)

اور جب کہا عیسیٰ بن مریم نے اے بنی اسرائیل! بلاشبہ میں رسول ہوں اللہ کا تمھاری طرف تصدیق کرنے والا اس کی جو مجھ سے پہلے ہے تورات اور خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسولؐ کی جو آئے گا میرے بعد اس کا نام احمد ہوگا۔

موصوف جس طرح ھو سماکم المسلمین سے صرف مسلم نام ثابت کرتے ہیں تو انھیں کے طرز استدلال پر ہمیں محمد رسول اللہ کے بجائے اب احمد رسول اللہ کہنا پڑے گا۔ کیونکہ یہ آیت واضح طور پر ثابت کر رہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام احمد ہے کیونکہ اس کے الفاظ ھُوَ سَمّٰکُمْ کی طرح اِسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ ہیں جو بتا رہے ہیں کہ آپ کا نام احمدؐ ہے اور قرآن کریم کی کسی آیت میں اسم محمدؐ کے نام ہونے کی صراحت موجود نہیں ہے۔ لیکن یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آپؐ جتنا محمدؐ کے نام سے مشہور ہیں اتنا احمدؐ کے نام سے نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مزید ناموں کی تصریح بھی احادیث میں موجود ہے چنانچہ اس سلسلہ کی ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں:

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ اَسْمَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ وَقَوْلِهٖ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ۔

باب، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں کا بیان (سورۂ فتح میں ہے) محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے (صحابہ) کافروں پر سخت ہیں اور سورۂ صف میں ہے اس کا نام احمد ہوگا۔

۷۳۲۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَعْنٌ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ اَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لِیْ خَمْسَةُ اَسْمَاءٍ: اَنَا مُحَمَّدٌ، وَاَحْمَدُ، وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰهُ بِیَ الْكُفْرَ، وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ، وَاَنَا الْعَاقِبُ۔

مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا مجھ سے معن نے انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے محمد بن جبیر بن مطعم سے، انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں اور احمد اور ماحی یعنی مٹانے والا۔ اللہ کفر کو میرے ہاتھ سے مٹوائے گا اور حاشر یعنی لوگ میرے بعد حشر کئے جائیں گے اور عاقب یعنی خاتم النبیین میرے بعد دنیا میں کوئی نیا پیغمبر نہیں آئے گا۔

(عکس صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۶۲ عربی اردو طبع تاج کمپنی پاکستان)

اسی طرح قرآن کریم کے بھی بہت سے نام ہیں مثلاً قرآن، فرقان، ذکر، کتاب اللہ وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ماننے اور چاہنے والے مسلمین کو دیگر کئی ناموں سے بھی پکارا ہے جس کی وضاحت

قرآن کریم اور احادیث میں موجود ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ کے بعض دلائل ملاحظہ فرمائیں:

الحارث بن الحارث ابو مالک الاشعری سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَادْعُوا بِدَعْوَى اللّٰهِ الَّذِي سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ عِبَادَ اللّٰهِ — سو پکارو تم اللہ کی پکار کے موافق اس نے نام رکھے تمہارے مسلمین، مومنین، عباد اللہ،

(رواہ الترمذی فی ابواب الامثال ۱۱۵/۲) وقال: ھذا حدیث حسن صحیح غریب ورواہ ابو یعلی الموصلی فی مسندہ (۱۴۲/۳) وقال الشیخ حسین سلیم اسد: اسنادہ صحیح)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نام مسلمین، مؤمنین، اور عباد اللہ رکھے ہیں اور یہ حدیث چونکہ موصوف کے دعویٰ کا منہ توڑ جواب ہے لہذا موصوف کو مجبوراً اس حدیث میں تحریف کرنا پڑی، چنانچہ موصوف کی ہیرا پھیری ملاحظہ فرمائیں:

حکم رسول: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے جاہلیت کی پکار پکاری وہ اہل دوزخ میں سے ہے۔ ایک شخص نے پوچھا "اے اللہ کے رسول، اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزے رکھے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزے رکھے۔" پھر فرمایا "فَادْعُوا بِدَعْوَى اللّٰهِ الَّذِي سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ عِبَادَ اللّٰهِ" لہذا (مسلمین کو) اُن ہی القاب سے پکارو جن القاب سے اللہ نے، جس نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے، پکارا ہے، یعنی مومنین، اللہ کے بندے۔ (رواہ الترمذی فی ...)

اللہ اللہ جب القاب تک بدلنے کی اجازت نہیں تو نام بدلنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ لوگوں نے نام بدل ڈالا اور پھر اس پر فخر بھی کر رہے ہیں۔ بتائیے کیا آپ اپنے آپ کو صرف مسلم کہنے کے لئے تیار ہیں؟

(عکس ہمارا نام صرف ایک یعنی مسلم ص ۸)

حافظ سلیمان صاحب اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

مسعود صاحب پر فارسی کی کہاوت صادق آتی ہے۔ چہ دلاور است دزدے کہ در دست چراغ دارد۔ انھوں نے یہ ترجمہ اللہ تعالیٰ کا خوف دل سے نکال کر کیا ہے۔ ایک معمولی عربی جاننے والا شخص بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ المسلمین المومنین عباد اللہ تینوں اسم سَمَّاكُمُ کے بعد آئے ہیں۔ اگر نام ہیں تو تینوں نام ہیں۔ اگر القاب ہیں تو تینوں کا ایک ہی حکم ہے مگر مسعود صاحب نے بڑی ڈھٹائی سے مسلمین کو نام، مومنین اور عباد اللہ کو القاب بنا لیا ہے تاکہ انھیں کوئی یہ نہ کہہ سکے مسلمین نام سے جماعت المسلمین بنائی ہے تو مومنین نام سے جماعت المومنین کیوں نہیں بناتے عباد اللہ نام سے جماعت عباد اللہ قائم کیوں نہیں کرتے اور نام صرف مسلمین ہی نہیں بلکہ مومنین اور عباد اللہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کے رکھے ہوئے نام ہیں۔

(عکس تحفۂ اناء بجواب ہمارا نام صرف مسلم ص ۴)

مسند احمد میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے:

فَادْعُوا الْمُسْلِمِيْنَ بِأَسْمَائِهِمْ بِمَا سَمَّاهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُسْلِمِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ عِبَادَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسند احمد ص۱۳۰-۲۰۲ ج۴)

پس تم مسلمین کو ان کے ان ناموں کے ساتھ پکارو کہ جو نام اللہ عزوجل نے ان کے رکھے ہیں یعنی مسلمین مومنین اور عباد اللہ۔

اس روایت میں موصوف کی وہ تاویل نہیں چل سکتی جو انھوں نے اوپر والی روایت میں کی تھی بلکہ یہ روایت موصوف کی تاویل کا بھانڈا پھوڑتی ہے گویا حدیث کے ان الفاظ کی وضاحت خود اسی حدیث کے دوسرے طرق کے ذریعے ہوگئی اور اس طرح اس حدیث ہی سے ثابت ہوگیا کہ موصوف نے ترجمہ میں خیانت کی ہے۔

ایک اور روایت میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

وَلٰكِنْ تَسَمَّوْا بِاسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور لیکن نام رکھو تم اللہ کے (رکھے ہوئے) نام کے موافق اس نے نام رکھے تمھارے مسلمین، مومنین،

رواه احمد ورجاله ثقات رجال الصحيح خلا على بن اسحق السلمى وهو ثقة ورواه الطبرانى باختصار (مجمع الزوائد ص۲۱۷ ج۵)

اس روایت میں علامہ ہیثمیؒ یا کاتب سے عباد اللہ کے الفاظ چھوٹ گئے ہیں جبکہ مسند احمد اور مصنف عبدالرزاق میں یہ الفاظ موجود ہیں اور دوسری روایت میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں۔ مسند احمد اور مصنف عبدالرزاق کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

وَلٰكِنْ تَسَمَّوْا بِاسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ سَمَّاكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ الْمُسْلِمِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور لیکن نام رکھو تم اللہ کے (رکھے ہوئے) نام کے موافق اس نے نام رکھے تمھارے عباد اللہ، مسلمین، مومنین

(مسند احمد ص۳۴۴ ج۵ وقال الالبانى: واسناده صحيح۔ مشكوٰة ص۶۵ ج۱۔ مصنف عبدالرزاق ص۳۷۱ ج۱۱)

یہ تمام روایات سنن ترمذی کی روایت کے مفہوم کو متعین کرتی ہیں اور موصوف کی باطل تاویل کو رد کرتی ہیں۔ مزید برآں اس روایت سے واضح طور پر ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمین کے علاوہ بھی ہمارے بہت سے نام رکھے ہیں۔ جن میں سے دو ناموں کا اس روایت میں ذکر موجود ہے۔

یہ حدیث الحارث بن الحارث ابو مالک الاشعریؓ سے مروی ہے اور الفاظ کے معمولی اختلاف کے ساتھ حدیث کی مختلف کتابوں میں موجود ہے چنانچہ علامہ حسین سلیم اسد مسند ابو یعلی الموصلی (ص۱۴۲ ج۳) کی روایت کی تخریج کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

اس حدیث کی سند صحیح ہے اور ابن طہمانؒ نے اس حدیث کو مشیخہ (ص۲۰) میں، ابو داؤد الطیالسیؒ نے اپنی مسند (ص۵۴،۵۲ ج۲) حدیث نمبر ۲۱۴۸) میں، امام الترمذیؒ نے کتاب الامثال (۲۸۶۷-۲۸۶۸) میں، امام بخاریؒ نے التاریخ (ص۲۶۰ ج۲) میں، ابن سعدؒ نے دو سندوں سے، امام حاکمؒ نے مستدرک (ص۱۱۷،۱۱۸،۲۳۶،۴۲۱ ج۱) میں، اور انھوں نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور علامہ الذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے اور امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند (ص۱۳۰،۲۰۲ ج۴) میں اور ابن الاثیرؒ نے اسد الغابہ (ص۳۸۳ ج۱) میں اور ابن خزیمہؒ (ص۹۳) نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور امام الترمذیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے

مصنف عبدالرزاق (۲۰۰۰۹) (حاشیہ مسند ابی یعلی الموصلی ج ۳ ص ۱۴۲، ۱۴۳)
اور علامہ ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو کئی مقامات پر صحیح قرار دیا ہے چنانچہ وہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

ھذا الحدیث صحیح الاسناد بلاشک — یہ حدیث بلاشک صحیح الاسناد ہے۔

(صحیح الجامع الصغیر و زیادتہ ج ۱ ص ۳۵۶)

عبداللہ نام: اس حدیث سے جہاں یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام مسلم، مومن رکھا ہے وہاں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام عبداللہ بھی رکھا ہے اور ایک حدیث میں ہے: "اللہ کے نزدیک تمہارے ناموں میں بہترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں" (مسلم، مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۳۴۴)
اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں چھ مقامات پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عبدہ (اس (اللہ) کا بندہ) اور دو مقامات پر عبدنا (ہمارا بندہ)، ایک مقام پر عبد اور ایک مقام پر عبداللہ کہہ کر آپؐ کا ذکر فرمایا ہے: مثلاً:

وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا (الجن - ۱۹)
اور یہ کہ جب عبداللہ (اللہ کا بندہ) اس کو پکارنے کے لئے کھڑا ہوا تو لوگ اس پر ٹوٹ پڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:
اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ (الزمر - ۳۶)
کیا اللہ اپنے بندے (محمدؐ) کے لئے کافی نہیں ہے؟

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ارشادات پر اس طرح عمل فرمایا کہ آپؐ نے اپنے خطوط میں اپنے نام کے ساتھ ہمیشہ عبداللہ نام تحریر فرمایا۔ چنانچہ آپؐ نے کافر بادشاہوں کو جو خطوط تحریر فرمائے اس میں آپؐ نے اپنے نام کے ساتھ عبداللہ نام بھی تحریر فرمایا، مثلاً قیصر روم، ہرقل کو جو خط آپؐ نے ارسال فرمایا تھا، اس میں آپؐ نے لکھا، من محمد عبداللہ ورسولہ (صحیح بخاری، کتاب الوحی) ظاہر ہے کہ آپؐ پر قرآن مجید نازل ہوا اور آپؐ ہی اس کی تعبیر و تاویل کو بہتر طور پر سمجھتے تھے اگر ھو سمّاکم المسلمین کا وہ مطلب ہوتا جو موصوف نے سمجھا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطوط میں تحریر فرماتے۔ من محمد مسلم ورسول اللہ"۔ اور خود موصوف بھی اپنے خطوط میں "مسعود احمد عبداللہ" لکھا کرتے ہیں جبکہ موصوف کو چاہیئے تھا کہ وہ "مسعود احمد مسلم" لکھتے کیونکہ عبداللہ لکھنے سے وہ بھی کہیں فرقہ واریت کے عمیق غار میں نہ جا گریں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ کو موصوف نے بھی نام تسلیم کر لیا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ "کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے"۔ ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ارشاد فرمایا:

لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ، فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا:
تم مجھے میرے مرتبہ و مقام سے نہ بڑھانا جیسا کہ عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریمؑ کو بڑھایا (اور بڑھاتے۔

عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ ۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ ج ۳ ص ۱۳۷)	بڑھاتے اللہ کا بیٹا بنا ڈالا) میں تو صرف اس کا بندہ ہوں، پس تم مجھے عبداللہ (اللہ کا بندہ) اور اس کا رسولؐ کہو،

اور تشہد میں ایک مسلم اس طرح توحید و رسالت کا اقرار کرتا ہے :۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔	میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں۔

اور جب کوئی کافر بھی اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہے تو وہ بھی ان کلمات کو پڑھ کر مسلم بن جاتا ہے معلوم ہوا کہ مسلم وہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عبداللہ نام پر بھی ایمان رکھے اور ایک حدیث میں ہے :

مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَابْنُ اَمَتِهٖ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۵)	جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ عیسٰیؑ، اللہ کے بندے اور اس کے رسول، اس کی باندی کے بیٹے، اور اس کا کلمہ ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے مریم کی طرف ڈالا اور اس کی روح ہیں۔ اور جنت اور جہنم حق ہیں، تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ خواہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں۔

لیجئے جناب، عبداللہ نام پر اعتقاد رکھنے والے شخص کو جنت کا مژدہ بھی سنادیا گیا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرامؑ اور اپنے نیک بندوں کو اکثر مقامات پر عبد کے نام سے یاد کیا ہے اور یہ نام اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا پیارا اور محبوب ہے کہ اس نے انبیاء کرامؑ کو بھی اسی نام سے یاد کیا ہے۔ مثلاً نوحؑ، ابراہیمؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ، داودؑ، سلیمانؑ، ایوبؑ، خضرؑ، موسیٰؑ، ہارونؑ، زکریاؑ، الیاسؑ، عیسیٰؑ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عبد کے نام سے یاد کیا ہے۔ سلیمانؑ اور ایوبؑ دونوں کے متعلق الگ الگ آیات میں ارشاد ہے:۔

نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ (ص۔ ۳۰، ۴۴)	بہترین بندہ، اپنے رب کی طرح بہت رجوع کرنے والا۔

عیسیٰؑ نے پیدا ہونے کے بعد ماں کی گود میں اعلان فرما دیا:

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ (مریم، ۳۰) — فرمایا! بے شک میں عبداللہ (اللہ کا بندہ) ہوں۔

اور اسطرح اپنے متعلق عقیدہ نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰہِ ہونے کی نفی بھی فرما دی اور اسی مشرکانہ عقیدہ کے پیش نظر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک موقع پر اپنی امت کو متنبہ فرمایا اور آپؐ نے اپنے بندہ ہونے کی صراحت فرمائی جیساکہ پیچھے حدیث میں گذر چکا اور دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

لَنْ یَّسْتَنْکِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰہِ وَلَا الْمَلٰٓئِکَۃُ الْمُقَرَّبُوْنَ (النساء - ۱۷۲) — مسیح (عیسیٰؑ) نے کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھا کہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور نہ مقرب ترین فرشتے اس کو اپنے لئے عار سمجھتے ہیں۔

اور ایک مقام پر تمام انبیاء کرامؑ کا ان الفاظ کے ساتھ ذکر فرمایا:

وَلَقَدْ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِنَّھُمْ لَھُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ (الصافات - ۱۷۱ تا ۱۷۳) — اور اپنے بھیجے ہوئے بندوں (رسولوں) سے ہم پہلے ہی وعدہ کر چکے ہیں کہ یقیناً ان کی مدد کی جائے گی اور ہمارا لشکر ہی غالب ہو کر رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرامؑ کو عبادنا (ہمارے بندے) کہہ کر ان کا ذکر کیا ہے تو اکثر مقامات پر اہلِ ایمان کو بھی عِبَادِیْ (میرے بندے) کہہ کر مخاطب فرمایا ہے، مثلاً:

ذٰلِکَ یُخَوِّفُ اللّٰہُ بِہٖ عِبَادَہٗ ط یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ (الزمر - ۱۶) — یہ (جہنم کا) وہ انجام ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، پس اے میرے بندو، میرے غضب سے بچو۔

اہلِ ایمان کو ہجرت کا حکم ان الفاظ میں دیا گیا:

یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَۃٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ — اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو، میری زمین وسیع ہے پس تم میری ہی بندگی کرو۔

اور جنت میں داخلے سے پہلے اہلِ ایمان کو خطاب ہوتا ہے:

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (الفجر - ۲۹، ۳۰) — شامل ہو جا میرے نیک بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان سے خطاب فرمائے گا:

يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ (الزخرف - ۶۸)
اے میرے بندو، آج تمھارے لئے کوئی خوف نہیں اور نہ تمھیں کوئی غم لاحق ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو عباد الرحمٰن بھی کہا ہے:

وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا (الفرقان - ۶۳)
رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں۔ اور جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام۔

اور فرشتوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمٰن قرار دیا ہے:

وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَٰنِ إِنَاثًا (الزخرف - ۱۹)
اور انہوں نے فرشتوں کو جو رحمٰن کے بندے ہیں، عورتیں قرار دے دیا۔

عبداللہ اور عبدالرحمٰن اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ نام ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے یہ نام کیسے نہ رکھتا جب کہ کائنات کی تخلیق کا مقصد اور سبب ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذریت - ۵۶)
میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لئے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔

اور احادیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعض موقعوں پر صحابہ کرامؓ کو عباد اللہ (اے اللہ کے بندو) کہہ کر خطاب فرمایا۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے: "اللہ کے بندو اپنی صفوں کو برابر کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمھارے درمیان اختلاف ڈال دیگا" (مسلم، مشکوٰۃ باب تسویۃ الصف) اور دوسری حدیث میں ہے، "اے اللہ کے بندو، دوا وعلاج کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بیماری پیدا کی ہے اس کے لئے شفاء بھی رکھی ہے سوائے ایک بیماری یعنی بڑھاپا کے"۔ (مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۲۸ وقال الالبانی: واسنادہ صحیح)۔

معلوم ہوا کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام مسلم رکھا ہے لیکن قرآن وحدیث میں ہمیں کہیں بھی مسلم نام سے نہیں پکارا گیا۔ البتہ دوسرے ناموں، مثلاً، کبھی ایھا المومنون اور کبھی عبادی، عباد الرحمٰن اور عباد اللہ کہہ کر پکارا گیا ہے جس سے واضح طور پر ثابت ہوگیا کہ ہمارے اور بھی بہت سے صفاتی نام ہیں اور ان صفاتی ناموں کی وجہ سے مسلم نام پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بلکہ ان ناموں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم ان ان صفات کا مالک ہوتا ہے۔

حنیف نام

عبداللہ بن یزید الانصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

تَسَمَّوْا بِأَسْمَائِكُمُ الَّتِي سَمَّاكُمُ اللهُ بِالْحَنِيفِيَّةِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِيْمَانِ — تم اپنے وہ نام رکھو جو اللہ تعالیٰ نے تمھارے نام رکھے ہیں یعنی حنیفیہ، اسلام اور ایمان کے ساتھ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج۱۱ ص۳۰ وکتاب الایمان لابن ابی شیبہ وقال الالبانی، صحیح الاسناد موقوفا ص۸)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نام حنیفیہ، اسلام اور ایمان کے ساتھ رکھے ہیں اور اس مناسبت سے ہمارے نام حنیف، مسلم اور مومن ہیں۔ یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے لیکن حکماً مرفوع ہے کیونکہ کوئی صحابیؓ اپنی رائے سے ایسی بات بیان نہیں کرسکتا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسلم اور مومن کے علاوہ حنیف نام بھی اللہ تعالیٰ کا رکھا ہوا ہے اور اس کی تائید قرآن کریم اور دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ مثلاً

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (البقرہ آیت ۱۳۵) — اور (یہود و نصاریٰ) کہتے ہیں کہ یہودی یا عیسائی بن جاؤ تو ہدایت پاؤ گے۔ کہہ دیجئے (نہیں) بلکہ ہم تو ملت ابراہیمی پر رہیں گے۔ جو حنیف تھے اور شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔

یہود اور عیسائی مسلمین سے کہا کرتے تھے کہ تم بھی یہودی یا عیسائی بن جاؤ یا بالفاظ دیگر تم اپنے نام یہودی یا عیسائی رکھ لو تو تب ہدایت یافتہ ہو گے تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ملت ابراہیمی اختیار کرنا ہدایت کا ذریعہ ہے۔ اور ملت ابراہیمی کیا ہے؟ مسلم اور حنیف بننا اور شرک سے بیزار رہنا اور جو موحد ہو اور شرک سے بیزار ہو وہی حنیف ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ہمارا نام مسلم کے علاوہ حنیف بھی ہے اور دوسری احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے مثلاً:

أَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ وَعَلٰى كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ وَعَلٰى دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى مِلَّةِ أَبِيْنَا إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

ہم نے صبح کی فطرت اسلام پر، کلمۂ توحید پر، ہمارے نبی محمد کے دین پر اور ہمارے باپ ابراہیم کی ملت پر جو صرف اللہ اکیلے کی

طرف رجوع کرنے والے مسلم تھے اور مشرکین میں سے نہیں تھے۔

یہ دعا، پڑھنا سنت ہے۔

(رواہ احمد والطبرانی وابن السنی وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جز ۱۴ ص ۲۳۸)

اَمْسَيْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَعَلٰى كَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَعَلٰى دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى مِلَّةِ اَبِيْنَا اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

ہم نے شام کی فطرت اسلام پر، کلمۂ توحید پر، ہمارے نبی محمد کے دین پر، ہمارے باپ ابراہیم کی ملت پر جو صرف اللہ اکیلے کی طرف رجوع کرنے والے مسلم تھے اور مشرکین میں سے نہیں تھے۔

مندرجہ بالا دعا، کا پڑھنا سنّت ہے۔

(رواہ احمد والطبرانی وابن السنی وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جز ۱۴ ص ۲۳۸)

(عکس دولت المسلمین)

موصوف نے ان دعاؤں میں حنیف کا ترجمہ کر دیا ہے جبکہ مسلم کا ترجمہ نہیں کیا تاکہ اس طرح مسلم تو نام معلوم ہو اور حنیف کا نام ہونا ظاہر نہ ہو سکے جبکہ حنیف بھی ابراہیمؑ کا وصفی نام ہے۔ اس دعا میں کہا گیا ہے کہ ہم نے صبح کی اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملت پر جو حنیف اور مسلم تھے اور جب وہ حنیف اور مسلم تھے تو ان کی ملت کو اختیار کرنے والے بھی حنیف اور مسلم ہیں۔

(۲) قربانی کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

عیدالاضحی کے موقع پر جانور ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھے

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ .... بِسْمِ اللّٰهِ

وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (خالی جگہ اپنا نام لے)

میں نے اپنا مُنہ اُس ذات کی طرف کیا جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا (ایسی حالت میں کہ میں) ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر ہوں جو ایک اللہ کے ملنے والے مسلم تھے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ کیلئے ہے جو رب العالمین ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمین میں سے ہوں۔ اے اللہ (یہ جانور) تیری طرف سے (ملا) ہے اور تیرے ہی لئے (فلاں) کی طرف سے (قربان کیا جا رہا) ہے، اللہ کے نام کے ساتھ (ذبح کرتا ہوں) اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ۔ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ اور اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ صرف ابوداؤد میں ہے اور مُسْلِمًا صرف احمد میں ہے۔ فیہ ابو عیاش وھو مقبول وفیہ محمد بن اسحٰق وقد صرح التحدیث فی روایۃ احمد۔ مرعاۃ ۳/۳۵۸ وبلوغ جزء ۱۳ ص ۶۲ ورواہ الحاکم وصححہ والذھبی۔ المستدرک ۱/۴۶۷)

(عکس دعوات المسلمین)

اس دعا میں بھی ابراہیمؑ کے لئے حنیف اور مسلم کے نام آتے ہیں۔ جن میں سے موصوف نے حنیف کا ترجمہ کر دیا ہے اور مسلم کا ترجمہ نہیں کیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَدْيَانِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَنِيْفِيَّةُ السَّمْحَةُ (مسند احمد ج ۱ ص ۲۳۶ والادب المفرد وقال ابن حجر العسقلانی: اسنادہ حسن ج ۱ ص ۹۴ وحسنہ الالبانی، صحیح الجامع الصغیر ص ۱۴۰ سلسلۃ الصحیحۃ ج ۲ ص ۸۸۱)

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا دین اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الحنیفیۃ (جو) آسان (دین ہے)

امام بخاریؒ نے اس حدیث کو معلق روایت کیا ہے چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اس روایت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

والمراد بالادیان الشرائع الماضیۃ قبل أن تتبدل وتنسخ والحنیفیۃ ملۃ

ادیان سے مراد تبدیل اور منسوخ ہونے سے پہلے کی شریعتیں ہیں اور الحنیفیہ سے مراد ابراہیمؑ کی ملت

ابراھیم والحنیف فی اللغۃ من کان علیٰ ملۃ ابراھیم، وسمی ابراھیم حنیفا المیلۃ عن الباطل الی الحق لان اصل الحنف المیل والسمحۃ السھلۃ ای انھا مبنیۃ علی السھولۃ، لقولہٖ تعالیٰ "وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ" (فتح الباری ج۱ ص۹۴)

ہے اور لغت میں حنیف اسے کہتے ہیں جو ابراہیمؑ کی ملت پر ہو اور ابراہیمؑ کا نام حنیف رکھا گیا ہے کیونکہ وہ باطل سے حق کی طرف میلان کرنے والے تھے حنیف کی اصل میل ہے اور السمحۃ کے معنی آسانی کے ہیں یعنی یہ لفظ سہولت پر مبنی ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ کا (سورۃ الحج ـ ۷۸) ارشاد ہے اور (اس نے) تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں رکھی وہ ملت ہے تمہارے باپ ابراہیمؑ کی ۔

ایک حدیث میں عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

إِنِّي أُرْسِلْتُ بِحَنِيفِيَّةٍ سَمْحَةٍ

بے شک میں آسان (دین) حنیفیہ کے ساتھ بھیجا گیا ہوں ۔

(مسند احمد ج۶ ص۱۱۶ ـ ۲۳۳ تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۱۹۸)

واسنادہ حسن وقال ابن کثیر: اصل الحدیث فی الصحیحین والزیادۃ لھا شواھد من طرق عدۃ)

ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

وَإِنَّ ذٰلِكَ الدِّيْنَ الْقَيِّمَ عِنْدَ اللّٰهِ الْحَنِيْفِيَّةُ غَيْرُ الْمُشْرِكَةِ وَلَا الْيَهُوْدِيَّةِ وَلَا النَّصْرَانِيَّةِ

اور بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک ٹھیٹھ، سیدھا دین الحنیفیۃ ہے جو شرکیہ، یہودیۃ اور نصرانیۃ (دین کی طرح) نہیں ہے ۔

(مسند احمد ج۵ ص۱۳۱ وقال: زبیر علی زئی : واسنادہ حسن)

ایک دوسری روایت میں ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ بِالْيَهُوْدِيَّةِ وَلَا بِالنَّصْرَانِيَّةِ وَلٰكِنِّي بُعِثْتُ بِالْحَنِيْفِيَّةِ السَّمْحَةِ (مسند احمد ج۵ ص۲۶۶)

میں یہودی اور نصرانی (دین) دیکر نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ میں آسان (دین) حنیفیہ کے ساتھ بھیجا گیا ہوں ۔

یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس کا مضمون چونکہ اوپر والی روایت کی تائید کرتا ہے اس لئے اسے مؤید کے طور پر پیش کیا گیا ہے ۔

عیاض بن حمار المجاشعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن دوران خطبہ فرمایا...

وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوْا بِيْ مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا

(صحیح مسلم، کتاب الجنۃ باب الصفات التی یعرف بھا فی الدنیا اھل الجنۃ واھل النار)

(اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے) اور میں نے اپنے تمام بندوں کو حنیف پیدا کیا ۔ لیکن شیاطین انھیں دین کی طرف سے بہکاتے ہیں ۔ اور جو چیزیں میں نے ان کے لئے حلال کی ہیں ۔ ان کو ان کے لئے حرام قرار دیتے ہیں اور انھیں ایسی چیزوں کو میرے ساتھ شریک کرنے کا حکم دیتے ہیں جس کی کوئی دلیل میں نے نازل نہیں کی ۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو فطری طور پر حنیف پیدا کیا ہے لیکن شیاطین ان کو مختلف راستوں پر لے جا کر بھٹکا دیتے ہیں دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ ۔ (صحیح بخاری تفسیر سورۃ الروم بحوالہ ذہن پرستی ص ۳)

ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا کیا جاتا ہے بعد میں اس کے والدین اُسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا لیتے ہیں

گویا اسلام کا دوسرا نام حنیفیہ اور مسلم کا دوسرا نام حنیف ہے ۔ مولانا حفظ الرحمٰن سوہاروی صاحب رقمطراز ہیں:

حضرت ابراہیمؑ کی شخصیت قرآن کے تذکیر بایام اللہ میں اس لیے زیادہ اہمیت رکھتی ہے کہ جس دینِ قویم اور ملتِ بیضاء کا عروج و کمال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تقدیس کے ساتھ وابستہ تھا اور جس ملت کی دعوت و تبلیغ کا محور و مرکز ذاتِ اقدسؐ بننے والی تھی وہ ملتِ ابراہیمؑ کے نام سے موسوم ہے "مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ" کیونکہ یہی وہ بڑے پیغمبر ہیں جنھوں نے شرک کے مقابلہ میں سب سے پہلے توحید الٰہی کو حنیفیت کا لقب دیا اور آئندہ ہمیشہ کے لیے خدا کی راہِ مستقیم کے لیے "ملت حنیفیہ" کا امتیاز قائم کر دیا یعنی جو خدا کی پرستش کے لیے مظاہرِ کائنات کی پرستش کو وسیلہ بناتا ہے وہ "مشرک" ہے اور جو خدائے کائنات کی یکتائی کا قائل ہو کر براہِ راست اُسی کی پرستش کرتا ہے وہ "حنیف" ہے۔ پس اس مقدس پیغمبر نے خدا پرستی کے اس حقیقی تصور کو عملی حیثیت میں اس درجہ نمایاں کیا کہ مستقبل میں ادیانِ حق کے لیے اُس کی پیروی حق و صداقت کا معیار بن گئی اور خدائے برتر کی جانب سے قبولیت کا یہ شرف عطا ہوا کہ یہ مقدس پیغمبر کائنات رشد و ہدایت کا امام اکبر اور پیشوائے اعظم قرار پا گیا۔ "وَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا" اور پیروی کرو ابراہیم کی ملت کی جو سب سے کٹ کر صرف خدا کی جانب جھکنے والا ہے۔

مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا ۔ (سورۃ حج پ ۱۷)

یہ ملت ہے تمہارے باپ ابراہیم کی اُس نے تمہارا نام مسلم رکھا نزولِ قرآن سے قبل اور اس قرآن میں بھی تمہارا نام مسلم ہے۔

۱؎ تفصیل اپنے موقع پر آئے گی۔
۲؎ مسلم اور حنیف مفہوم میں متحد ہیں مسلم خدا کا فرمانبردار اور حنیف سب سے منہ پھیر کر صرف خدا کا ہو جانے والا۔

(عکس قصص القرآن ص ۱۵، ۱۶ ج ۲)

۱۲۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: أَرَأَيْتَ اسْمَ الأَنْصَارِ كُنْتُمْ تُسَمَّوْنَ بِهِ؟ أَمْ سَمَّاكُمُ اللهُ؟ قَالَ: بَلْ سَمَّانَا اللهُ، كُنَّا نَدْخُلُ عَلَى أَنَسٍ فَيُحَدِّثُنَا بِمَنَاقِبِ الأَنْصَارِ وَمَشَاهِدِهِمْ، وَيُقْبِلُ عَلَيَّ أَوْ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الأَزْدِ فَيَقُولُ: فَعَلَ قَوْمُكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے مہدی بن میمون نے کہا ہم سے غیلان بن جریر نے کہا میں نے انس رضؓ سے کہا بتلاؤ تو انصار جو تمہارا نام ہوا یہ تم نے خود رکھ لیا یا اللہ نے رکھا۔ انہوں نے کہا اللہ نے رکھا۔ کہا غیلان نے کہ ہم انس رضؓ کے پاس جایا کرتے وہ انصار کی فضیلتیں ان کی جنگی کارروائیاں بیان کیا کرتے پھر میری طرف یا ازد قبیلے کے ایک شخص (نام نامعلوم) کی طرف متوجہ ہوتے اور کہتے تیری قوم (انصار) نے فلاں دن ایسا کام کیا فلاں دن ایسا۔

(عکس صحیح بخاری، کتاب المناقب، مناقب الانصار)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انصار کا نام انصار اللہ تعالیٰ کا رکھا ہوا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نام کہاں رکھا ہے؟ چنانچہ اس کے لئے ہم قرآن کریم کی اس آیت کا مطالعہ کرتے ہیں:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

(التوبہ: ۱۰۰)

وہ مہاجر و انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی، نیز وہ جو بعد میں راستبازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہی عظیم الشان کامیابی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضؓ سے دو گروہوں کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ جن صحابہ کرام رضؓ نے اپنے گھر بار اور وطن چھوڑ کر، ہجرت کی ان کا نام اللہ تعالیٰ نے مہاجرین رکھا اور مدینہ کے رہنے والے جن صحابہ کرام رضؓ نے ان کی نصرت و مدد کی ان کا نام انصار رکھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ حضرت انس رضؓ کی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

هُوَ اسْمٌ إِسْلَامِيٌّ سُمِّيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَوْسَ وَالْخَزْرَجَ

یہ اسلامی نام ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کا رکھا۔

(فتح الباری ج ۱۱ طبع دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور)

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں اور ساتھیوں کو صحابی، صحابہ، اور اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے اور یہ نام خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رکھا ہوا ہے چنانچہ تفصیل کے لئے مشکوۃ المصابیح وغیرہ میں مناقب صحابہ کا باب دیکھا جا سکتا ہے۔ جس میں اور اس کے بعد کے ابواب میں بے شمار احادیث موجود

ہیں جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں اور ساتھیوں کو صحابی، صحابہؓ اصحاب رسول اللہ ﷺ اور اصحاب النبی ﷺ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ حضرات ھو سمّٰکم المسلمین کے اولین مخاطب تھے لیکن انہوں نے ان ناموں سے ذکر کئے جانے پر کبھی یہ اعتراض نہ کیا کہ بھائی ہمیں مہاجر، انصار اور صحابی کے نام سے کیوں یاد کرتے ہو۔ ہمارا تو بس ایک ہی نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے لہٰذا آئندہ ہمیں مسلم نام ہی سے پکارا جائے۔

ایک اہم نکتہ

انسؓ کی وضاحت سے ایک اہم نکتہ ہمارے سامنے یہ بھی آتا ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرامؑ، صحابہ کرامؓ، امم سابقہ اور امۃ مسلمہ کو جن دیگر ناموں سے یاد کیا ہے یہ ان کے صفاتی نام ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب غیلانؒ کو اس سلسلہ میں شبہ ہوا تو انہوں نے انسؓ سے اس کی وضاحت طلب کی لیکن غیلانؒ کو انصار کے نام کے سلسلہ میں کوئی شبہ نہ تھا۔ البتہ انھیں شبہ صرف اس بات میں تھا کہ اس نام کا انتخاب انصار نے خود اپنے لئے کیا ہے یا یہ نام اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ چنانچہ انسؓ نے ان کی تشفی زمادی۔ قرآن کریم سے انبیاء کرامؑ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، امم سابقہ اور امۃ مسلمہ کے تمام وصفی ناموں کو آیات کے حوالے کے ساتھ اگر جمع کیا جائے تو اس کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہوگی اور یہ چیز ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ البتہ امۃ مسلمہ کے مسلمین کے سلسلہ میں چند چیدہ چیدہ آیات ملاحظہ فرمائیں:

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا (الاحزاب: ۳۵)	بلاشبہ مسلم مرد اور مسلم عورتیں مومن مرد اور مومن عورتیں اور قانت (فرمانبردار) مرد اور قانت عورتیں اور صادق (سچے) مرد اور صادق عورتیں اور صابر (صبر کرنے والے) مرد اور صابر عورتیں اور خاشع (عاجزی کرنے والے) مرد اور خاشع عورتیں اور متصدق (صدقہ دینے والے) مرد اور متصدق عورتیں اور صائم (روزہ دار) مرد اور صائم عورتیں اور اپنی فروج کے حافظ (حفاظت کرنے والے) مرد اور حافظ عورتیں اور اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے ذاکر مرد اور ذاکر عورتیں تیار کر رکھی ہے اللہ نے ان کے لئے بخشش اور اجر بڑا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلم کے بہت سے نام ذکر کئے ہیں اور نام کی ابتداء حرف اِنَّ سے کی ہے یعنی اس میں شک نہیں کہ مسلم (فرمانبردار) مرد اور مسلمۃ عورتیں اور پھر مسلم کے دیگر وصفی نام ذکر کئے ہیں جو یہ ہیں۔ (۳) مومن مرد (۴) مومنہ عورتیں (۵) قانت مرد (۶) قانتۃ عورتیں (۷) صادق مرد (۸) صادقہ عورتیں (۹) صابر مرد (۱۰) صابرۃ عورتیں (۱۱) خاشع مرد (۱۲) خاشعۃ عورتیں (۱۳) متصدّق مرد (۱۴) متصدقہ عورتیں (۱۵) صائم مرد (۱۶) صائمۃ عورتیں (۱۷) اپنی فروج کے حافظ مرد اور (۱۸) حافظۃ عورتیں (۱۹) ذاکر مرد (۲۰) ذاکرہ عورتیں۔

اس آیت میں مسلمین کو مسلم کے علاوہ چند دیگر صفاتی ناموں سے ذکر کیا گیا ہے کہ ایک مسلم و مومن

کے کئی صفاتی نام بھی ہو سکتے ہیں اور حرف اِنَّ سے شروع کر کے
ان ناموں کے متعلق تمام شکوک وشبہات کو بھی ختم کر دیا گیا ہے مسلم نام اسم علم نہیں بلکہ اہل اسلام کا صفتی
نام ہے اور هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ سے بھی یہ بات ثابت نہیں ہوتی اور اس آیت میں بھی
مسلم وصفی نام کے طور پر استعمال ہوا ہے چنانچہ پروفیسر حافظ محمد عبداللہ صاحب بہاولپوری نے اپنی کتاب مسعود احمد
بی ایس سی کی جماعت المسلمین پر ایک نظر (مشتمل ۱۹،۱۸) میں اس کی وضاحت بیان کی ہے۔

صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ نے مہاجر اور انصار کے علاوہ مندرجہ ذیل ناموں سے بھی یاد کیا ہے۔

(۱) كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ — تم بہترین امت ہو۔
(آل عمران: ۱۱۰)

(۲) وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (البقرہ: ۱۴۳) — اسی طرح ہم نے بنایا تم کو امت متوسط تاکہ تم ہو گواہ اور لوگوں پر اور ہوں رسول تم پر گواہ

(۳) اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ (المجادلہ ۲۲) — یہی حزب اللہ ہے اور سن رکھو کہ حزب اللہ ہی کامیاب ہوگی۔

(۴) اُولٰٓئِكَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ — یہی لوگ راشد ہیں۔

(۵) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ (الصف۔ ۱۴) — اے ایمان والو! تم انصار اللہ بن جاؤ

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ اور ان جیسی صفات رکھنے والے انسانوں کے مندرجہ ذیل نام رکھے ہیں:
خَيْرَ اُمَّةٍ، اُمَّةً وَّسَطًا، شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (اور حدیث شریف میں شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ) حِزْبُ اللّٰهِ، رَاشِدُوْنَ، اَنْصَارُ اللّٰهِ وغیرہ وغیرہ۔

مسلم اور مومن میں فرق

اللہ تعالیٰ نے مسلم کا نام مومن بھی رکھا ہے جیسا کہ پچھلے اوراق میں واضح کیا جا چکا ہے لیکن مومن ایک ایسا
نام ہے کہ جس کا اطلاق ہر مسلم پر نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر مومن لازماً مسلم ہوگا لیکن ہر مسلم مومن نہیں ہو سکتا چنانچہ
حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

والحق ان بينهما عموماً وخصوصاً فكل مؤمن مسلم وليس كل مسلم مؤمناً۔
(فتح الباری ۱/۱۱۵)

اور حق بات یہ ہے کہ ان دونوں (یعنی مسلم ومومن) میں عموم وخصوص کی نسبت ہے پس ہر مومن مسلم ہے لیکن ہر مسلم کا مومن ہونا ضروری نہیں

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (حجرات ۱۴)

کہا بدویوں نے ہم ایمان لے آئے کہہ دیجئے تم ایمان نہیں لائے لیکن تم کہو کہ ہم مسلم ہو گئے۔ اور ابھی داخل نہیں ہوا ایمان تمہارے دلوں میں۔

ایمان کا تعلق چونکہ دل سے ہے اور دل کے بھید صرف علیم بذات الصدور ہی جانتا ہے اس لئے جب اعراب یعنی دیہاتیوں نے ایمان کا دعویٰ کیا تو اللہ تعالیٰ نے انکے ایمان کی نفی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم صرف یہ کہو کہ ہم اسلام سے آئے یعنی مسلم ہو گئے کیونکہ ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

ان المسلم يطلق على من اظهر الاسلام وان لم يعلم باطنه فلا يكون مؤمنا لانه ممن لم تصدق عليه الحقيقة الشرعية (فتح الباری ص ۷۹ ج ۱)

جس نے اسلام کا اظہار کیا تو اس پر مسلم ہونے کا اطلاق ہوگا اور اگر اس کے باطن کا حال معلوم نہ ہو تو اس کو مومن نہ کہا جائے گا اس لئے کہ ابھی اس سے شریعت کی حقیقت کی تصدیق نہیں ہوئی۔

امام بخاریؒ اس بات کی وضاحت اس طرح فرماتے ہیں:

بَابٌ اِذَا لَمْ يَكُنِ الْاِسْلَامُ عَلَى الْحَقِيْقَةِ وَكَانَ عَلَى الْاِسْتِسْلَامِ اَوِ الْخَوْفِ مِنَ الْقَتْلِ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى: قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا فَاِذَا كَانَ عَلَى الْحَقِيْقَةِ فَهُوَ عَلٰى قَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ. اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ.

باب: کبھی اسلام سے اس کی حقیقی (شرعی) معنی مراد نہیں ہوتے۔ بلکہ ظاہری تابعداری یا جان کے ڈر سے مان لینا جیسے اللہ تعالیٰ نے (سورۂ حجرات میں) فرمایا گنوار لوگ کہتے ہیں ہم ایمان لائے (اے پیغمبر) اُن سے کہہ دے تم ایمان نہیں لائے یوں کہو ہم اسلام لائے لیکن اسلام جب اپنے حقیقی معنی (شرعی معنی) میں ہوگا تو وہ اسلام ہوگا جو (سورۂ آل عمران کی) اس آیت میں مراد ہے اللہ کے نزدیک (سچا) دین اسلام ہے آخر تک۔

۲۶ - حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ: اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: اَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ، عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطٰى رَهْطًا وَسَعْدٌ جَالِسٌ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا هُوَ اَعْجَبُهُمْ اِلَيَّ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ؟ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا؟ فَقَالَ: اَوْ مُسْلِمًا،

ہم سے بیان کیا ابوالیمان (حکم بن نافع) نے کہا ہم کو خبر دی شعیب نے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو خبر دی عامر بن سعد بن ابی وقاصؓ نے انہوں نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاصؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کو کچھ مال دیا اور سعد بیٹھے ہوئے تھے آپ نے ایک شخص (جعیل بن سراقہ) کو چھوڑ دیا (نہ دیا) وہ ان سب لوگوں میں مجھے زیادہ پسند تھا میں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے فلاں شخص کو چھوڑ دیا قسم خدا کی میں تو اس کو مومن سمجھتا ہوں آپ نے فرمایا یا مسلم پھر تھوڑی دیر میں چپ رہا پھر جو حال میں اس کا جانتا تھا اس نے

فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِي فَقُلْتُ : مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ؟ فَوَاللهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا، فَقَالَ : أَوْمُسْلِمًا، فَسَكَتُّ قَلِيلًا، ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِي، وَعَادَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: يَا سَعْدُ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ، وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يَكُبَّهُ اللهُ فِي النَّارِ۔ وَرَوَاهُ يُونُسُ وَصَالِحٌ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

زور کیا ف میں نے دوبارہ عرض کیا آپ نے فلاں شخص کو کیوں چھوڑ دیا قسم خدا کی میں تو اس کو مومن جانتا ہوں آپ نے فرمایا مسلم، پھر تھوڑی دیر میں چپ رہا پھر جو حال میں اس کا جانتا تھا اس نے زور کیا میں نے تیسری بار وہی عرض کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی فرمایا اس کے بعد یہ فرمایا اے سعد! میں ایک شخص کو کچھ دیتا ہوں اور دوسرے شخص کو اس سے اچھا سمجھتا ہوں مجھے یہ ڈر رہتا ہے کہ کہیں اللہ اس کو اوندھا دوزخ میں نہ دھکیل دے ف اس حدیث کو یونس اور صالح اور معمر اور زہری کے بھتیجے نے (شعیب کی طرح) زہری سے روایت کیا۔

(عکس صحیح بخاری کتاب الایمان ج۱ ص۲۸ عربی اردو طبع تاج کمپنی پاکستان)

سنن نسائی میں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں :

عن سعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم قسما فاعطی ناسا ومنع آخرین فقلت یا رسول اللہ اعطیت فلانا و فلانا ومنعت فلانا وهو مؤمن قال لا تقل مؤمن وقل مسلم قال ابن شهاب قالت الاعراب امنا

(سنن نسائی ج۲ ص۲۶۶ طبع نور محمد کارخانہ کتب کراچی۔ قلت: واسنادہ صحیح)

سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ مال غنیمت) تقسیم فرمایا پس آپؐ نے کچھ لوگوں کو دیا اور دوسروں کو نہ دیا۔ پس میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپؐ نے فلاں فلاں کو دیا اور فلاں کو نہ دیا حالانکہ وہ مومن ہے آپؐ نے فرمایا کہ مومن نہ کہو (بلکہ) مسلم کہو۔ ابن شہاب الزہریؒ (اس حدیث کے راوی) فرماتے ہیں کہ (یہ اسی طرح کی بات ہے جیسی کہ اعراب نے کہی تھی چنانچہ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم ایمان لائے (یعنی مومن بن گئے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بلکہ تم کہو کہ ہم اسلام لائے (یعنی مسلم بن گئے)

اس حدیث سے بھی واضح ہو گیا کہ کسی اسلام کے داعی کو مومن کے بجائے مسلم کہنا زیادہ بہتر ہے اور احتیاط بھی اسی میں ہے کیونکہ ایمان کا تعلق دل سے ہے حافظ صاحبؒ اس حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں :

ولیس معناہ الانکار بل المعنی أن اطلاق المسلم علی من لم یختبر حالہ الخبرۃ الباطنۃ اولی من اطلاق المؤمن لأن الاسلام معلوم بحکم الظاھر (فتح الباری ج۱ ص۸۰)

اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس شخص کے مومن ہونے کا انکار کیا گیا ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ جس شخص کے باطن کی خبر نہ ہو تو اس پر بجائے مومن کے مسلم کا اطلاق کرنا زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ اسلام اپنے حکم ظاہر کے ذریعے معلوم ہے۔

اس حدیث سے ایک نکتہ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب سعد بن ابی وقاصؓ نے اس شخص کے مومن ہونے پر اصرار

کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ تاکید نہ فرمائی کہ میاں ہمارا نام تو اللہ تعالیٰ نے مسلم رکھا ہے لہٰذا تم مومن نام پر کیوں اصرار کر رہے ہو؟ بلکہ آپؐ نے اس کے اظہارِ اسلام کی بناء پر اسے مسلم قرار دیا۔ اسی طرح موصوف کے نظریہ کے مطابق سعد بن ابی وقاصؓ کا (معاذ اللہ) گمراہ ہونا بھی لازم آئے گا۔ کہ انھوں نے دوسرے نام کو اللہ کے رکھے ہوئے مسلم نام پر کیوں ترجیح دی؟ کیا انھیں یہ بات معلوم نہ تھی کہ ان کا نام مسلم رکھا گیا ہے؟

دیہاتیوں نے جب اپنے مومن ہونے کا دعوٰی کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ابھی ایمان تمھارے دلوں میں داخل نہیں ہوا لیکن صحابہ کرامؓ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ (الحجرات: ٧)

اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں اور اگر وہ تمھارا کہا مان لیا کریں بہت سے امور میں تو تم تکلیف اٹھاؤ لیکن اللہ نے محبت ڈال دی تمھارے دلوں میں ایمان کی اور اچھا کر دکھایا اس کو تمھارے دلوں میں اور نفرت ڈال دی تمھارے دلوں میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی یہی لوگ ہیں ہدایت یافتہ۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَاۗدُّوْنَ مَنْ حَاۗدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (المجادلہ: ٢٢)

آپ نہیں پائیں گے کسی قوم کو جو یقین (ایمان) رکھتے ہوں اللہ اور روزِ آخرت پر کہ دوستی کریں ان سے جو مخالفت کرتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی اگرچہ وہ ہوں ان کے باپ، دادا یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے والے۔ یہی لوگ ہیں کہ نقش کر دیا اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان اور ان کی تائید کی اس نے ایک رُوح سے اپنی طرف سے اور داخل کرے گا وہ انہیں بہشتوں میں بہہ رہی ہوں گی جن کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے یہی ہے گروہ اللہ کا سنو! بلاشبہ اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والا ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَنْتَهِبُ

ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی زنا کے وقت مومن نہیں رہتا اور چوری کرنے والا چوری کے وقت مومن نہیں رہتا اور شراب پینے والا شراب پینے کے وقت مومن نہیں رہتا اور رہزن یا لوٹ مار کرنے والا جب کہ اس کو لوٹتے

نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيْهَا أَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ حِيْنَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَإِيَّاكُمْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَا يَقْتُلُ حِيْنَ يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ عِكْرَمَةُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ يُنْزَعُ الْإِيْمَانُ مِنْهُ قَالَ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ أَخْرَجَهَا قَالَ فَإِنْ تَابَ عَادَ إِلَيْهِ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَقَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يَكُوْنُ هٰذَا مُؤْمِنًا تَامًّا وَلَا يَكُوْنُ لَهُ نُوْرُ الْإِيْمَانِ ۔ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۳)

ہوئے لوگ دیکھ رہے ہوں مومن نہیں رہتا اور تم میں سے جو شخص خیانت کرتا ہے وہ خیانت کے وقت مومن نہیں رہتا پس تم لوگ ان تمام باتوں سے بچو۔ (بخاری مسلم)

اور ابن عباسؓ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں اور قاتل جس وقت کہ کسی کو قتل کرتا ہے مومن نہیں رہتا۔ عکرمہؒ راوی کا بیان ہے کہ یہ روایت سن کر میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ ایمان کس طرح (لوگوں کے دلوں سے) نکال لیا جاتا ہے۔ ابن عباسؓ نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر اور کھینچ کر بتایا اور فرمایا کہ اس طرح ایمان کھینچ لیا جاتا ہے اس کے بعد ابن عباسؓ نے فرمایا اور جب آدمی ان گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے تو اسی طرح ایمان دلوں میں واپس چلا جاتا ہے اور ابو عبداللہ (یعنی امام بخاریؒ) کہتے ہیں کہ (اس طرح گناہوں کا مرتکب پورا مومن نہیں ہوتا اور نورِ ایمان اس میں نہیں رہتا۔

(یہ الفاظ بخاریؒ کے ہیں)۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کے وقت انسان سے ایمان رخصت ہو جاتا ہے۔ اگرچہ گناہ کبیرہ کا مرتکب اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ یعنی وہ ارتکابِ گناہ کے وقت بھی مسلم تو ہوتا ہے لیکن مومن نہیں رہتا۔

اور ذیل کی آیات سے بھی واضح طور پر معلوم ہوا کہ ایمان کا تعلق دل سے ہے اگر کوئی شخص اپنے آپ کو تو اعلیٰ درجے کا مسلم تصور کرے اور دوسرے مسلم اس کی نگاہ میں اتنے حقیر ہو جائیں کہ وہ انہیں غیر مسلم تصور کرنے لگے تو ایسے ہی مریضوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ أَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوْا ط قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ ج بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدٰىكُمْ لِلْإِيْمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

(الحجرات ۱۶، ۱۷)

کہہ دیجئے کیا تم جتاتے ہو اللہ پر اپنی دینداری اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمینوں میں ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے وہ آپ پر اپنے مسلم ہو جانے کا احسان جتاتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ جتاؤ۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ہی نے تم پر یہ احسان کیا کہ ایمان کی طرف تمہاری رہنمائی فرمائی اگر تم (اپنے دعویٔ ایمان میں) سچے ہو۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا (النساء ۴۹)

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو پاک (و پارسا) سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ ہی پاک کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور ان پر تاگے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى (النجم ۳۲)

پس تم اپنے آپ کو پاک (و پارسا) خیال نہ کرو کیونکہ وہی خوب جانتا ہے اس کو جو متقی اور پرہیزگار رہا۔

ایک اور مقام پر ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ (النساء ، ۹۴)

اور نہ کہو اس کو جو پیش کرے تم پر سلام کہ تو مومن نہیں ہے۔

ان آیات کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ اپنے آپ کو پاک و پارسا، نیک، ہدایت یافتہ اور مسلم (مطیع و فرمانبردار) سمجھنا اور دوسروں کو بغیر کسی وجہ سے گمراہ اور غیر مسلم خیال کرنا انتہائی نادانی کا سودا ہے اور اس طرح کا کھیل کھیلنے والا خود اپنے ہی لئے جہنم کی راہ ہموار کر رہا ہے۔ اس لئے کہ ہدایت و گمراہی، جنت و جہنم کا مالک وہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہے۔

کوئی شخص اپنے بعض اعمال پر اس درجے اترانے لگے کہ وہ اپنے آپ کو تو ہدایت یافتہ اور جنتی تصور کرے اور دوسروں کو جہنمی اور گمراہ سمجھنے لگے۔ تو ایسا شخص سخت جہالت اور نادانی میں مبتلا ہے اور وہ درحقیقت احمقوں کی جنت میں رہتا ہے چنانچہ اس سلسلہ کی بعض احادیث ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ وَّاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَتَاَلّٰى عَلَيَّ اَنِّيْ لَا اَغْفِرُ لِفُلَانٍ فَاِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَاَحْبَطْتُ عَمَلَكَ اَوْ كَمَا قَالَ

رواہ مسلم (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۰۶)

جندب رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا واقعہ بیان کیا کہ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو نہیں بخشے گا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کون ہے جو مجھ پر قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں فلاں آدمی کو نہیں بخشوں گا۔ پس میں نے بخش دیا فلاں شخص کو اور ضائع کیا تیرے عمل کو۔

اس حدیث کی مزید وضاحت مسند احمد میں موجود ہے۔ چنانچہ ضمضم بن جوس الیمامی رح بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو ہریرہ رض نے کہا کہ اے یمامی تو کسی شخص سے ہرگز نہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم اللہ تجھے نہیں بخشے گا یا تجھے اللہ تعالیٰ کبھی جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ میں نے کہا اے ابو ہریرہ رض ہم میں سے کوئی شخص جب اپنے بھائی سے یا اپنے دوست سے ناراض ہوتا ہے تو یہ بات کہتا ہے۔ ابو ہریرہ رض نے فرمایا کہ یہ بات نہیں کہنی چاہیئے کیونکہ بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بنی اسرائیل میں دو آدمی تھے ان میں سے ایک عبادت گذار اور دوسرا گناہ گار تھا۔ عبادت گذار جب گناہ گار کو گناہ میں مبتلا پاتا تو کہتا کہ اس کو چھوڑ دے۔ گناہ گار کہتا کہ میرے معاملے کو میرے پروردگار پر چھوڑ دو کیا تم مجھ پر نگہبان بنا کر بھیجے گئے ہو۔ ایک دن اس نے اسے ایک گناہ کرتے ہوئے دیکھا جو اس کی نظر میں بڑا گناہ تھا پس اس نے اس سے کہا کہ تیری بربادی تو باز آجا۔

گناہ گار نے کہا کہ میرے معاملے کو میرے رب پر چھوڑ دو ، تم مجھ پر نگہبان بنا کر تو نہیں بھیجے گئے ہو۔ پس عبادت گذار نے کہا: اللہ کی قسم ! اللہ تعالیٰ تمھیں نہیں بخشے گا یا اللہ تعالیٰ تجھے کبھی جنت میں داخل نہیں کرے گا ۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف موت کے فرشتے کو بھیجا، اور اس نے ان دونوں کی ارواح کو قبض کر لیا ۔ اور دونوں کو اپنے پاس جمع کیا ۔ پس اللہ تعالیٰ نے گناہ گار سے فرمایا تو جنت میں میری رحمت کے ساتھ داخل ہو جا اور عبادت گذار سے فرمایا کیا تو میرے بارے میں علم رکھتا تھا (کہ اسے نہیں بخشوں گا) یا جو چیز میرے اختیار میں تھی اس کا تو مالک تھا پس (اے فرشتو) اسے جہنم میں لے جاؤ۔

(مسند احمد ص ۳۲۳-۳۶۳ ج ۲ مشکوٰۃ ص ۴۲۵ ج ۲ ابوداود مع عون المعبود ص ۴۲۷ ج ۴)

اس روایت کی سند صحیح یا حسن ہے امام احمد بن حنبلؒ نے اس روایت کی سند یوں بیان کی ہے :
ثنا ابو عامر ثنا عکرمۃ ابن عمار عن ضمضم بن جوس الیمامی ۔ امام احمد بن حنبلؒ کے استاد ابو عامر العقدیؒ ہیں جن کا پورا نام عبدالملک ابن عمروؒ ہے اور وہ ثقہ اور صحاح ستہ کے راوی ہیں (تقریب ص ۲۱۹) دوسری سند میں امام احمد بن حنبلؒ نے اس حدیث کو اپنے استاذ عبد الصمدؒ سے روایت کیا ہے اور ان کا پورا نام عبد الصمدؒ بن عبد الوارث بن سعید العنبری   ابو سہیل البصری ہے اور وہ صدوق وثبت ہیں اور صحاح ستہ کے راوی ہیں ۔ (تقریب ص ۲۱۳) امام احمد بن حنبلؒ کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنی سند میں ثقہ استاذ کے علاوہ کسی اور سے حدیث روایت نہیں کرتے ابو عامر العقدیؒ اور عبد الصمدؒ العنبری دونوں کے استاذ عکرمہ بن عمارؒ ہیں ۔ جنھیں محدثین نے صدوق ، ثقہ اور لا باس بہ قرار دیا ہے ۔ البتہ یحییٰ بن ابی کثیرؒ سے روایت کرنے میں محدثین نے انہیں ضعیف اور مضطرب قرار دیا ہے   اور یہ حدیث یحییٰ بن ابی کثیرؒ کے واسطے سے نہیں ہے ۔ (ملاحظہ فرمائیں تہذیب التہذیب ص ۲۶۲-۲۶۳ ج ۷ اور میزان الاعتدال ص ۹۰-۹۱ ج ۳ طبع سانگلہ ہل پاکستان) عکرمہ بن عمارؒ کے استاذ ضمضم بن جوس الیمامیؒ ہیں جو ثقہ ہیں اور ابو داودؒ ، ترمذیؒ ، نسائیؒ اور ابن ماجہؒ کے راوی ہیں (تقریب ص ۱۵۵) پس ثابت ہوا کہ یہ حدیث صحیح یا حسن درجہ کی ہے ۔ علامہ المنذریؒ فرماتے ہیں: اس حدیث کو (امام ابو داودؒ کے علاوہ) امام ترمذیؒ ، ابن ماجہؒ نے بھی روایت کیا ہے اور امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے (عون المعبود ص ۴۲۷ ج ۴) مولانا عبید اللہ مبارکپوری فرماتے ہیں اس حدیث کی سند صحیح یا حسن ہے (مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المفاتیح ص ۴۸۱ ج ۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا گناہ گار ضرور تھا لیکن کافر و مشرک نہ تھا پھر اس گناہ کی نوعیت کا بھی علم نہیں کہ وہ کیا گناہ تھا ۔ ممکن ہے کہ وہ معمولی نوعیت کا گناہ ہو اور اس صوفی عبادت گذار نے اسے اپنے خیال میں بڑا گناہ سمجھ لیا ہو جیسا کہ اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے ۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ اس گناہ کا ارتکاب کے فوراً بعد اپنی غلطی کا اسے جیسے ہی احساس ہو جاتا وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لیتا ہو جیسا کہ اس کے الفاظ تھے کہ "میرے معاملے کو میرے رب پر چھوڑ دو" عبادت گذار اگرچہ تبلیغ کا ایک اعلیٰ فریضہ ادا کرتا تھا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس کا انداز تبلیغ مصلحانہ نہیں بلکہ غلط تھا ۔ یوں سمجھیے کہ وہ ایک ڈنڈے مار مبلغ تھا پھر عبادت گذار نے جب اسے ایک مرتبہ گناہ کرتے دیکھا تو اس نے احساس حد تک حقیر سمجھ لیا کہ اس نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے نہیں بخشے گا یا اللہ تعالیٰ تجھے کبھی بھی جنت میں داخل نہیں کرے گا ۔ پس اللہ تعالیٰ کو اس کی

یہ بات اس قدر ناگوار گذری کہ اس نے گناہ گار کو تو اپنی رحمت سے جنت میں داخل کر دیا۔ اور عبادت گذار کو اپنے حق پر دست درازی کرنے کے جرم میں جہنم میں داخل کر دیا۔ اس واقعہ سے یہ حقیقت بھی بے نقاب ہو جاتی ہے کہ انسان چاہے کتنا ہی عبادت گذار اور نیک کیوں نہ ہو وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور خوف زدہ رہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی کسی غلطی کی وجہ سے اس کے تمام اعمال برباد نہ ہو جائیں چنانچہ اس بات کی اہمیت کا اندازہ امام بخاریؒ کے قائم کردہ اس باب سے لگایا جا سکتا ہے:

بَابُ خَوْفِ الْمُؤْمِنِ مِنْ أَنْ يُحْبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ: مَا عَرَضْتُ قَوْلِي عَلَى عَمَلِي إِلَّا خَشِيتُ أَنْ أَكُونَ مُكَذَّبًا. وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: أَدْرَكْتُ ثَلَاثِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَخَافُ النِّفَاقَ عَلَى نَفْسِهِ: مَا مِنْهُمْ أَحَدٌ يَقُولُ إِنَّهُ عَلَى إِيمَانِ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ، وَيُذْكَرُ عَنِ الْحَسَنِ: مَا خَافَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا أَمِنَهُ إِلَّا مُنَافِقٌ وَمَا يُحْذَرُ مِنَ الْإِصْرَارِ عَلَى التَّقَاتُلِ وَالْعِصْيَانِ مِنْ غَيْرِ تَوْبَةٍ لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى. وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ.

باب: مومن کو ڈرنا چاہیئے کہیں اس کے اعمال مٹ نہ جائیں اور اس کو خبر نہ ہو۔ اور ابراہیم تیمی نے کہا، جو واعظ تھے، میں نے اپنی گفتار اور کردار کو جب ملایا تو مجھ کو ڈر ہوا کہیں میں (شریعت کے) جھٹلانے والوں (کافروں) میں سے نہ ہو جاؤں۔ اور ابن ابی ملیکہ نے کہا، میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ سے ملا، ان میں سے ہر ایک کو اپنے اوپر نفاق کا ڈر لگا ہوا تھا، ان میں کوئی یوں نہیں کہتا تھا کہ میرا ایمان جبرئیل یا میکائیل کے ایمان کا سا ہے۔ اور حسن بصری سے منقول ہے نفاق سے وہی ڈرتا ہے جو ایماندار ہوتا ہے اور اس سے نڈر وہی ہوتا ہے جو منافق ہے۔ اس باب میں آپس کی لڑائی اور گناہ پر اڑے رہنے اور توبہ نہ کرنے سے بھی ڈرایا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ آل عمران میں) فرمایا اور وہ اپنے (برے) کام پر جان بوجھ کر اڑا نہیں کرتے۔

(عکس صحیح بخاری ج ۱ صفحہ ۲۲۰۲۱)

اس سلسلہ میں حنظلہؓ کا واقعہ بھی خاص اہمیت کا حامل ہے جسے موصوف نے اپنی کتاب تاریخ الاسلام والمسلمین میں نقل کیا ہے واقعہ یہ ہے:

حضرت حنظلہ اسیدیؓ

حضرت حنظلہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کا تذکرہ کیا۔ حضرت حنظلہؓ اس وقت موجود تھے۔ جب گھر آئے بال بچوں میں دوزخ کا خوفناک منظر ذہن سے اتر گیا۔ باہر نکلے تو حضرت ابوبکرؓ ملے حضرت حنظلہؓ نے ان سے کہا "حنظلہ منافق ہوگیا۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "سبحان اللہ کیا کہتے ہو؟" حضرت حنظلہؓ نے کہا "جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں۔ آپ ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دلاتے ہیں تو جنت و دوزخ ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ گھر آکر بہت کچھ بھول جاتے ہیں۔" حضرت ابوبکرؓ

نے کہا "یہ حالت تو میری بھی ہوتی ہے۔" پھر دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا "اگر تمہاری ہر وقت وہ کیفیت رہتی جو میرے پاس ہوتی ہے تو بستروں پر اور راستوں میں فرشتے تم سے ملاقات کرتے۔ اے حنظلہ! یہ کیفیت کبھی کبھی ہوتی ہے (ہمیشہ نہیں رہ سکتی۔ بس اتنا ہی کافی ہے کہ) کبھی یہ اور کبھی وہ۔"[1]

[1] صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب فضل دوام الذکر من حنظلۃ۔

(عکس تاریخ الاسلام والمسلمین ص۸۹۲)

یہ بات یاد رہے کہ مسلم کے لئے مومن ہونا ضروری ہے کیونکہ جنت میں صرف وہ مسلم داخل ہوگا جو مومن ہوگا چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا (النساء ۱۲۴)

اور جو کوئی نیک کام کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو پس ایسے ہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو شخص بھی نیک عمل کرتا ہو چاہے وہ مرد ہو یا عورت لیکن اس کا مومن ہونا ضروری ہے اور ظاہر بات ہے کہ اسلام کے بہت سے ایسے دعوے دار موجود ہیں جو بظاہر اسلام کا نام لیتے اور اپنے آپ کو مسلم ثابت کرنے کے لئے کچھ اعمالِ صالحہ بھی ادا کرتے ہیں۔ لیکن قرآن کریم نے واضح کر دیا کہ صرف چند ظاہری اعمال بجا لانا اور اپنے آپ کو مسلم کہلانا ہی کافی نہیں بلکہ اسلام پر دل کی سچائی و صداقت کے ساتھ ایمان لانا بھی ضروری ہے اور جو شخص صدق دل سے ایمان اختیار کرے گا وہی مومن ہوگا اور اس کے اعمالِ صالحہ کی اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر و قیمت ہوگی۔ قرآن کریم میں اس مضمون کی آیات سورۃ النحل ۹۷ سورہ طٰہٰ ۱۱۲، سورۃ الانبیاء ۹۴ اور سورۃ المؤمن ۴۰ میں موجود ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي

یہی نیکی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر لو لیکن اصل نیکی تو اس شخص کی ہے کہ جو ایمان لائے اللہ، روز قیامت، فرشتوں، کتابوں اور نبیوں پر اور مال دیا جو اللہ کی محبت میں رشتہ داروں یتیموں، محتاجوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے چھڑانے میں اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور جو اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہوں جب عہد کر لیں، اور تنگ دستی، بیماری اور لڑائی کے

الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ — وقت صبر کرنے والے ہوں یہی لوگ سچے ہیں اور یہی متقی و پرہیز گار ہیں۔

(البقرہ: ۱۷۷)

اس آیت میں بتایا گیا کہ چند ظاہری اعمال کا بجا لانا ہی نیکی نہیں یا بالفاظ دیگر صرف اپنے آپ کو ہی مسلم کہلوانا اور دوسروں کو غیر مسلم قرار دینا اور پھر اپنے اس فعل پر فخر کرنا کوئی نیکی نہیں، نیکی تو اس کی نیکی ہے جو ان حقیقتوں پر سچے دل سے ایمان لائے جس کا اس سے تقاضا کیا گیا ہے اور پھر ایمان اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اعمال صالحہ کا بھی پیکر ہو چنانچہ ایسا ہی شخص اپنے دعویٰ ایمان میں سچا اور اللہ سے ڈرنے والا ہوگا۔ ایک حدیث میں ابو ہریرہؓ نے ایک داعی اسلام یعنی مسلم کا واقعہ بیان کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ شخص اسلام کی حمایت میں کفار سے شدید جنگ کر رہا تھا اور اس کی اس جرأت اور بہادری سے لوگ حیران تھے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق فرمایا کہ وہ جہنمی ہے آخر کار وہ لڑتے لڑتے شدید زخمی ہوگیا اور زخموں کی تاب نہ لاکر اس نے خودکشی کر لی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا حال معلوم ہوگیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کر دے۔

إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ (صحیح بخاری) — بے شک جنت میں مومن کے علاوہ اور کوئی داخل نہ ہوگا۔

اور دوسری روایت میں ہے:

إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ (صحیح بخاری کتاب الجہاد) — بے شک جنت میں نفسِ مسلمہ کے علاوہ اور کوئی داخل نہ ہوگا۔

مطلب یہ کہ جنت میں وہ مسلم داخل ہوگا جو مومن بھی ہوگا چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ وَفِي رِوَايَةٍ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا (صحیح مسلم کتاب الایمان)

تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ مومن نہ بن جاؤ اور تم اس وقت تک مومن نہیں بن سکتے جب تک کہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو اور کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جس پر عمل پیرا ہو کر تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ (وہ چیز یہ ہے کہ) تم آپس میں ایک دوسرے کو کثرت سے سلام کیا کرو۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے کہ تم جنت میں

اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ مومن نہ بن جاؤ۔

اگر کوئی شخص توحید و رسالت کا اقراری ہو اور نماز ادا کرتا ہو تو اس پر مسلم کا اطلاق ہوگا اگرچہ وہ منافق ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ اس سلسلہ کی بعض احادیث ملاحظہ فرمائیں:

عن عبيد الله بن عدي بن الخيار ان رجلا من الانصار حدثه انه أتى النبي صلى الله عليه وسلم وهو في مجلس فسارّه يستأذنه في قتل رجل من المنافقين فجهر رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أليس يشهد أن لا اله الا الله قال بلى يا رسول الله ولا شهادة له فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أليس يشهد أن محمداً رسول الله قال بلى يا رسول الله ولا شهادة له قال أليس يصلي قال بلى يا رسول الله ولا صلوة له فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اولئك الذين نهاني الله عنهم ۔

رواه احمد ورجاله رجال الصحيح واعاده عن عبيد الله بن عدي بن الخيار عن عبد الله بن عدي الانصاري حدثه فذكر معناه (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۴)

وقال الاستاذ ابو طاهر زبير علی زئی رواه احمد فی مسنده (ج ۵ ص ۴۳۲) واسناده حسن

عبید اللہ بن عدی بن الخیار سے روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی بیان فرماتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ اس وقت ایک مجلس میں تشریف فرما تھے پس وہ آپ سے خفیہ طور پر ایک منافق کی قتل کی اجازت مانگنے لگے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا کہ کیا وہ اس بات کی شہادت نہیں دیتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟ انصاریؓ نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسولؐ لیکن اس کی شہادت (کی کوئی اہمیت) نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا وہ اس بات کی شہادت نہیں دیتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں انصاریؓ نے جواب دیا کیوں نہیں اللہ کے رسول لیکن اس کی شہادت (کی کوئی اہمیت) نہیں آپؐ نے دریافت فرمایا کہ کیا وہ نماز نہیں پڑھتا انصاریؓ نے کہا کیوں نہیں لیکن اس کی نماز (کی کوئی اہمیت) نہیں ہے اے اللہ کے رسولؐ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہی وہ لوگ ہیں جن (کے قتل) سے اللہ تعالیٰ نے مجھے روکا ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک موقع پر عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین نے یہ بات کہی کہ اللہ کی قسم اگر اب ہم لوگ مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو عزت والا وہاں سے ذلیلوں کو نکال دے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو عمرؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ — اس کو چھوڑ دو، کہیں لوگ یہ نہ کہنے لگیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ المنافقین)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ منافقین جو اگرچہ آستین کے سانپ ہوا کرتے ہیں لیکن ان کی توحید ورسالت کے اقرار اور نماز پڑھنے کی وجہ سے انھیں اسلامی معاشرے میں مسلم تصور کیا جائے گا جیسا کہ عبداللہ بن ابی اور دیگر منافقین کے واقعات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے ۔ عبداللہ بن ابی اگرچہ رئیس المنافقین تھا اور اسلام اور مسلمین کو نقصان پہنچانے کا وہ کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا لیکن اس کے باوجود بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو اس کے قتل سے روک دیا تھا کہ کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے اصحاب (ساتھیوں) کو بھی قتل کر دیتے ہیں۔ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کو اپنا ساتھی قرار دیا حالانکہ وہ رئیس المنافقین تھا۔ جب منافقین تک سے احتیاط کا یہ عالم ہے تو جو شخص مخلص مسلم ہو اس کے بارے کتنی سخت احتیاط کی ضرورت ہوگی اس سلسلہ کی ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں جسے موصوف نے تاریخ الاسلام والمسلمین میں نقل کیا ہے اور ترجمہ بھی موصوف ہی کا ہے:

(۱) حضرت ابوسعید الخدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو یمن روانہ کیا، انہوں نے وہاں پہنچ کر رنگے ہوئے چمڑے (کے ایک ٹکڑے) میں کچھ سونا جس میں سے مٹی علیحدہ نہیں کی گئی تھی روانہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سونے کو عیینہ بن بدرؓ اقرع بن حابسؓ، زید الخیلؓ اور علقمہؓ میں تقسیم فرما دیا (بعض) قریش اور انصار نے چپکے سے (آپس میں) کہا "نجد کے سرداروں کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیا"۔ آپؐ کو خبر ہوئی تو آپؐ نے فرمایا "میں ان کی تالیف کر رہا ہوں"۔ ایک شخص نے کہا ہم (اس سونے کے) زیادہ حقدار تھے۔ اس شخص کی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے حالانکہ میں اس کا امین ہوں جو آسمان میں ہے۔ صبح وشام آسمان کی خبریں میرے پاس آتی ہیں (بھلا میں نبی ہو کر حق تلفی کر سکتا ہوں)"۔ پھر قبیلہ بنو تمیم کا ایک شخص جس کا نام عبداللہ بن ذی الخویصرہ تھا کھڑا ہوا، اس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، کلوں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں، پیشانی باہر کو نکلی ہوئی تھی، ڈاڑھی گھنی تھی، سر منڈا ہوا تھا، تہبند اونچا تھا اس نے کہا اے اللہ

کے رسولؐ، اللہ سے ڈرو اور انصاف کرو" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تجھ پر افسوس! اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو پھر کون کرے گا، کیا میں تمام روئے زمین پر سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے کا حقدار نہیں ہوں" پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا گیا حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن اڑا دوں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "رہنے دو" پھر حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہو سکتا ہے کہ یہ نماز پڑھتا ہو؟ حضرت خالدؓ نے کہا "کتنے ہی نمازی ہیں جو زبان سے ایسی بات کہتے ہیں جو اُن کے دل میں نہیں ہوتی (یعنی بہت سے نمازی منافق بھی ہوتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دلوں میں نقب لگاؤں اور نہ یہ کہ ان کے پیٹوں کو چیر دوں" (بخاری و مسلم)

(عکس الدین الخالص دوسری قسط صفحہ ۳۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو جو اپنے آپ کو مسلم تو سمجھتا ہے لیکن اس میں چند اخلاق رذیلہ کی موجودگی کی وجہ سے اسے منافق قرار دیا ہے۔

۴۸/۵ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ زَادَ مُسْلِمٌ وَّاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ ثُمَّ اتَّفَقَا اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں اور مسلم کی روایت میں ان الفاظ کے بعد یہ لفظ ہیں کہ اگرچہ وہ شخص روزہ رکھتا ہو، نماز پڑھتا ہو اور اپنے مسلمان ہونے کا دعوی کرتا ہو (اور اس میں ان علامتوں میں سے کوئی علامت پائی جائے تب بھی وہ منافق ہی ہے) اس کے بعد بخاری اور مسلم دونوں کے متفقہ الفاظ یہ ہیں: بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف وعدہ کرے، کوئی امانت اس کے پاس رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

۴۹ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَّمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص میں چار باتیں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چاروں باتوں میں سے کوئی ایک بات پائی جائے اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی۔ جب تک کہ وہ ان باتوں کو یا ان میں سے جو بات اس میں پائی جائے اس کو ترک نہ کرے (اور وہ چار باتیں یہ ہیں) امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ بات کرے تو جھوٹ بولے۔ عہد کرے تو اس کو توڑ دے اور کسی سے لڑے تو گالیاں بکے (بخاری و مسلم)

(عکس مشکوٰۃ ص ۳۴-۳۵ / ج ۱ عربی، اردو)

اہلِ علم نے اس سلسلہ میں وضاحت فرمائی ہے کہ ایسا شخص جو اسلام کو تو سچے دل سے مانتا ہے لیکن اس کے باوجود اس میں یہ اخلاقِ رذیلہ موجود ہیں تو اسے اعتقادی منافق نہیں کہیں گے بلکہ وہ عملی منافق قرار پائے گا۔ اور جن اخلاقِ رذیلہ کا ذکر ہوا ہے وہ مومن میں نہیں پائی جاتیں۔ چنانچہ الامام الباہلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْخِلَالِ كُلِّهَا إِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكَذِبَ ۔ رواہ احمد (فی مسندہ ص۲۵۲ ج۵) والبیہقی فی شعب الایمان

مومن سوائے خیانت اور جھوٹ کے تمام خصلتوں پر پیدا کیا جاتا ہے۔

عن سعد بن ابی وقاص (مشکوٰۃ المصابیح ص۱۳۶۴ ج۳ طبع بیروت)

اسی طرح کی موقوف روایات امام ابن ابی شیبہؒ نے کتاب الایمان (ص۲۷،۲۶) میں عبداللہ بن مسعود اور سعد بن ابی وقاصؓ سے نقل کی ہیں۔ معلوم ہوا کہ مومن کو اللہ تعالیٰ اخلاقِ رذیلہ سے پاک وصاف رکھتا ہے ایک حدیث میں ہے:

لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ

مومن نہ تو طعن کرنے والا ہوتا ہے نہ لعنت کرنے والا نہ فحش بکنے والا، نہ زبان دراز۔

رواہ الترمذی والبیہقی فی شعب الایمان (مشکوٰۃ المصابیح ص۱۳۶۲ ج۳ وکتاب الایمان لابن ابی شیبۃ

وقال البانی: والحدیث صحیح الاسناد ص۳۶ طبع المکومین)

مؤمن اور قرآن مجید

قرآن کریم کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کا لفظ اپنے مختلف صیغوں کے ساتھ قرآن کریم میں تقریباً پانچ سو چھتیس بار استعمال ہوا ہے اور ان صیغوں میں مومن کا لفظ بائیس ۲۲ بار، مؤمنون پینتیس ۳۵ بار اور مومنین ایک سو چوالیس ۱۴۴ بار، مؤمنین ایک بار، مؤمنہ چھ بار اور مؤمنات بائیس ۲۲ بار استعمال ہوا ہے۔ اور اسطرح لفظ مؤمن گویا مختلف صیغوں میں کل دو سو تیس ۲۳۰ بار استعمال ہوا ہے موصوف نے مسلم نام کیلئے انیس ۱۹ آیات ہی نقل کی ہیں۔ اور ان میں سے بھی مسلم نام کو بعض جگہ کشید کرنے کی کوشش کی ہے جبکہ مومن نام کی آیات اگر جمع کرنا شروع کر دی جائیں تو اس کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہوگی۔ اسلام کا لفظ اپنے مختلف صیغوں کے ساتھ تقریباً اٹھاسی ۸۸ بار قرآن کریم میں استعمال ہوا، اور اس میں سے بھی لفظ مسلم صرف دو ۲ بار، مسلمین ایک بار، مسلمون پندرہ ۱۵ بار، مسلمین اکیس بار، مسلمۃ ایک بار اور مسلمات دو بار استعمال ہوا ہے اور اس طرح لفظ مسلم مختلف صیغوں میں کل بیالیس ۴۲ بار استعمال ہوا ہے موصوف کو قرآن کریم میں صرف مسلم نام

کی آیات تو دکھائی دیں لیکن مومن نام کی آیات پر ان کی نگاہ نہ پڑ سکی۔ جیسا کہ ان کے ہم عادت دوست ڈاکٹر عثمانی نے قرآن کریم میں سے دو زندگیوں والی آیات سے عذاب قبر ہی کا انکار کر دیا۔ یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ جس پروردگار نے ہمارا نام مسلم رکھا ہے وہ قرآن کریم میں ایک مرتبہ بھی ہمیں مسلم نام سے نہیں پکارتا اور کسی مقام پر بھی نہیں کہتا کہ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا اے وہ لوگو جو اسلام لائے ہو یا۔ یَآ اَیُّھَا الْمُسْلِمُوْنَ اے مسلمون بلکہ وہ ہمیں جب بھی خطاب کرتا ہے تو کہتا ہے یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو یا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ اے مومنون، اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اس نے یقیناً ہمارا نام مسلم رکھا لیکن مسلم کے علاوہ دوسرے نام بھی اسی کے رکھے ہوئے ہیں اسی لئے تو وہ ہمیں قرآن کریم میں جگہ جگہ مومن کے نام سے پکارتا ہے اور کبھی کبھی وہ ہمارے دیگر صفاتی نام کا بھی تذکرہ کرتا ہے مثلاً کبھی وہ ہم سے یوں خطاب کرتا ہے: یا عبادی، کنتم خیر امۃ (تم خیر امت ہو) وکذلک جعلنا کم امۃ وسطا (اور اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا) کونوا انصار اللّٰہ (تم انصار اللّٰہ بن جاؤ) اور صحابہ کرامؓ کا تذکرہ ہوتا ہے تو اللّٰہ تعالیٰ ان کے صفاتی ناموں کا اس طرح تذکرہ فرماتا ہے۔ من المھاجرین والانصار، وغیرہ، اب ہم چند ایسی چیدہ چیدہ آیات جن میں لفظ مومن استعمال ہوا ہے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں:۔

مومن اور ایمانیات

قرآن کریم میں ایمانیات کا تذکرہ صرف مومن کے حوالے سے کیا گیا ہے چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۔۔۔ (البقرہ - ۲۸۵)

رسول ایمان لایا اس (کتاب) پر جو اس پر اس کے رب کی طرف سے نازل کی گئی اور سب مومن بھی، ہر ایک ایمان لایا اللّٰہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر (اور سب کہتے ہیں کہ) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان بھی تفریق نہیں ڈالتے (کہ بعض کو مانیں اور بعض کو نہ مانیں)۔

(۲) لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِیْهِمْ

لیکن ان میں سے جو علم میں پکے ہیں اور مومن وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ پر نازل کیا گیا اور اس پر جو آپ سے پہلے نازل ہوا اور نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللّٰہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں یہی لوگ ہیں جنھیں ہم آخرت

اَجْرًا عَظِيْمًا (النسآء : ۱۶۲)
میں بہت بڑا اجر دیں گے۔

(۳) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا (النسآء : ۱۳۶)

اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی۔ اور اس کتاب پر جو (اس کتاب سے) پہلے نازل کی اور جو کوئی انکار کرے اللہ کا اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور روز قیامت کا، وہ گمراہی میں بھٹک کر بہت دور نکل گیا۔

اس سلسلہ کی سورۃ البقرہ کی ایک آیت ۱۷۷ پیچھے گذر چکی ہے معلوم ہوا کہ ان حقیقتوں پر صرف مومن یقین رکھتے ہیں۔

مومن اور صلوٰۃ : قرآن کریم میں ہے کہ نماز مومنوں پر فرض کی گئی ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (النسآء : ۱۰۳)

بے شک نماز مومنوں پر فرض کی گئی ہے مقررہ وقتوں میں۔

اس سلسلہ کی سورۂ نساء کی آیت نمبر ۱۶۲ پیچھے گذر چکی ہے سورۃ الجمعہ میں مومنین کو صلوٰۃ الجمعہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے نماز سے پہلے چونکہ وضو، غسل یا تیمم کی ضرورت پڑتی ہے اس لئے ارشاد ہوتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ (المائدہ : ۶)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم نماز کے لئے اٹھو تو چاہیئے کہ اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک دھو لو، سروں پر ہاتھ پھیر لو اور پاؤں ٹخنوں تک دھو لیا کرو اگر جنابت کی حالت میں ہو تو نہا کر پاک ہو جاؤ۔ اگر بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص رفع حاجت کر کے آیا ہے یا تم نے عورتوں کو ہاتھ لگایا ہو اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو، پس اس پر ہاتھ مار کر اپنے منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے وضو، غسلِ جنابت اور تیمم کا حکم بھی مومنین ہی کو دیا ہے:

مومن اور زکوٰۃ

وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ ؛ (النساء: ۱۶۲)

اور مومن ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ پر نازل کیا گیا ہے اور اس پر جو آپ سے پہلے نازل ہوا اور نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

مومن اور صیام:

روزے بھی اللہ تعالیٰ نے مومنین پر فرض کئے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ ؛ (البقرۃ: ۱۸۳)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔

مومن اور حج:

روزہ کے حکم کے بعد ہی اہل ایمان سے ارشاد ہوا:

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (البقرہ: ۱۹۶)

اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کے لئے

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ط (آل عمران: ۹۷)

لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے۔

سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۸۴ میں قُلْ آمَنَّا بِاللّٰهِ (آپ کہہ دیجئے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے) کا بیان گزرنے کے بعد حج کی فرضیت کا اعلان کیا گیا۔

مومن اور جہاد:

روزوں کی فرضیت کے بعد جہاد کا اعلان ان الفاظ میں کیا گیا:

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ؛ (البقرہ: ۱۹۰)

اور تم قتال کرو اللہ کی راہ میں۔

اس سلسلہ کی اور بھی بیشمار آیات ہیں جن میں سے بعض میں اہل ایمان کا ذکر کرکے جہاد کا بیان کیا گیا ہے:

خسارے سے صرف مومنین ہی محفوظ رہ سکتے ہیں

وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝

قسم ہے زمانہ کی کہ بلاشبہ انسان گھاٹے میں ہے

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۵ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (سورۃ العصر)	مگر جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے اور آپس میں حق کی وصیت کی اور صبر کی وصیت کی۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر ارشاد فرمایا ہے کہ تمام انسان خسارہ اور نقصان میں ہیں مگر خسارے سے صرف وہی لوگ بچ سکتے ہیں جو ایمان لائے یعنی مومنین جنھوں نے اعمالِ صالحہ اختیار کئے اور حق کی وصیت اور صبر کی وصیت کرتے رہے۔ اس سورہ میں مسلمین کا کوئی تذکرہ نہیں بلکہ خسارہ و نقصان سے صرف مومنین کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے ایک اور مقام پر ارشاد ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (المومنون: ۱) مومنون یقیناً کامیاب ہو گئے

پردہ اور مومن:

پردے کا حکم بھی مومنہ عورتوں کے لئے ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ؕ (احزاب: ۵۹)	اے نبیؐ! کہدیجئے اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہ لٹکا لیا کریں اپنے اوپر سے کچھ اپنی چادریں۔

اللہ تعالیٰ ثبات بھی صرف مومنین کو دیتا ہے

یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَیُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ ۙ۫ وَیَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ (ابراھیم: ۲۷)	ثابت رکھتا ہے اللہ (ایمان پر) اُن کو جو ایمان لائے قولِ محکم کے ذریعے دنیا کی زندگی میں اور آخرت (کی زندگی) میں بھی اور گمراہ کرتا ہے اللہ ظالموں کو اور کرتا ہے اللہ جو چاہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومنین کو قولِ ثابت (کلمہ طیبہ) کے ذریعے دنیا کی زندگی میں ثابت و مضبوط رکھتا ہے آخرت کی زندگی کا آغاز چونکہ مرنے کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے اور قبر بھی آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے لہذا قبر میں سوال و جواب کے وقت بھی اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو ثابت رکھتا ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ یہ آیت عذابِ قبر کے بارے میں نازل ہوئی۔ (بخاری)

مومنین سے سلسلے کی بے شمار آیات قرآن کریم میں موجود ہیں لہذا ہم ان میں سے صرف چند آیات کو بلا عنوان نقل کرتے ہیں۔

(۱) فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ (البقرہ: ۱۳۷)

پس اگر وہ بھی ایمان لے آئیں جس طرح کہ تم ایمان لائے ہو تو وہ بھی ہدایت پا گئے اور اگر وہ روگردانی کریں تو پھر وہی ہٹ دھرمی پر ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کے ایمان کو جو سچے اور پکے مومن تھے، معیار قرار دیتے ہوئے یہودیوں کو ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم بھی صحابہ کرامؓ والا ایمان اختیار کر لو تو ہدایت پا لوگے۔ معلوم ہوا کہ مومنین کا ایمان معیاری ایمان ہے

(۲) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات: ۱۰)

مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں

اور حدیث میں ہے:

اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ (بخاری و مسلم)

مسلم، مسلم کا بھائی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مومن کو مومن کا بھائی قرار دیا ہے جبکہ حدیث میں مسلم کے الفاظ آئے ہیں تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو ایسا مسلم مطلوب ہے جو مومن بھی ہو۔

(۳) وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (التوبہ: ۷۱)

اور مومن مرد اور مومنہ عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

(۴) وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ (آل عمران: ۶۸)

اور اللہ مومنین کا دوست ہے۔

(۵) وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران: ۱۳۹)

اور سست نہ ہو اور غم نہ کرو، غالب تم ہی رہو گے اگر تم مومن ہوئے

(۶) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (آل عمران: ۱۶۴)

بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا جبکہ ان میں ایک رسول انہی میں کا مبعوث فرمایا۔

(۷) وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (نساء: ۱۱۵)

اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے دراں حالیکہ اس پر راہ راست واضح ہو چکی ہو اور مومنین کی روش کے سوا کسی اور روش پر چلے تو اس کو ہم اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین جائے قرار ہے۔

یہ آیت اجماع امت یعنی اجماع المؤمنین کے لئے نص ہے معلوم ہوا کہ مومنین کا اجماع حجت ہے ذکر (نام نہاد) مسلمین کا۔

(۸) یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (الانفال: ۶۴)

اے نبی! کافی ہے آپ کو اللہ اور جو آپ کے حکم پر چلتے ہیں مومنین۔

(۹) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا (بنی اسرائیل: ۸۲)

اور ہم نازل کرتے ہیں قرآن جو کہ شفا اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے اور نہیں بڑھتے ظالم مگر خسارہ میں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

یَآ اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (یونس: ۵۷)

اے لوگو! آچکی ہے تمھارے پاس نصیحت تمھارے رب کی طرف سے اور شفا اس کی جو سینوں میں ہے اور ہدایت و رحمت مومنین کے لئے۔

(۱۰) رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ (الحشر: ۱۰)

اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین اور منافقین کے لئے جہاں دعاءِ مغفرت مانگنے سے روکا ہے وہاں دوسری طرف مومنین کے لئے دعاءِ مغفرت مانگنے کا حکم دیا ہے۔

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (محمد: ۹)

اور معافی مانگیے اپنے اور مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے گناہوں کی۔

قرآن کریم میں مغفرت کا ذکر مومنین کے حوالے سے کیا گیا ہے اور مسلم کے لئے مغفرت مانگنے کا کوئی ذکر نہیں۔

(۱۱) مدد بھی صرف مومنین کی کی جاتی ہے:

وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ (الروم: ۴۷)

اور مومنین کی مدد کرنا ہم پر لازم ہے

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

ثُمَّ نُنَجِّیْ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کَذٰلِکَ حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ (یونس: ۱۰۳)

پھر ہم نجات دیتے ہیں اپنے رسولوں کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے۔ اسی طرح حق ہے ہم پر نجات دینا مومنین کو۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مومن رہنے کا حکم دیا ہے :

وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ‎(یونس : ۱۰۴)‏
اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں مومنین میں سے ہوں

(۱۳) لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ‎(الفتح : ۱۸)‏
بیشک اللہ تعالیٰ مومنین سے راضی ہوا جب کہ وہ آپ (کے ہاتھ پر) درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے پس اس نے جان لیا جو کچھ ان کے دلوں میں ہے پھر اس نے اطمینان نازل کر دیا ان پر اور ان کو جلدی فتح عنایت فرمائی۔

(۱۴) وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ‎(الاحزاب : ۵۸)‏
اور جو لوگ بغیر کسی قصور کے مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو ایذا پہنچاتے ہیں وہ اپنے سر بہتان اور کھلا گناہ لیتے ہیں۔

کسی مومن پر شرک وکفر کے فتوے سے بڑا بہتان اور کیا ہوگا۔ لہٰذا جو شخص کسی مومن پر شرک وکفر کا فتویٰ داغتا ہے تو وہ مومنین کو سخت تکلیف پہنچاتا ہے۔

(۱۵) هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ‎(الفتح : ۴)‏
وہی ہے جس نے مومنین کے دلوں میں اطمینان ڈال دیا تاکہ اور زیادہ ہو ایمان ان کے ایمان کے ساتھ۔

ہم نے اختصار سے کام لیتے ہوئے صرف چند چیدہ چیدہ آیات جن میں مومنین کا ذکر تھا بیان کی ہیں اور امید ہے کہ ان آیات سے بہت سی گتھیاں سلجھ گئی ہوں گی۔

مومن اور احادیثِ رسولؐ

احادیث نبویہؐ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ احادیث میں مومن نام کی جس قدر تکرار ہے وہ شمار سے باہر ہے اور کوئی شخص بھی ان تمام احادیث کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اور ہم یہاں احادیث نقل کرنے کے بجائے صرف چند نکات ہی کی طرف اشارہ کرتے ہیں تاکہ بات کی تہہ تک پہنچنے میں مدد مل سکے۔

(۱) اُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ : اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اعلیٰ وارفع مقام عنایت فرمایا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں اور آپؐ کی وجہ سے آپؐ کی ازواجِ مطہرات

کو بھی منفرد مقام عنایت کیا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ (الاحزاب: ۶)	نبیؐ مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپؐ کی بیویاں ان (مومنین) کی مائیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو امہات المومنین کا نام دیا اور یہ نام اتنا مشہور و معروف ہے کہ اسلام سے معمولی سا تعلق رکھنے والا بھی امہات المومنین یا ام المومنین کے الفاظ سنتے ہی سمجھ جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے متعلق گفتگو ہو رہی ہے کسی صحابیؓ یا محدث سے یہ بات ثابت نہیں کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کا تذکرہ کرتے ہوئے انہیں ام المومنین کے بجائے ام المسلمین کہا ہو۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ موصوف اور ان کی پارٹی اب امہات المومنین کو کتاب المسلمین اور مسجد المسلمین کی طرح امہات المسلمین کا نام دے دیں اس سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ قرآن و حدیث میں مؤمن نام کو مسلم نام سے بھی زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

(۲) امیر المؤمنین :- امہات المومنین کی طرح امیر المومنین کا نام بھی صحابہ کرام میں جانا پہچانا تھا اور صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد کے ادوار کے لوگ خلفاءِ راشدین اور بعد کے خلفاء کو امیر المومنین کے نام سے یاد کیا کرتے تھے اور آج کا ایک معمولی مسلم بھی اس سے واقف ہے کیونکہ ام المومنین کی طرح امیر المومنین کا نام بھی مشہور و معروف ہے۔ اس نام کی ابتدا کیسے ہوئی یہ بھی ایک دلچسپ واقعہ ہے۔ چنانچہ علامہ ہیثمیؒ تسمیۃ بامیر المومنین کے باب کے تحت ابن شہابؒ سے نقل کرتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے ابو بکر بن سلیمان بن ابی حثمہؒ سے کہا کہ وہ سب سے پہلے خلیفہ کون ہیں جنھیں امیر المومنین لکھا گیا؟ ابو بکر بن سلیمانؒ نے کہا کہ مجھے الشفاء بنت عبداللہؓ نے خبر دی جو کہ مہاجراتِ اول میں شامل ہیں کہ لبید بن ربیعہؓ اور عدی بن حاتمؓ مدینہ آئے:

فاتیا المسجد فوجدا عمرو بن العاص فقالا یا ابن العاص استأذن لنا علی امیر المؤمنین فقال انتما واللہ أصبتما اسمہ فھو الامیر ونحن المؤمنون فدخل عمرو علی عمر فقال السلام علیک یا امیر المومنین فقال عمر ما ھذا فقال انت الامیر ونحن المومنون فجری الکتاب من	پھر وہ دونوں مسجد آئے اور انھوں نے وہاں عمرو بن العاصؓ کو پایا۔ پس انھوں نے کہا اے ابن العاصؓ آپ ہمارے لئے امیر المومنین سے اجازت مانگیں (کیونکہ ہم ان سے ملنا چاہتے ہیں) عمرو بن العاصؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم تم نے ان (عمرؓ) کے نام کے بارے میں درست بات کہی ہے کیونکہ وہ امیر ہیں اور ہم مومنین۔ پھر عمرو بن العاصؓ عمرؓ کے پاس آئے اور السلام علیک یا امیر المومنین کہا، عمرؓ نے کہا کہ

يومئذ. رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح
(مجمع الزوائد ص ۶۱ ج ۹)

یہ کیا ہے؟ (یعنی تم نے یہ کیا نئی بات کہی ہے)
عمرو بن العاصؓ نے کہا کہ آپ امیر ہیں اور ہم مومن۔
چنانچہ اسی دن سے خلیفہ کے لئے امیر المؤمنین کا لکھنا جاری ہو گیا۔

اس روایت سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ عمرو بن العاصؓ نے امیرالمومنین کو نام قرار دیا اور یہ نام ان کو اتنا اچھا معلوم ہوا کہ انھوں نے اللہ کی قسم کھا کر اس نام کو درست قرار دیا اور ان تینوں کے بعد عمرؓ نے بھی اس نام پر صاد کر دیا اور پھر تمام مسلمین کا اس نام پر اجماع ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج یہ نام اُم المومنین نام کی طرح ضرب المثل ہے۔ اگر موصوف ہوتے تو شاید عمرو بن العاصؓ سے بھی اختلاف کرتے اور کہتے کہ میاں تم نے امیرالمومنین کو نام کیسے قرار دے دیا۔ ہمارا نام تو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی رکھا ہے اور وہ نام ہے مسلم، اسے کہتے ہیں

ظرف جو خالی ہو صدا دیتا ہے

ممکن ہے کہ کل موصوف اپنے نام مسعود احمد کا بھی انکار کر دیں اور کہنے لگیں کہ "میرا نام اب صرف مسلم ہے لہٰذا اب مجھے مسعود احمد نہ کہا جائے" کسی نے خوب کہا ہے:

اب سنگ مداوا ہے اس آشفتہ سری کا

کسی ایک صحابیؓ یا محدث سے یہ بات ثابت نہیں ہے کہ انھوں نے امیرالمومنین کے بجائے امیرالمسلمین کے الفاظ استعمال کئے ہوں۔ اگر موصوف اپنے مطالعے کے زور سے یہ ثابت کریں تو ہم ان کے شکرگذار ہوں گے مگر وہ ایسا نہیں کر سکیں گے ولو کان بعضهم لبعض ظهيرا۔

یہ اور بات ہے کہ خود موصوف آج کل امیرالمسلمین یا امیر جماعت المسلمین بنے ہوئے ہیں اور اس کی بھی ایک خاص وجہ ہے اور وجہ صاف ظاہر ہے کہ وہ تا قیامت تک کبھی امیرالمومنین تو بن نہیں سکتے کیونکہ امیرالمومنین کے معنی ایک عام مسلم بھی سمجھتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ امیرالمومنین مسلمین کے خلیفہ، بادشاہ یا سلطان کو کہتے ہیں۔ جب کہ موصوف کی بادشاہت صرف اپنے گھر کی چار دیواری تک محدود ہے بلکہ ممکن ہے کہ اب انھیں گھر سے بھی زبردستی ریٹائر کر دیا گیا ہو اور اب وہ صرف اپنے چاہنے والوں ہی کے بے تاج بادشاہ ہوں۔

خلاصہ: امیرالمؤمنین، نام اللہ تعالیٰ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نہیں رکھا تھا البتہ ضرورت کے تحت اس نام کو قبول کیا گیا اور پھر اس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہو گیا اور یہی حال اہل السنۃ والجماعۃ اور اہل الحدیث وغیرہ ناموں کا ہے۔

حدیث تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ کا مطلب

اسلام نے اجتماعیت پر بہت زور دیا ہے اور مسلمین کو ہدایت کی ہے کہ وہ مختلف

سیاسی جماعتوں اور ٹولیوں میں بٹنے کے بجائے مسلمین کی اجتماعیت کے ساتھ رہیں اجتماعیت یا جماعت کا مطلب یہ ہے کہ مسلمین کی ایسی امارت، حکومت یا خلافت جس میں مسلمین کے مرنے والے خلیفہ نے مجلس شوریٰ کے مشورہ سے یا مجلس شوریٰ پہلے خلیفہ کی وفات کے بعد اپنے میں سے ایک بہتر شخص کو خلافت کے لئے نامزد کردے اور لوگ اس کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کرلیں تو یہ ایک اجتماعیت یا جماعت ہے اب مسلمین کو ایسے خلیفہ یا ریاست کا مطیع وفرمانبردار رہنا چاہیئے اور خلیفہ کی بعض بدعمالیوں کے باوجود بھی اس کے خلاف خروج نہیں کرنا چاہیئے۔ جب تک کہ یہ خلفاء نماز کو قائم رکھیں اور جب ایسا وقت آجائے کہ ملک میں بے شمار سیاسی جماعتیں معرضِ وجود میں آجائیں اور مسلمین کسی ایک خلیفہ پر متفق ہونے کے بجائے مختلف سیاسی جماعتوں میں بٹ جائیں اور ملک میں طوائف الملوکی کا دور دورہ ہو تو ایسے وقت میں ایک مسلم کا طرزِ عمل کیا ہونا چاہیئے؟ چونکہ ایسا دور فتنہ و فساد کا دور ہوگا لہٰذا ایسے دور کے متعلق بھی اسلام نے ہدایات دی ہیں جس کا بیان بخاری ومسلم کی اس روایت میں موجود ہے:

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عموماً لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق سوال کرتے تھے اور میں اس خوف سے

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ

کہ کہیں شر میں نہ مبتلا ہو جاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شر کے متعلق سوال کرتا تھا۔ ایک دن میں نے پوچھا "اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت میں

مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا

مبتلا تھے اور برائیوں میں گھرے ہوئے تھے۔ اللہ نے اس خیر (یعنی اسلام) سے ہمیں مشرف فرمایا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟" رسول اللہ صلی اللہ

اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ

علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں"۔ میں نے پوچھا "کیا اس شر کے بعد پھر خیر آئے گی؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں، لیکن اس میں کدورت

ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ نَعَمْ وَفِيهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ:

ہوگی"۔ میں نے پوچھا "کدورت کیا ہوگی؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایسے لوگ بھی ہوں گے جو میرے طریقہ کے بجائے دوسرے

قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ

طریقوں کی طرف راہنمائی کریں گے، تم ان کی بعض باتوں کو اچھا سمجھو گے اور بعض باتوں کو برا سمجھو گے"۔ میں نے کہا "کیا اس خیر کے بعد

ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا

پھر شر ہوگا؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں، لوگ اس طرح گمراہی پھیلائیں گے گویا کہ وہ دوزخ کے دروازہ پر کھڑے ہوکر لوگوں

قَذَفُوهُ فِيهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا؟ قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا

کو بلا رہے ہیں، جو ان کی پکار پر لبیک کہے گا وہ اسے جہنم میں ڈال دیں گے"۔ میں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول! کچھ ان کی صفت بیان

وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ

فرمائیے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ ہماری قوم کے لوگ ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں باتیں کریں گے (یعنی بظاہر مسلم

جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا

ہوں گے اور اسلام کی باتیں کریں گے"۔ میں نے پوچھا "اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو مجھے آپ کس بات کا حکم دیتے ہیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

إِمَامٌ؟ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ

نے فرمایا "تمہیں جماعت المسلمین اور اس کے امام سے چمٹے رہنا ہوگا" میں نے پوچھا "اگر جماعت المسلمین ہو نہ اس کا امام (تو میں کیا کروں؟)" رسول اللہ صلی اللہ

شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذٰلِكَ ○

علیہ وسلم نے فرمایا "ایسی حالت میں تم تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جانا خواہ تمہیں درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانی پڑیں حتی کہ جب تمہیں موت آئے تو اسی حالت میں ہو۔

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيْحِهِ - كِتَابُ الْفِتَنِ - بَابُ كَيْفَ الْأَمْرُ إِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ ۔ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي صَحِيْحِهِ بِهٰذَا الْمَعْنَى ۔

كِتَابُ الْإِمَارَةِ - بَابُ الْأَمْرِ بِلُزُوْمِ الْجَمَاعَةِ ☆ صحیح بخاری - کتاب الفتن باب کیف الامر اذا لم تکن جماعۃ - صحیح مسلم - کتاب الامارۃ باب وجوب ملازمۃ الجماعۃ

(عکس تاریخ الاسلام والمسلمین ص ۲۲۹)

امام بخاریؒ اور دوسرے محدثینؒ نے اس حدیث کو کتاب الفتن میں بیان کیا ہے فتن فتنہ کی جمع ہے جس کے معنی فساد، لڑائی، جھگڑا اور ہنگامے کے ہیں چونکہ اس حدیث کا تعلق فتنے کے دور سے ہے۔ اسی لئے امام بخاریؒ نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے کَيْفَ الْأَمْرُ إِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ یعنی جب جماعت نہ ہوگی تو ایسے وقت میں صورتحال کیا ہوگی؟ اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اس کی وضاحت ان الفاظ سے کرتے ہیں:

والمعنى ما الذي يفعل المسلم في حال الاختلاف من قبل ان يقع الاجتماع على خليفه (فتح الباری ج ۱۳ ص ۳۵)	اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی ایک خلیفہ پر اجماع سے پہلے اختلاف کی حالت میں مسلم کیا طرز عمل اختیار کرے گا؟

ہمارا دعویٰ ہے کہ اس حدیث میں جماعۃ سے مراد مسلمین کی امارت وحکومت ہے اور امام سے مراد مسلمین کا خلیفہ ہے جسے امام، سلطان یا بادشاہ کہا جاتا ہے اور چونکہ موصوف نے اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے عوام الناس کو دھوکا میں مبتلا کر رکھا ہے اور وہ جانتے بوجھتے ڈاکٹر عثمانی کی طرح علماء یہود کا کردار ادا کر رہے ہیں اور اس طرح دجل وفریب سے کام لے کر اس حدیث کا مصداق اپنی ذات اور اپنی جماعت کو قرار دے رہے ہیں لہذا ہم اس حدیث پر تفصیل سے گفتگو کرتے ہیں تاکہ جماعۃ المسلمین اور امام کے معنی کو سمجھنے میں لوگ ٹھوکر نہ کھائیں اور عوام الناس موصوف کی تلبیس وعیاری سے بھی باخبر ہو جائیں اور جب یہ ثابت ہو جائے گا کہ جماعۃ المسلمین سے مراد مسلمین کی امارت وخلافت اور امام سے مراد مسلمین کا خلیفہ ہے تو اس طرح مسلمین اس نام نہاد جماعت المسلمین اور اس کے نقلی امام کو مسترد کر دیں گے اور دنیا اس بہروپیے کو اپنے اصلی روپ میں دیکھ سکے گی چنانچہ اس سلسلہ کی چند احادیث ملاحظہ فرمائیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ	جو شخص اپنے امیر میں کوئی ایسی بات دیکھے جو اس کو ناپسند ہو تو اس

حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً

کو چاہیئے کہ صبر کرے اس لئے کہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت جدا ہوا اور مرگیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

(صحیح بخاری کتاب الفتن)

عبداللہ بن عباسؓ ہی کی دوسری روایت میں اس حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً۔

جس نے اپنے امیر میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھی اسے چاہیئے کہ وہ صبر کرے اس لئے کہ جو شخص سلطان (بادشاہ) سے ایک بالشت بھر بھی جدا ہوا اور مرگیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

(صحیح بخاری کتاب الفتن)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جماعۃ یعنی اسلامی حکومت کے ساتھ وابستگی ضروری ہے اور جو شخص مسلمین کی اس اجتماعیت کو چھوڑ کر الگ ہوگا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ پہلی حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ جو جماعۃ سے ایک بالشت بھر بھی جدا ہوا تو اس کی موت جاہلیت کی موت کی طرح ہوگی دوسری حدیث میں جماعۃ کے بجائے یہ الفاظ ہیں کہ جو شخص سلطان کی اطاعت سے ایک بالشت بھر بھی نکلا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ کیا ان دونوں احادیث کو ملاکر پڑھنے سے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جماعت سے مراد مسلمین کی امارت وحکومت ہے اور امیر سے مراد مسلمین کا سلطان یا بادشاہ ہے۔ اور جو شخص مسلمین کے سلطان یا مسلمین کی امارت یعنی جماعۃ یا اجتماعیت سے ایک بالشت بھر بھی ہٹا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ دوسری حدیث میں امیر کی وضاحت سلطان کے الفاظ کے ساتھ کی گئی ہے گویا امیر اور سلطان مترادف الفاظ ہیں اور خلفائے راشدین اور بعد کے خلفاء اور بادشاہوں کے لئے امیر المومنین کے الفاظ کا استعمال تو ایک عام بات تھی۔ اسی طرح بعض روایات میں امیر کے بجائے امام اور خلیفہ کے الفاظ بھی آئے ہیں اور مسلمین کے بادشاہوں کے لئے احادیث میں عموماً امیر، امام، خلیفہ اور سلطان کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ دوسری حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قولہ (فانہ من خرج من السلطان) ای من طاعۃ السلطان، ووقع عند مسلم "فانہ لیس احد من الناس یخرج من السلطان" وفی الروایۃ الثانیہ "من فارق الجماعۃ" وقولہ "شبرا" بکسر المعجمۃ وسکون الموحدۃ وھی کنایۃ عن معصیۃ السلطان ومحاربتہ وقال ابن ابی جمرۃ: المراد بالمفارقۃ السعی فی حل عقد البیعہ التی حصلت لذلک الامیر ولو بادنی شیٔ، فکنی عنھا بمقدار الشبر، لان الاخذ فی ذلک یؤول الی سفک الدماء بغیر حق۔

پس بے شک جو شخص سلطان سے نکلا" کا مطلب ہے کہ جو شخص سلطان کی اطاعت سے نکلا اور صحیح مسلم میں یہ الفاظ ہیں کہ "بے شک لوگوں میں سے کوئی ایک نہیں ہے کہ جو سلطان (کی اطاعت) سے نکلا"

اور دوسری روایت میں (سلطان کی اطاعت سے نکلنے کے بجائے یہ الفاظ ہیں) جو شخص جماعۃ سے علیحدہ ہوا اور شبرا (ایک بالشت) کنایہ ہے سلطان کی نافرمانی کرنے اور اس کے خلاف جنگ کرنے سے (یعنی سلطان کی اطاعت سے کنارہ کش ہو جانے کے بعد اس کی نافرمانی شروع کر دے اور اسے حکومت سے ہٹانے کے لئے اس سے جنگ کرے)

اور ابن ابی جمرۃؒ کہتے ہیں کہ جدائی سے مراد اس بات کی کوشش کرنا ہے کہ بیعت کی اس گرہ کو کھول دیا جائے جو اس کو حاصل ہے اگرچہ (یہ کوشش) معمولی چیز کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو اور یہ کنایہ ہے بالشت بھر مقدار کا (یعنی سلطان کے خلاف کوئی ایسی حرکت نہ کی جائے جو بغاوت کے مترادف ہو) کیونکہ اس معاملے میں پڑنا خونِ ناحق کے بہانے کا سبب بنتا ہے۔

آگے فرماتے ہیں:

قال ابن بطال: فی الحدیث حجۃ فی ترک الخروج علی السلطان ولو جار وقد اجمع الفقھاء علی وجوب طاعۃ السلطان المتغلب وحقن الدماء وتسکین الدھماء وحجتھم ھذا الخبر وغیرہ

ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ سلطان کے خلاف خروج نہ کیا جائے اگرچہ وہ ظالم ہی ہو اور تحقیق فقہاء نے متغلب سلطان (وہ بادشاہ جو زبردستی برسرِ اقتدار آگیا ہو) کی اطاعت کے وجوب پر بھی اتفاق کیا ہے (تاکہ اس طرح خونریزی رک جائے اور لوگوں کی جماعت ٹھہر جائے (لوگوں میں انتشار

معانی ذلك من یساعده ولم یستثنوا من ذالك الا اذا وقع من السلطان الكفر الصریح فلا تجوز طاعته فی ذلك بل تجب مجاهدته لمن قدر علیها كما فی الحدیث الذی بعده (الفتح الباری صفحہ ۱۳)

پیدا نہ ہو) اور یہ حدیث وغیرہ (اور دوسری احادیث) ان فقہاء کی دلیل ہیں جو اس بات کی تائید کرتی ہیں اور کسی چیز کو اس سے مستثنی قرار نہیں دیتیں سوائے اس کے کہ سلطان کسی صریح کفر کا مرتکب ہو جائے (اور جب سلطان کفرِ صریح کا مرتکب ہو جائے تو اس کی اطاعت واجب نہیں بلکہ اس کے خلاف جس قدر ہو سکے کوشش کرے (اور اسے امارت سے معزول کر دے) جیسا کہ اس کے بعد والی حدیث میں ہے

اب اس سلسلہ کی بعض مزید روایات ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَایَةٍ عِمِّیَّةٍ یَغْضَبُ لِعَصَبِیَّةٍ اَوْ یَدْعُوْا لِعَصَبِیَّةٍ اَوْ یَنْصُرُ عَصَبِیَّةً فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِیَّةٌ وَمَنْ خَرَجَ عَلٰى اُمَّتِیْ بِسَیْفِهٖ یَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا وَلَا یَتَحَاشٰى مِنْ مُؤْمِنِهَا وَلَا یَفِیْ لِذِیْ عَهْدٍ عَهْدَهٗ فَلَیْسَ مِنِّیْ وَلَسْتُ مِنْهُ ۔

رواہ مسلم (مشکوۃ ج۲ صفحہ ۱۰۸ طبع بیروت)

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے جو شخص (امام کی) اطاعت سے نکلا اور اسلامی جماعت سے جدا ہوا اور اس حال میں مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی اور جو شخص ایک نشان کے نیچے لڑا جس کا حق و باطل ہونا معلوم نہ ہوا اور تعصب سے غضبناک ہوا اور تعصب سے لوگوں کو اپنی طرف بلایا یا کسی تعصب کی مدد کی اور اسی حال میں مارا گیا تو جاہلیت کی سی موت مرا اور جو شخص میری امت کے خلاف تلوار لے کر کھڑا ہوا اور میری امت کے اچھے بُرے آدمیوں کو مارا اور نہ مومن کی اس نے پرواہ کی اور نہ عہد والے کے عہد کو اس نے پورا کیا، وہ شخص مجھ سے نہیں اور نہ میں اس سے ہوں (یعنی نہ تو وہ میری امت میں سے ہے اور نہ میں اس کا ذمہ دار ہوں) ۔

دوسری روایت میں ہے:

عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

عرفجہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص تمہارے

يَقُوْلُ مَنْ اَتَاكُمْ وَاَمْرُكُمْ جَمِيْعٌ عَلٰى رَجُلٍ وَّاحِدٍ يُرِيْدُ اَنْ يَّشُقَّ عَصَاكُمْ اَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوْهُ (رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص ۱۰۸۸ ج ۲)	پاس آئے اور حالت یہ ہو کہ تم سب ایک شخص (ایک خلیفہ کی اطاعت پر) متحد ہو اور وہ تمھارے اتحاد کو توڑنے کا ارادہ رکھتا ہو یا تمھاری جماعت کو متفرق کر دینا چاہتا ہو تو تم اس کو قتل کر دو۔

اسی مضمون کی وضاحت عرفجہؓ کی دوسری روایت میں اس طرح ہے:

عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ هَنَاتٌ وَّهَنَاتٌ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّفَرِّقَ اَمْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَهِيَ جَمِيْعٌ فَاضْرِبُوْهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَّنْ كَانَ (رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص ۱۰۸۸ ج ۲)	عرفجہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب طرح طرح کے شر و فسادات رونما ہوں گے پس جو شخص اس امت کے اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کرے جبکہ وہ (ایک امیر پر) مجتمع ہو چکی ہو تو اسے تلوار سے قتل کر دو خواہ وہ کوئی بھی ہو۔

ان احادیث سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ جماعۃ المسلمین سے مسلمین کی امارت و حکومت مراد ہے اور جب تمام مسلمین ایک خلیفہ پر مجتمع ہوں تو ایسی صورت میں اس کی اطاعت واجب ہے اور اگر کوئی شخص مسلمین کے امیر کی اطاعت سے نکلنے کی کوشش کرے یا جماعۃ سے الگ ہو جائے اور پھر اسی حالت میں اسے موت آ گئی تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جماعت سے مراد مسلمین کی وہ اجتماعیت ہے جو ایک خلیفہ پر مجتمع ہو چکی ہو اور اس اجتماعیت یعنی مسلمین کی امارت کے ساتھ رہنا ضروری ہے۔ اب اگر کوئی شخص اس اجتماعیت کو متفرق کرنا چاہے اور چاہے کہ مسلمین متفرق ہو کر مختلف سیاسی جماعتوں اور فرقوں میں بٹ جائیں تو ایسے شخص کی سزا یہ ہے کہ اس کی گردن تلوار سے اڑا دی جائے موصوف نے فاعتزل تلک الفرق کا حوالے دینی فرقے مراد لئے ہیں جو سراسر غلط ہے حقیقت یہ ہے کہ اس سے سیاسی فرقے اور جماعتیں مراد ہیں۔ جیسا کہ اشارۃً اس حدیث سے بھی اس کا مفہوم نکلتا ہے اور اس کی مزید وضاحت آگے آتی ہے:

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا بُوْيِعَ لِخَلِيْفَتَيْنِ فَاقْتُلُوا الْاٰخِرَ مِنْهُمَا	ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو خلیفوں کی بیعت کی جائے تو ان دونوں سے جو آخری ہو اسے قتل کر ڈالو۔

رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص ۱۰۸۸ ج ۲)

اس حدیث میں مسلمین کے بادشاہوں کے لئے خلیفہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ	اور عنقریب میرے بعد خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔
(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۳۱۹ ج ۲)	

اوپر جو حدیث گزری ہے اس میں مسلمین کے بادشاہ کے لئے ایک ہی حدیث میں امیر اور پھر سلطان کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں جبکہ ان احادیث میں خلیفہ کے الفاظ آئے ہیں اور حدیث تلزم جماعۃ المسلمین و امامھم میں امام کا لفظ آیا ہے اور حذیفہ بن یمانؓ کی اسی روایت میں جو ابوداؤد میں ہے امام کے بجائے خلیفہ کے الفاظ آئے ہیں (یہ روایت آگے آرہی ہے) ایک حدیث میں ہے:

اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ فَالْاِمَامُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ	سن رکھو کہ تم میں سے ہر شخص راعی و نگہبان ہے اور تم میں سے ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا (یعنی بازپرس ہوگی) پس امام لوگوں کا نگہبان و راعی ہے اور اس سے اس کی رعیت کی بابت سوال کیا جائے گا۔
(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۳۲۰ ج ۲)	

یہی روایت صحیح بخاری میں دوسرے مقام پر ان الفاظ میں آئی ہے:

فَالْاَمِيْرُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ فَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ (صحیح بخاری کتاب العتق)	پس جو شخص لوگوں پر امیر (حاکم) ہے تو اس سے ان (لوگوں) کے بارے میں سوال کیا جائے گا

یہ روایت بھی روزِ روشن کی طرح یہ بات واضح کرتی ہے کہ امام یا امیر سے مراد خلیفہ یا بادشاہ ہے کیونکہ جب وہ خلیفہ یا بادشاہ ہوگا تب ہی تو وہ اپنی رعیت کے بارے میں مسئول ہوگا۔

ان تمام روایات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ مسلمین کے بادشاہ کے لئے احادیث میں امیر، امام، خلیفہ اور سلطان کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اور حذیفہ بن یمانؓ کی روایت میں بھی جس امام کا ذکر آیا ہے۔ اس سے مسلمین کا بادشاہ ہی مراد ہے کوئی بے اختیار امام مراد نہیں کیونکہ حذیفہؓ کی دوسری روایت میں امام کے بجائے خلیفہ کا لفظ واضح طور پر موجود ہے اور موجودہ جماعت المسلمین کے امام یا ان کی جماعت المسلمین کا ذکر احادیث کی کتابوں میں ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتا۔

اصل بات یہ ہے کہ بہت سے لوگوں نے جب احادیث کا مطالعہ کیا اور انہوں نے وہاں امام مہدی کا ذکر پڑھا تو انہیں شیطان نے ابھارا کہ کیوں نہ وہ امام مہدی ہونے کا دعویٰ کردیں کیونکہ سستی

شہرت حاصل کرنے کا اس سے بہتر نسخہ اور کون سا ہو سکتا ہے چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ بے شمار لوگوں نے امام مہدی ہونے کے دعوے کئے لیکن دنیا نے ان جھوٹے مہدیوں کو مسترد کر دیا۔ موصوف نے بھی ضرور سوچا ہوگا کہ وہ بھی امام مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیں۔ لیکن ماضی کے مہدیین کی تاریخ ان کے سامنے تھی چنانچہ انھوں نے سوچا کہ اس طرح وہ اس معاملے کو سنبھال نہیں پائیں گے لہذا مہدیت کی طرح کا کوئی ایسا دعویٰ کیا جائے کہ جس کی بنیاد حدیث پر ہو۔ اور جب کوئی اعتراض کرے تو اس کے لئے پہلے ہی سے ایسا ہتھیار وضع کر لیا جائے کہ اس سے معترض کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا جائے۔ جیسا کہ شیعوں نے اپنے مخصوص مقاصد کے لئے تقیہ والا ہتھیار وضع کر رکھا ہے چنانچہ دوران مطالعہ ان کی نگاہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی روایت پر پڑی جس میں امام اور جماعۃ المسلمین کا ذکر تھا بس پھر کیا تھا موصوف نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اپنی امامت اور جماعت المسلمین کا نعرہ مستانہ بلند کر دیا مگر موصوف نے سمجھداری کا ثبوت دیتے ہوئے صرف امام کے لفظ پر ہی اکتفا کیا اور امام کے ساتھ مہدی کا لفظ نقل نہ کیا کیونکہ یہ نام اب بہت بدنام ہو چکا ہے لیکن جلدی میں انھوں نے جماعۃ المسلمین (صحیح نام) کے بجائے جماعت المسلمین (غلط نام) کا ڈھنڈورا پیٹ دیا۔ ہمارے خیال میں یہ معاملہ کچھ اسی طرح ظہور پذیر ہوا ہے ورنہ ایک سمجھدار انسان جس نے احادیث کی کتابوں کا مطالعہ کر رکھا ہو اور خود بہت سی کتابوں کا مصنف بھی ہو تو وہ امام اور جماعۃ المسلمین کے مفہوم سے کس طرح ناآشنا ہو سکتا ہے (ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب)

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے الربیع بن انس تابعی رحمہ اللہ سے ایک واقعہ نقل کیا ہے جو موصوف اور ڈاکٹر عثمانی پر بالکل ٹھیک بیٹھتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ (بنی اسرائیل میں) ایک شخص تھا جو نیک اور کتاب و سنت کا پابند تھا۔ ایک زمانے کے بعد شیطان نے اسے بہکا دیا کہ جو اگلے کر گئے وہی تم بھی کر رہے ہو اس میں کیا رکھا ہے؟ اس کی وجہ سے نہ تو عام لوگوں میں تمھاری قدر ہوگی نہ شہرت، تمھیں چاہیئے کہ کوئی نیا کام ایجاد کرو (نیا دعویٰ کرو) اسے لوگوں میں پھیلاؤ پھر دیکھو کہ کیسی شہرت ہوتی ہے اور کس طرح جگہ بہ جگہ تمھارا ذکر ہونے لگتا ہے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس کی وہ بات لوگوں میں پھیل گئی اور ایک زمانہ اس کی تقلید کرنے لگا۔ اب تو اسے بڑی ندامت ہوئی، سلطنت اور ملک چھوڑ دیا اور تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے جواب ملا کہ اگر یہ معاملہ میرے اور تیرے درمیان ہوتا تو میں اسے معاف فرما دیتا لیکن تو نے تو عام لوگوں کو بگاڑ دیا اور انھیں گمراہ کر کے غلط راہ پر لگا دیا جس راہ پر چلتے چلتے وہ مر بھی گئے ان کا بوجھ تجھ پر سے کیسے ہٹے گا میں تو تیری توبہ قبول نہیں فرماؤں گا۔ بس ایسوں ہی کے بارے میں یہ آیت (سورۃ المائدہ: ۷۷) نازل ہوئی۔

قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ

کہو اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور ان لوگوں کے تخیلات کی پیروی نہ کرو جو تم سے پہلے خود گمراہ ہوئے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے بھٹک گئے۔

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۸۲ طبع سہیل اکیڈمی لاہور)

اس واقعہ کے علاوہ قرآن کریم کا بیان کردہ یہ واقعہ بھی بہت عبرت انگیز ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

اور اے محمدؐ، ان کے سامنے اُس شخص کا حال بیان کرو جس کو ہم نے اپنی آیات کا علم عطا کیا تھا مگر وہ ان کی پابندی سے نکل بھاگا۔ آخرکار شیطان اس کے پیچھے پڑ گیا یہاں تک کہ وہ بھٹکنے والوں میں شامل ہو کر رہا۔ اگر ہم چاہتے تو اسے اُن آیتوں کے ذریعہ سے بلندی عطا کرتے، مگر وہ تو زمین ہی کی طرف جھک کر رہ گیا اور اپنی خواہش نفس ہی کے پیچھے پڑا رہا، لہٰذا اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ تم اس پر حملہ کرو تب بھی زبان لٹکائے رہے اور اسے چھوڑ دو تب بھی زبان لٹکائے رہے۔[۱۳۹] یہی مثال ہے اُن لوگوں کی جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں۔

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (۱۷۶) سَآءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ (۱۷۷)

تم یہ حکایات اِن کو سناتے رہو شاید کہ یہ کچھ غور و فکر کریں۔ بڑی ہی بُری مثال ہے ایسے لوگوں کی جنھوں نے ہماری آیات کو جُھٹلایا، اور وہ آپ اپنے ہی اوپر ظلم کرتے رہے ہیں۔

جناب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب اس واقعہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: (عکس تفہیم القرآن ص ۹۹، ج ۲)

شہ ۱۳۸ ان الفاظ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ ضرور کوئی متعین شخص ہوگا جس کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول کی یہ انتہائی اخلاقی بلندی ہے کہ وہ جب کبھی کسی کی بُرائی کو مثال میں پیش کرتے ہیں تو بالعموم اس کے نام کی تصریح نہیں کرتے بلکہ اس کی شخصیت پر پردہ ڈال کر صرف اس کی بُری مثال کا ذکر کر دیتے ہیں تاکہ اس کی رسوائی کیے بغیر اصل مقصد حاصل ہو جائے۔ اسی لیے نہ قرآن میں بتایا گیا ہے اور نہ کسی صحیح حدیث میں کہ وہ شخص جس کی مثال یہاں پیش کی گئی ہے، کون تھا۔ مفسرین نے عہدِ رسالت اور اس سے پہلے کی تاریخ کے مختلف اشخاص پر اس مثال کو چسپاں کیا ہے۔ کوئی بلعم بن باعورا، کا نام لیتا ہے، کوئی اُمیّہ بن ابی الصّلت کا، اور کوئی صَیفی ابن الراہب کا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ خاص شخص تو پردہ میں ہے جو اس تمثیل میں پیش نظر تھا، البتہ یہ تمثیل ہر اس شخص پر چسپاں ہوتی ہے جس میں یہ صفت پائی جاتی ہو۔

شہ ۱۳۹ اِن دو مختصر سے فقروں میں بڑا اہم مضمون ارشاد ہُوا ہے جسے ذرا تفصیل کے ساتھ سمجھ لینا چاہیے۔

پارہ نمبر ۹

وہ شخص جس کی مثال یہاں پیش کی گئی ہے، آیاتِ الٰہی کا علم رکھتا تھا، یعنی حقیقت سے واقف تھا۔ اس علم کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ وہ اس رویہ سے بچتا جس کو وہ غلط جانتا تھا اور وہ طرزِ عمل اختیار کرتا جو اسے معلوم تھا کہ صحیح ہے۔ اسی عمل مطابقِ علم کی بدولت اللہ تعالیٰ اس کو انسانیت کے بلند مراتب پر ترقی عطا کرتا۔ لیکن وہ دنیا کے فائدوں اور لذتوں اور آرائشوں کی طرف جھک پڑا، خواہشاتِ نفس کے تقاضوں کا مقابلہ کرنے کے بجائے اُس نے ان کے آگے سپر ڈال دی، معالی امور کی طلب میں دنیا کی حرص و طمع سے بالاتر ہونے کے بجائے وہ اس حرص و طمع سے ایسا مغلوب ہوا کہ اپنے سب اُونچے ارادوں اور اپنی عقلی و اخلاقی ترقی کے سارے امکانات کو طلاق دے بیٹھا اور اُن تمام حدود کو توڑ کر نکل بھاگا جن کی نگہداشت کا تقاضا خود اُس کا علم کر رہا تھا۔ پھر جب وہ محض اپنی اخلاقی کمزوری کی بنا پر جانتے بوجھتے حق سے منہ موڑ کر بھاگا تو شیطان جو قریب ہی اس کی گھات میں لگا ہوا تھا اس کے پیچھے لگ گیا اور برابر اُسے ایک پستی سے دوسری پستی کی طرف لے جاتا رہا یہاں تک کہ ظالم نے اسے اُن لوگوں کے زمرے میں پہنچا کر ہی دم لیا جو اس کے دام میں پھنس کر پوری طرح اپنی متاعِ عقل و ہوش گم کر چکے ہیں۔

(عکس تفہیم القرآن ص ۱۰۰، ۱۰۱، ج ۲)

مفتی محمد شفیع صاحب اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں :

قرآن مجید کی مذکور الصدر آیات میں اس کے متعلق فرمایا فَانْسَلَخَ مِنْهَا یعنی ہم نے اپنی آیات اور ان کا علم و معرفت اس شخص کو عطا کیا تھا لیکن وہ اس سے نکل گیا، انسلاخ کا لفظ اصل میں جانور کے کھال کے اندر سے یا سانپ کا کیچل کے اندر سے نکل جانے کے لئے بولا جاتا ہے، اس جگہ علم آیات کو ایک لباس یا کھال کے ساتھ تشبیہ دے کر یہ بتلایا گیا کہ یہ شخص علم و معرفت سے بالکل جدا ہو گیا، فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ یعنی پیچھے لگ گیا اس کے شیطان، مطلب یہ ہے کہ جب تک علم آیات اور ذکر اللہ اس کے ساتھ تھا، شیطان کا قابو اس پر نہ چل سکتا تھا جب وہ جاتا رہا تو شیطان اس پر قابو یافتہ ہو گیا فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ، یعنی پھر ہو گیا وہ گمراہوں میں سے، مطلب یہ ہے کہ شیطان کے قابو میں آنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ گمراہوں میں شامل ہو گیا،

دوسری آیت میں ارشاد فرمایا وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ، یعنی اگر ہم چاہتے تو انہی آیات کے ذریعہ اس کو بلند مرتبہ کر دیتے، لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے لگا، لفظ اَخْلَدَ، اِخْلَاد سے مشتق ہے، جس کے معنیٰ ہیں کسی چیز کی طرف میلان کے یا کسی جگہ کو لازم پکڑنے کے اور اَرْض کے اصلی معنیٰ زمین کے ہیں، دنیا کی جتنی چیزیں ہیں وہ سب یا خود زمین ہے یا زمین سے متعلق گھر، جائیداد، کھیتی، باغ وغیرہ ہیں، یا زمین سے ہی پیدا ہونے والی کروڑوں چیزیں ہیں جو انسان کی زندگی اور عیش کا مدار ہیں، اس لئے لفظ اَرْض بول کر اس جگہ پوری دنیا مراد لی گئی ہے، اس آیت میں اس طرف اشارہ کر دیا گیا کہ آیاتِ الٰہیہ اور ان کا علم ہی اصل میں سربلندی اور ترقی کا سبب ہیں، لیکن جو شخص ان آیات کا احترام نہ کرے اور دنیا کی ذلیل خواہشات کو آیاتِ الٰہیہ پر مقدم جانے اس کے لئے یہی علم ایک وبال بن جاتا ہے،

(عکس معارف القرآن ج ۴ ص ۲۱)

اس آیت کے ذیل میں حافظ ابن کثیرؒ نے یہ حدیث بھی نقل کی ہے :

قال حدثنا محمد بن مرزوق حدثنا	حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
محمد بن بکر عن الصلت بن بهرام	اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تم پر کچھ اس قسم
حدثنا الحسن حدثنا جندب البجلی	کا اندیشہ ہے جیسے وہ آدمی جو قرآن کا علم رکھتا تھا
فی هذا المسجد ان حذیفة یعنی	قرآن کی برکت اور رونق اس کے چہرے سے ظاہر
ابن الیمان رضی الله عنه حدثه قال	تھی اور اس سے اسلامی شان ظاہر تھی اور جب
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم	تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ اس حالت پر رہا پھر

"ان مما اخاف علیکم رجل قرا القرآن حتی اذا رؤیت بهجته علیه وکان ردا ؤه الاسلام اعتراه الی ماشاء الله انسلخ منه ونبذه وراء ظهره وسعی علی جاره بالسیف ورماه بالشرک" قال قلت یا نبی الله أیهما أولی بالشرک المرمی او الرامی؟ قال "بل الرامی"

(مسند ابی یعلی الموصلی۔ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۶۵/۲ وقال ابن کثیر: هذا اسناد جید والصلت بن بهرام کان من ثقات الکوفیین ولم یرم بشئ سوی الارجاء وقد وثقه الامام احمد بن حنبل ویحیی بن معین وغیرهما)

وہ اس سے نکل گیا اور اسلامی احکامات کو اس نے پس پشت ڈال دیا اور ایک دن وہ اپنے پڑوسی پر تلوار لے کر چڑھ دوڑا، یہ الزام لگا کر کہ اس نے شرک کیا ہے۔ حذیفہؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! شرک کا الزام لگانے والا خطاکار تھا یا جس پر الزام لگایا گیا؟ آپ نے فرمایا: الزام لگانے والا خطاکار تھا۔

(مسند ابو یعلی الموصلی بحوالہ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۶۵/۲۔ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی اسناد جید ہے)۔

موصوف اور ڈاکٹر عثمانی قسم کے قبیل کے لوگوں کو ان واقعات سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے کیونکہ کسی پر کفر و شرک کے فتوے داغنا کوئی بچوں کا کھیل نہیں بلکہ یہ مشغلہ اپنانے والے اپنے ایمان کو داؤ پر لگا دیتے اور خود گمراہ ہو جانے کے بعد دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ اوپر کی آیات اور یہ حدیث "مسعودین" پر پوری طرح منطبق ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں حضرات کو دین اسلام کی بناء پر عزت عنایت فرمائی تھی لیکن ان حضرات کو یہ عزت راس نہ آئی اور انھوں نے اس عزت کو جھوٹی شہرت حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا اور اسے حاصل کرنے کے دوڑ دھوپ شروع کر دی اور ایسے ایسے دعوے کئے جو آج تک کسی نے بھی نہیں کئے تھے اور اپنی انفرادیت قائم کرنے کے لئے مسلمین پر کفر و شرک کے فتوے داغنا شروع کر دیئے حالانکہ یہ جانتے تھے کہ کسی مسلم کو کافر ومشرک قرار دینے سے آدمی خود کافر ہو جاتا ہے۔ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۔

بدعتی فرقے

یہ حقیقت ہے کہ اسلام کو بدعتی فرقوں[1]، اہل ہوا، باطل پرستوں اور خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کرنے والوں نے سخت نقصان پہنچایا ہے اور ہر زمانے میں انہوں نے اسلام کی وہ تعبیرات پیش کی ہیں کہ جس نے اسلام کا حلیہ تک بگاڑ کر رکھ دیا مثال کے طور پر منکرین حدیث کا ٹولہ موجودہ دور میں اسلام کے نام سے جو اسلام کی بیخ کنی کر رہا ہے اور اسلام کو طلوع کرنے کے نام سے اسے غروب کرنے کی کوشش کر رہا ہے، وہ کسی اہل اسلام سے پوشیدہ نہیں اور جو لوگ ان سے متاثر ہوئے (کم یا زیادہ) وہ بھی اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہر زمانے میں ایسے لوگ موجود رہے ہیں جنھوں نے احادیثِ نبویہ کی حفاظت کے ساتھ ساتھ ان باطل پرستوں کا مقابلہ بھی کیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اہل حق کی تعداد ہر دور میں باطل پرستوں کے مقابلے میں کم رہی ہے۔

ایسے ہی بدعتی فرقوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ (الانعام: ۱۵۹)	جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے یقیناً ان سے تمہارا کچھ واسطہ نہیں ان کا معاملہ تو اللہ کے سپرد ہے وہی ان کو بتلائے گا کہ انھوں نے کیا کچھ کیا ہے۔

حدیث میں اس آیت کی وضاحت اس طرح بیان کی گئی ہے۔

عن عمر بن الخطاب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعًا) ھم اصحاب البدع واصحاب الاھواء لیس	عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت (ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعًا) کے متعلق فرمایا کہ اس سے اصحاب البدع اور اصحاب الاہواء

---

[1] بدعتی فرقوں سے ہر دور میں پیدا ہونے والے وہ نومولود فرقے، تنظیمیں اور جماعتیں مراد ہیں کہ جنھوں نے کتاب وسنت کی شاہراہ کو چھوڑ کر اپنے لئے ایک نئے راستے کا انتخاب کیا اور اپنے آپ کو اہل اسلام سے الگ اور نمایاں کرنے کے لئے بعض عجیب وغریب قسم کے مسائل اٹھا کر مسلمین کو ان میں الجھا دیا۔ اس طرح بعض تو اسلام ہی سے دور ہو گئے اور جو راسخ العقیدہ تھے وہ شکوک وشبہات میں مبتلا ہو گئے

لهم توبة انا منهم بری، وهم منی براء - رواہ الطبرانی فی الصغیر واسنادہ جید (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۲)

مراد ہیں ان کے لئے توبہ نہیں ہے - میں ان سے بیزار ہوں اور وہ مجھ سے بیزار ہیں -

ظاہر بات ہے کہ اصحاب البدع نے بے شمار لوگوں کو گمراہ کر دیا لہٰذا ان کی توبہ کیسے قبول ہو سکتی ہے دوسری روایت میں ہے :۔

عن ابی هریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال (ان الذین فرقوا دینهم وكانوا شيعا لست منهم فی شئی) قال هم اهل البدع و الاهواء من هذه الامة -

ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت (ان الذین فرقوا دینهم ....) کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس سے اس امت کے اہل البدع اور اہل الاہواء مراد ہیں -

رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ رجال الصحیح غیر معلل بن نفیل وھو ثقة (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۳) (وقال الاستاذ زبیر علی زئی : رواہ الطبرانی فی المعجم الاوسط ج ۱ ص ۳۸۷ واسنادہ صالح)

حافظ ابن کثیرؒ نے اس آیت کے ذیل میں ابوہریرہؓ اور عمر بن الخطابؓ کی روایات کو ابن جریر اور ابن مردویہ وغیرہ کی سندوں سے نقل کر کے انہیں ضعیف قرار دیا ہے (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۶ طبع سہیل اکیڈمی لاہور) لیکن طبرانی کی ان روایات کی اسناد صحیح ہیں اور تفسیر ابن کثیر میں نقل کردہ روایات ان صحیح روایات کی شاہد ہیں -

اصحاب البدع یا اہل البدع سے بدعتی اور نو مولود فرقے مراد ہیں اور اصحاب الاہواء یا اہل الاہوا سے نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والے مراد ہیں - اس آیت کی وضاحت جناب سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے تفہیم القرآن میں بہت عمدہ طریقے سے کی ہے :

۱۴۱ے خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور آپ کے واسطہ سے دین حق کے تمام پیرو اس کے مخاطب ہیں - ارشاد کا مدعا یہ ہے کہ اصل دین ہمیشہ سے یہی رہا ہے اور اب بھی یہی ہے کہ ایک خدا کو الٰہ اور رب مانا جائے۔ اللہ کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں کسی کو شریک نہ کیا جائے - اللہ کے سامنے اپنے آپ کو جواب دہ سمجھتے ہوئے آخرت پر ایمان لایا جائے، اور ان وسیع اصول و کلیات کے مطابق زندگی بسر کی جائے جن کی تعلیم اللہ نے اپنے رسولوں اور کتابوں کے ذریعہ سے دی ہے - یہی دین تمام انسانوں کو اول یوم پیدائش سے دیا گیا تھا - بعد میں جتنے مختلف مذاہب بنے وہ سب کے سب اس طرح بنے کہ مختلف زمانوں کے لوگوں نے اپنے ذہن کی غلط اپج سے، یا خواہشات نفس کے غلبہ سے، یا عقیدت کے غلو سے اس دین کو بدلا اور اس میں نئی نئی باتیں ملائیں - اس کے عقائد میں اپنے اوہام و قیاسات

اور فلسفوں سے کمی و بیشی اور ترمیم و تحریف کی۔ اس کے احکام میں بدعات کے اضافے کیے۔ خود ساختہ قوانین بنائے۔ جزئیات میں موشگافیاں کیں۔ فروعی اختلافات میں مبالغہ کیا۔ اہم کو غیر اہم اور غیر اہم کو اہم بنایا۔ اس کے لانے والے انبیاء اور اس کے علمبردار بزرگوں میں سے کسی کی عقیدت میں غلو کیا اور کسی کو بغض و مخالفت کا نشانہ بنایا۔ اس طرح بے شمار مذاہب اور فرقے بنتے چلے گئے اور ہر مذہب و فرقہ کی پیدائش نوع انسانی کو متخاصم گروہوں میں تقسیم کرتی چلی گئی۔ اب جو شخص بھی اصل دین حق کا پیرو ہو اس کے لیے ناگزیر ہے کہ ان ساری گروہ بندیوں سے الگ ہو جائے اور ان سب سے اپنا راستہ جدا کرلے۔ (عکس تفہیم القرآن ج ۱ صفحہ ۶۰۶)

اس وضاحت کے بعد ہم پھر اپنے مضمون کی طرف آتے ہیں اور جماعۃ (مسلمین کی اجتماعیت) کے مفہوم کو احادیث سے واضح کرتے ہیں۔

عَنِ الْحَارِثِ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمُرُكُمْ بِخَمْسٍ بِالْجَمَاعَةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ اِلَّا اَنْ يُّرَاجِعَ وَمَنْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ مِنْ جُثٰى جَهَنَّمَ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهُ مُسْلِمٌ

(رواہ احمد (فی مسندہ ج ۵ ص ۳۴۴) والترمذی بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۰۹۲ وقال الالبانی: واسنادہ صحیح)

حارث اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں جماعۃ کے ساتھ رہنے، سننے اور اطاعت کرنے ہجرت اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا اور حقیقت یہ ہے کہ جو شخص جماعۃ سے ایک بالشت بھر بھی جدا ہوا تو اس نے اسلام کی رسی کو گردن سے نکال ڈالا، اِلّا یہ کہ وہ پھر واپس آجائے (اور جماعۃ کے ساتھ مل جائے) اور جس شخص نے جاہلیت کی پکار پکاری وہ اہل جہنم سے ہے اگرچہ وہ روزہ رکھتا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلم خیال کرتا ہو۔

واضح رہے کہ یہ وہی روایت ہے جس کو موصوف نے "ہمارا نام صرف ایک یعنی مسلم" نامی رسالہ میں سب سے آخر میں "حکم رسول" کے عنوان سے نقل کیا ہے لیکن موصوف نے اس حدیث کے صرف ابتدائی حصہ نقل کیا ہے اور اس حصہ کو نقل کرنا مناسب نہ سمجھا اس خوف سے کہ کہیں ان کا پول نہ کھل جائے۔ امام بخاری "باب كَيْفَ يُبَايِعُ الْاِمَامُ النَّاسَ" یعنی امام لوگوں سے کس طرح بیعت لے گا۔

۱۳۵۔ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيْدِ اَخْبَرَنِيْ

عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر خوشی اور ناخوشی دونوں حالتوں میں سننے اور اطاعت

أَبِي عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَأَنْ نَقُومَ أَوْ نَقُولَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔

کرنے پر بیعت کی اور اس بات پر بھی کہ ہم صاحب اقتدار سے اقتدار کے بارے میں جھگڑا نہ کریں گے اور ہم جہاں کہیں بھی رہیں گے حق پر قائم رہیں گے یا حق بات کہیں گے اور اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پراہ نہ کریں گے۔

(صحیح بخاری کتاب الاحکام)

اور اسی باب کے تحت امام بخاریؒ نے یہ دو حدیثیں بھی نقل کی ہیں :

۱۳۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ، شَهِدْتُ ابْنَ عُمَرَ حَيْثُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: كَتَبَ أَنِّي أُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى سُنَّةِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ مَا اسْتَطَعْتُ وَأَنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوا بِمِثْلِ ذَالِكَ۔

عبداللہ بن دینارؒ بیان کرتے ہیں کہ میں اس وقت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس موجود تھا جبکہ لوگ عبدالملک بن مروانؒ پر مجتمع ہو گئے تھے (یعنی ان کی خلافت پر لوگوں نے اتفاق کر لیا تھا) تو عبداللہ بن عمرؓ نے انہیں اس مضمون کا خط لکھا "میں اللہ کے بندے عبدالملک جو امیر المومنین ہیں کا حکم سننے اور اطاعت کرنے کا اقرار اللہ کے حکم اور اس کے رسولؐ کی سنت کے موافق جہاں تک مجھ سے ہو سکا کرتا ہوں اور میرے بیٹے بھی ایسا ہی اقرار کرتے ہیں۔

۱۴۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: لَمَّا بَايَعَ النَّاسُ عَبْدَ الْمَلِكِ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى عَبْدِ اللهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى سُنَّةِ اللهِ وَ

عبداللہ بن دینارؒ بیان کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے عبدالملک بن مروانؒ سے بیعت خلافت کر لی تو عبداللہ بن عمرؓ نے اللہ کے بندے امیر المومنین عبدالملک کو اس مضمون کا خط لکھا "میں اللہ کے بندے عبدالملک جو امیر المومنین ہیں کا حکم سننے اور اطاعت کرنے کا اقرار اللہ کے حکم اور اس کے رسول کی سنت کے موافق جہاں تک ہو سکا میں

سُنَّةِ رَسُولِهِ فِيمَا اسْتَطَعْتُ وَ إِنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوا بِذَلِكَ۔ — کرتا ہوں اور میرے بیٹے بھی یہی اقرار کرتے ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الاحکام)

اس روایت سے اجتماعیت اور جماعۃ کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آتا ہے ایک حدیث میں پہلے امیر اور پھر امام کے الفاظ مسلمین کے خلیفہ کے لئے استعمال ہوئے ہیں اور پھر امام کی ذمہ داری کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

بَابٌ۔ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَاءِ الْإِمَامِ وَيُتَّقَى بِهِ۔ — باب: امام (یا بادشاہ اسلام کے ساتھ ہو کر لڑنا اور اس کو اپنا بچاؤ کرنا۔

۲۰۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ: مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللهَ، وَمَنْ يُطِعِ الْأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ يَعْصِ الْأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي، وَإِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ، فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوَى اللهِ وَعَدَلَ فَإِنَّ لَهُ بِذَلِكَ أَجْرًا، وَإِنْ قَالَ بِغَيْرِهِ فَإِنَّ عَلَيْهِ مِنْهُ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے، انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ آپ فرماتے تھے ہم لوگ گو دنیا میں (پیچھے آئے ہیں لیکن (آخرت میں سب سے آگے ہوں گے اور اسی سند سے روایت ہے آپ نے فرمایا جس نے میری بات مانی اس نے اللہ کی بات مانی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے مسلمان حاکم کی بات مانی اس نے میری بات مانی اور جس نے حاکم کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی اور امام (یا بادشاہ اسلام) دین کی سپر ہے اس کی آڑ میں (یعنی اس کے ساتھ ہو کر) لڑنا چاہیئے اور اس کو بچا کر دین کو یا سب مسلمانوں کو بچانا چاہیئے ف۱ اور اگر وہ اللہ سے ڈرے گا اور انصاف کا حکم کرے گا تو اس کو ثواب ملے گا اور اگر بے انصافی کرے گا تو اس کا وبال اسی پر پڑے گا ف۲

ف۱ یعنی امام کی ذات لوگوں کا بچاؤ ہوتی ہو، کوئی کسی پر ظلم نہیں کرنے پاتا۔ دشمنوں کے حملے سے اس کی وجہ سے حفاظت ہوتی ہے تو اس کو بچا کر قائم رکھنا چاہیئے۔ ف۲ رعایا اس کے گناہ میں نہ پکڑی جائیگی اگر رعایا مجبور ہو اور اس کو معزول نہ کر سکتی ہو۔

(عکس صحیح بخاری ص ۱۴۲ طبع تاج کمپنی پاکستان)

اس حدیث سے دوسری باتوں کے علاوہ یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ امام یا امیر مسلمین کے لئے منزلہ ڈال کے ہوتا ہے کہ جس کی ماتحتی میں دشمنان اسلام سے جہاد کیا جاتا ہے اور ظاہر بات ہے کہ جہاد کے

خلیفہ کو کوئی بااختیار امیر ہی قائم کر سکتا ہے جس امیر کا حکم اپنے گھر میں بھی نہ چلتا ہو اور وہ اپنی چھوٹی سی کالونی بنانے کا اختیار بھی نہ رکھتا ہو تو ایسا بے اختیار امیر کب اس حدیث کا مصداق ہو سکتا ہے۔

ان احادیث کے مطالعہ سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ حذیفہ بن یمانؓ کی روایت میں جس جماعۃ المسلمین سے چمٹ جانے کا حکم ہے اس سے مسلمین کی وہ اجتماعیت مراد ہے جس میں لوگ کسی ایک خلیفہ پر مجتمع ہو گئے ہوں اور اگر لوگ ایک خلیفہ پر مجتمع ہونے کے بجائے مختلف ٹکڑیوں میں بٹ گئے ہوں تو ایسی صورت میں حدیث کے دوسرے حصے پر عمل کرنا ہوگا اس وضاحت سے یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ فاعتزل تلک الفرق کا مطلب دینی فرقے اور جماعتیں نہیں بلکہ سیاسی جماعتیں اور اسائی مراد ہیں ایسی صورت میں جب لوگ ایک خلیفہ پر مجتمع ہونے کے بجائے ہر فرقہ نے اپنی پسند کا امیر منتخب کر لیا ہو اور ہر جماعت اپنے اپنے راگ الاپ رہی ہو اور اپنے کئے ہی پر شادمان ہو کل حزب بما لدیھم فرحون تو ایسی صورت میں ان تمام سیاسی فرقوں سے الگ ہو جانا چاہیئے جیسا کہ صحابہ کرامؓ کا طرز عمل بھی اس بات کی نشاندہی کرتا ہے لیکن موصوف نے اس حدیث کا من پسند مطلب یہ لیا ہے کہ تمام دینی فرقوں سے الگ ہو جانا چاہیئے اگرچہ قرآن کریم نے فرقہ پرستی کا رد کیا ہے کیونکہ یہ ایک مذموم چیز ہے اور قرآن وحدیث میں اس کے خلاف بے شمار دلائل موجود ہیں: مثلاً

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا (آل عمران: ۱۰۳) — تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو

اور اس سلسلہ کی سورہ انعام کی آیت ۶۵ پیچھے گزر چکی ہے لیکن اس حدیث میں سیاسی فرقوں اور حکومت کے باغیوں سے الگ رہنے کا حکم ہے لہٰذا اس حدیث کو دینی فرقوں پر چسپاں نہیں کیا جا سکتا غور و فکر کا مقام ہے کہ ان احادیث کے مطالعے سے جماعۃ المسلمین کا کیا مفہوم سمجھ میں آتا ہے اور موصوف جانتے بوجھتے لوگوں کو اس کا کیا مفہوم سمجھانا چاہتے ہیں یہ کس قدر افسوس اور ڈرنے کا مقام ہے۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ اور افتراء پردازی نہیں ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والوں کو احادیث میں جہنم کی وعید سنائی گئی ہے چنانچہ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ — جس شخص نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ کہا اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں تلاش کرنا چاہیئے۔

(رواہ البخاری (مشکوۃ المصابیح ص۳۲)

معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کو دنیاوی شہرت حاصل کرنے کے جنون نے اس حد تک اندھا کر دیا ہے کہ وہ عذاب جہنم سے بھی غافل ہو گئے ہیں جیسا کہ ہم نے واضح کیا کہ حذیفہؓ کی حدیث

یں فرقہ سے مراد یہ ہے کہ لوگ ایک امیر پر مجتمع ہونے کے بجائے مختلف جماعتوں میں بٹ جائیں چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

عن یسیر قال لقیت ابا مسعود حین قتل علی نتبعته نقلت له انشدك الله ماسمعت من النبی صلی الله علیه وسلم فی الفتن فقال انا لانکتم شیئاً علیك بتقوی الله والجماعة وایاك والفرقة فانها هی الضلالة وان الله لم یکن لیجمع امة محمد صلی الله علیه وسلم علی الضلالة۔

رواه کله الطبرانی ورجال هذه الطریقة الثانیة ثقات (مجمع الزوائد ۲۱۸-۲۱۹/۵) وقال الاستاذ ابوطاهر زبیر علی زئی: رواه الطبرانی فی المعجم الکبیر (ج ۱۷ ص ۲۳۹۰ ح ۶۶۵) وله شاهد عند الحاکم فی المستدرك ۵۰۷/۱ و ۵۰۶/۴ وصححه الحاکم ووافقه الذهبی

یسیرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں ابو مسعودؓ سے اس وقت ملا جب علیؓ قتل کر دیئے گئے تھے پس میں ان کے پیچھے چلا میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آپؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فتن کے متعلق جو سنا ہے اسے بیان کیجئے ابو مسعودؓ نے فرمایا کہ بیشک ہم کوئی چیز نہیں چھپائیں گے آپ پر اللہ کا خوف اختیار کرنا اور جماعت کے ساتھ رہنا لازم ہے اور تفرقہ سے بچتے رہنا کیونکہ بے شک یہ گمراہی ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔

اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں: (۱) صحابہ کرامؓ اور تابعین دورِ فتن کو جانتے تھے۔ کیونکہ فتنوں کا آغاز عمر بن خطابؓ کی شہادت کے بعد سے ہوا تھا جیسا کہ صحیح بخاری کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے:

۴۴۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُولُ: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ عُمَرَ إِذْ قَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ يُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا، ہم سے اعمش نے کہا۔ ہم سے شقیق نے کہا میں نے حذیفہؓ سے سنا وہ کہتے تھے ایک بار ایسا ہوا ہم حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں انہوں نے پوچھا فتنے کے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تم میں سے کس کو یاد ہے حذیفہؓ نے کہا اس فتنے کے باب میں جو آدمی کو اس کے گھر بار مال اولاد اور پڑوس میں پیدا ہوا کرتا ہے (ان کی محبت میں خدا کو بھول جاتا ہے) ایسے فتنے کا کفارہ نماز ہے اور صدقہ اور امر بالمعروف (اچھی بات کا حکم کرنا) نہی عن المنکر (بری بات سے منع کرنا) حضرت عمرؓ نے

قَالَ: لَيْسَ عَنْ هٰذَا أَسْأَلُكَ وَلٰكِنِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ: لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ عُمَرُ أَيُكْسَرُ الْبَابُ أَمْ يُفْتَحُ؟ قَالَ: بَلْ يُكْسَرُ قَالَ عُمَرُ: إِذًا لَا يُغْلَقُ أَبَدًا، قُلْتُ: أَجَلْ، قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ؟ قَالَ: نَعَمْ كَمَا أَعْلَمُ أَنَّ دُوْنَ غَدٍ لَيْلَةً وَذٰلِكَ أَنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيْطِ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ مَنِ الْبَابُ؟ فَأَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ: مَنِ الْبَابُ؟ قَالَ عُمَرُ۔

کہا میں یہ (چھوٹے چھوٹے) فتنے نہیں پوچھتا اس فتنے کو پوچھتا ہوں جو سمندر کی طرح امنڈ آئے گا۔ حذیفہ نے کہا اس فتنے سے آپ کو کچھ ڈر نہیں امیرالمومنین آپ اور اس فتنے کے درمیان تو ایک بند دروازہ ہے حضرت عمرؓ نے کہا بھلا یہ دروازہ توڑ ڈالا جائے گا یا کھولا جائے گا حذیفہؓ نے کہا توڑ ڈالا جائیگا (۱) حضرت عمرؓ نے کہا پھر تو وہ دروازہ کبھی بند نہ ہوگا (۲) حذیفہ نے کہا جی ہاں شقیق کہتے ہیں ہم نے حذیفہ سے پوچھا کیا حضرت عمرؓ اس دروازے کو جانتے تھے انہوں نے کہا ہاں الیا یقین کے ساتھ جانتے تھے جیسے یہ بات کہ آج کی رات کل کے دن سے پہلے ہے (۳) اسکی وجہ یہ تھی کہ میں نے انکو ایک حدیث بیان کی تھی جو کچھ اٹکل پچو بات نہ تھی (۴) شقیق کہتے ہیں کہ ہم حذیفہ سے یہ پوچھنے میں ڈرے کہ وہ کون تھا۔ ہم نے مسروق سے کہا تم پوچھو انہوں نے پوچھا۔ حذیفہ نے کہا وہ دروازہ خود حضرت عمرؓ تھے ملک۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(۱) وہ دروازہ حضرت عمرؓ تھے توڑنا یہ کہ شہید کئے جائیں گے۔ (۲) بند کیسے ہوگا جب ٹوٹ پھوٹ گیا۔ (۳) بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوئی یقینی بات تھی۔ (۴) یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے سبحان اللہ حضرت عمرؓ کی ذات مسلمانوں کی پشت پناہ تمام آفتوں اور بلاؤں کی روک تھی جب سے یہ ذات مقدس اٹھ گئی مسلمان مصیبت میں مبتلا ہو (عکس صحیح بخاری ص ۱۵۹/۱)

عمر بن الخطابؓ کی زندگی تک تو دشمنان اسلام کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ اسلام کو نقصان پہنچاتے لیکن ان کی شہادت کے بعد وہ خفیہ سازشوں میں مصروف ہو گئے یہاں تک کہ انہی سازشوں کے نتیجہ میں عثمان بن عفانؓ شہید کر دیئے گئے اور پھر جمل اور صفین کے معرکے ہوئے اور آخر کار علیؓ بن ابی طالب بھی شہید کر دیئے گئے۔ منافقین نے جس طرح صحابہ کرامؓ میں غلط فہمیاں پھیلائیں اور ان کو آپس میں لڑایا اور ان لڑائیوں کا سلسلہ ایک عرصے تک جاری رہا۔ ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّيْنَ، وَإِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

رواہ ابوداود والترمذی (مشکوۃ المصابیح ص ۱۴۸۴/۳ وقال الالبانی: واسنادہ صحیح)

میں اپنی امت کے لئے جن لوگوں سے زیادہ ڈرتا ہوں وہ گمراہ کرنے والے امام (بادشاہ) ہیں اور جب میری امت میں تلوار چل جائے تو پھر قیامت تک نہ رکے گی۔

(۲) اس حدیث میں جماعۃ اور فرقہ کا بیان موجود ہے اور یہ حدیث بتا رہی ہے کہ جماعۃ کا مطلب مسلمین کا ایک امام پر مجتمع ہو جانا ہے اور کسی چیز کی نصیحت ابو مسعودؓ یُسَیر کو سمجھا رہے ہیں اور سمجھا رہے ہیں کہ مسلمین کی اجتماعیت سے نہ ہٹنا اور فرقہ فرقہ نہ ہو جانا کیونکہ اسلامی امارت اور سلطان سے ہٹ جانا گمراہی کا سبب ہے۔

(۳) یہ حدیث حذیفہؓ کی روایت کی اچھی طرح وضاحت کر رہی ہے چنانچہ اس سے معلوم ہوا کہ جماعۃ المسلمین اور فاعتزل تلک الفرق کلھا کا کیا مطلب ہے؟

علامہ ہیثمیؒ مجمع الزوائد میں یہ باب باندھتے ہیں:

باب لزوم الجماعۃ والنھی عن الخروج عن الائمۃ وقتالھم

جماعۃ (اجتماعیت) کو لازم پکڑنا اور ائمہ کے خلاف خروج اور ان سے قتل کی ممانعت۔

اور اس کے بعد انہوں نے حذیفہؓ کی یہ روایت بیان کی ہے:

عن ربعی بن خراش قال انطلقت الی حذیفۃ بالمدائن لیالی سار الناس إلی عثمان فقال یا ربعی مافعل قومك قال قلت عن أیھم تسأل قال من خرج منھم الی ھذا الرجل قال فسمیت رجالا ممن خرج الیہ فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من فارق الجماعۃ واستذل الامارۃ لقی اللہ ولا وجہ لہ عندہ۔

رواہ احمد (فی مسند ج۵ ص۳۸۷) ورجالہ ثقات (مجمع الزوائد ج۵ ص۲۲۲)

ربعی بن خراشؒ بیان کرتے ہیں کہ میں مدائن میں حذیفہؓ کے پاس آیا۔ انہی راتوں میں لوگ عثمانؓ کے پاس (انہیں قتل کرنے کے لئے) جمع ہو گئے تھے پس حذیفہؓ نے کہا کہ اے ربعی آپ کی قوم کیا کر رہی ہے؟ میں نے عرض کیا کن لوگوں کے متعلق آپ پوچھ رہے ہیں حذیفہؓ نے فرمایا کہ ان میں سے جو اس شخص (عثمانؓ) کے خلاف خروج کر رہے ہیں۔ ربعیؒ کہتے ہیں کہ میں نے ان میں سے ان لوگوں کا نام لیا جو ان (عثمانؓ) پر خروج کر رہے تھے۔ پس حذیفہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص جماعۃ (مسلمین کی امارت) سے الگ ہوا اور حکومت کی توہین کی تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہو گی۔

اس روایت سے بھی جماعۃ کا مطلب روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے اور یہ روایت اس لئے بھی زیادہ اہمیت کی حامل ہے کہ اس کے روایت کرنے والے خود حذیفہؓ ہیں یہ وہی حذیفہؓ ہیں جن کی روایت تلزم جماعۃ المسلمین کو موصوف نے خانہ ساز معنی پہنا کر عوام الناس کو گمراہ کرنے کی ٹھانی ہے اس حدیث سے حذیفہؓ لوگوں کو عثمانؓ کی خلافت سے چمٹے رہنے کی تاکید فرما رہے ہیں۔

اور ان کے خلاف خروج سے روک رہے ہیں۔ بہت سے صحابہ کرامؓ نے دورِ فتن میں لوگوں کو تفرقہ سے روکا اور انہیں جماعۃ کے ساتھ چمٹے رہنے کی دعوت دی چنانچہ اسی دور کے ایک دوسرے صحابی عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ملاحظہ فرمائیں:

عن الحارث بن قیس قال قال لی عبد اللہ بن مسعود یا حارث ابن قیس ألیس یسرک ان تسکن وسط الجنۃ قال نعم قال فالزم جماعۃ الناس رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات (مجمع الزوائد ج۵ ص۲۲۲) وقال الاستاذ زبیر علی زئی

حارث بن قیسؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن مسعودؓ نے ارشاد فرمایا کہ اے حارث بن قیس! کیا تجھے یہ پسند ہے کہ تو جنت کے وسط میں رہے انہوں نے کہا جی ہاں۔ عبداللہ نے فرمایا پس لوگوں کی جماعۃ کو لازم پکڑ۔

رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر (۹/۲۲۳ الرقم ۸۹۷۰) واسنادہ صحیح

عبداللہ بن مسعودؓ کی وفات، شہادتِ عثمانؓ سے پہلے ہی ہو چکی تھی لیکن انھوں نے حالات سے اندازہ لگالیا تھا کہ لوگ عثمانؓ کے خلاف سازش کر رہے ہیں چنانچہ انہوں نے حارث بن قیسؒ کو اس سلسلہ میں وصیت فرمائی اور حذیفہؓ شہادتِ عثمانؓ کا سانحہ ملاحظہ فرمانے کے بعد علیؓ کی خلافت کی ابتداء میں وفات پاگئے تھے اس لئے انہوں نے بھی لوگوں کو جماعۃ سے الگ ہونے اور امیر عثمانؓ کے خلاف خروج سے روکا۔ اس روایت کے الفاظ بھی حذیفہؓ کی روایت تلزم جماعۃ المسلمین کی طرح کے ہیں الفاظ یہ ہیں: فلزوم جماعۃ الناس یعنی "لوگوں کی جماعۃ کو لازم پکڑنا" اگر تلزم جماعۃ المسلمین سے جماعۃ المسلمین بنانے کا حکم نکلتا ہے تو فلزوم جماعۃ الناس سے جماعۃ الناس بنانے کا حکم بھی ثابت ہوتا ہے لہذا موصوف کو چاہیئے کہ وہ اب ایک دوسری جماعت "جماعۃ الناس" بھی قائم کرلیں۔ موصوف کو شاید عبداللہ بن مسعودؓ پر بھی اعتراض ہوگا کہ انہوں نے جماعۃ المسلمین کے بجائے جماعۃ الناس کیوں کہا؟ علامہ ہیثمیؒ نے اس موقع پر یہ روایت بھی نقل کی ہے:

عن عرفجہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ید اللہ مع الجماعۃ والشیطان مع من خالف یرکض رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات (مجمع الزوائد ج۵ ص۲۲۱)

عرفجہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ کا ہاتھ جماعۃ کے ساتھ ہوتا ہے اور شیطان اس کے ساتھ ہوتا ہے جو (جماعۃ سے) پیچھے نکل بھاگے۔

عرفجہؓ کی روایت میں جماعۃ سے مراد امارت ہے جیسا کہ اس کی وضاحت انہی (عرفجہ) کی دو روایات میں پیچھے گذر چکی ہیں:

ایک روایت میں ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنھما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لن تجتمع امتی علی الضلالة فعلیکم بالجماعة فان ید اللہ علی الجماعة رواہ الطبرانی باسنادین رجال أحدھما ثقات (مجمع الزوائد ۲۱۸/۵) وقال الاستاذ زبیر علی زئی: اخرجه الطبرانی فی الکبیر ۱۲/۴۴۷ رقم ۱۳۶۲۳/۱۳۶۲۴ و اسنادہ حسن

عبداللہ بن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہ ہوگی اور تم پر جماعۃ کے ساتھ رہنا لازم ہے کیونکہ اس میں شک نہیں کہ جماعۃ پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے

حذیفہ بن یمانؓ کی روایت کے مختلف طرق

حذیفہ بن یمانؓ کی حدیث تلزم جماعة المسلمین وامامھم جسے امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے اس روایت کے صرف ایک ہی طریقہ سے موصوف نے اپنی امامت اور اپنی جماعت المسلمین کے لئے استدلال کیا ہے اور دوسرے تمام طرق کو نظرانداز کر دیا ہے جیسا کہ ان کے روحانی بھائی ڈاکٹر عثمانی نے انس بن مالکؓ کی قوع نعالھم والی حدیث کے صرف صحیح بخاری کے ایک ہی مقام کو نقل کرکے اپنا اُلّو سیدھا کرنے کی کوشش کی ہے اور اس روایت کے دوسرے طرق جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہیں ان سے آنکھیں بند کر لی ہیں یہی کچھ معاملہ موصوف کا بھی ہے اور موصوف نے بھی اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے اس روایت کے ایک ہی طریقہ کو لیا ہے اور دوسرے طرق جو موصوف کا بھانڈا پھوڑنے کے لئے کافی تھے ان کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ چنانچہ ہم اس روایت کے دوسرے طرق کے بعض الفاظ نقل کرتے ہیں کیونکہ اسی روایت کے دوسرے طرق موصوف کی چالاکی و عیاری کو واضح کرتے ہیں چنانچہ اس روایت کو نقل کرکے امام مسلمؒ نے دوسری سند کے ساتھ یہ حدیث نقل کی ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

قَالَ یَکُوْنُ بَعْدِیْ أَئِمَّةٌ لَا یَھْتَدُوْنَ بِھُدَایَ وَلَا یَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِیْ وَسَیَقُوْمُ فِیْھِمْ رِجَالٌ قُلُوْبُھُمْ قُلُوْبُ الشَّیَاطِیْنِ فِیْ جُثْمَانِ اِنْسٍ قَالَ قُلْتُ کَیْفَ أَصْنَعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ أَدْرَکْتُ ذٰلِکَ قَالَ تَسْمَعُ وَتُطِیْعُ لِلْأَمِیْرِ وَاِنْ ضُرِبَ ظَھْرُکَ وَاُخِذَ مَالُکَ فَاسْمَعْ وَاَطِعْ۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: میرے بعد وہ لوگ حاکم ہوں گے جو میری راہ پر نہ چلیں گے اور میری سنت پر عمل نہ کریں گے اور ان میں ایسے لوگ ہوں گے، جن کے دل شیطان کے سے اور بدن آدمیوں جیسے ہوں گے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اگر میں ایسے زمانے کو پالوں تو کیا کروں، آپ نے فرمایا امیر کی بات سن اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کر اگرچہ وہ تیری کمر پر مارے

اور تیرا (سارا) مال چھین لے پھر بھی تو اس کی بات سن اور اس کی اطاعت کر۔ (صحیح مسلم، کتاب الامارہ باب الامر بلزوم الجماعۃ عند ظہور الفتن)

اس حدیث نے واضح کر دیا کہ اس میں جس امام اور جماعۃ المسلمین کا ذکر ہے اس سے مسلمین کا سلطان یا بادشاہ مراد ہے کیونکہ اس روایت میں ائمہ (حکام) کے الفاظ آئے ہیں اور پھر اس کی وضاحت خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر کے الفاظ سے فرمائی ہے اور امیر سے مسلمین کے سلطان یا بادشاہ کے علاوہ دوسری کوئی شخصیت مراد نہیں ہو سکتی کیونکہ آگے ابو داود وغیرہ کی جو روایات آرہی ہے اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے بجائے خلیفہ کا نام لیا ہے جس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اس حدیث میں امام سے سلطان ہی مراد ہے اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم بھی دیا کہ اے حذیفہؓ تم پر اس امیر کی اطاعت لازم ہے چاہے وہ تمھاری کمر پر مارے اور تیرا مال بھی چھین لے۔ بتائیے اب اس سے مسلمین کے سلطان کے علاوہ اور کون مراد ہو سکتا ہے؟ اور دیگر بے شمار احادیث بھی اس کی وضاحت کرتی ہیں۔ جن میں چند کا بیان پیچھے گذر چکا ہے امام مسلمؒ نے اس حدیث کو جس سیاق و سباق میں بیان کیا ہے وہ تمام کا تمام حکومت و امارت سے تعلق رکھتا ہے اور امام نوویؒ نے کتاب الامارۃ کا عنوان باندھ کر اس میں اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے:

بَابُ الْاَمْرِ بِلُزُوْمِ الْجَمَاعَۃِ عِنْدَ ظُهُوْرِ الْفِتَنِ فتنوں کے وقت جماعۃ کو لازم پکڑنے کا حکم

اور اس باب میں حذیفہؓ کی ان دو احادیث کے علاوہ ابو ہریرہؓ ابن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کی وہ روایات بھی موجود ہیں جو اسلامی حکومت اور اس کے امیر کی اطاعت سے متعلق ہیں اور جن میں خروج سے روکا گیا ہے اور جن میں سے بعض پیچھے گذر چکی ہیں اور اگلے باب:

حُكْمُ مَنْ فَرَّقَ اَمْرَ الْمُسْلِمِيْنَ وَهُوَ مُجْتَمِعٌ اس شخص کا حکم جو مسلمین میں تفرقہ ڈالے جبکہ وہ (ایک خلیفہ پر) مجتمع ہوں۔

میں عرفجہؓ کی روایات ذکر کی گئی ہیں:

ایک خاص نکتہ: اس حدیث میں ایک خاص نکتہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ حکام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے اور سنت پر نہ چلیں گے لیکن اس کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اطاعت کرنے اور جماعۃ (اجتماعیت) کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے البتہ اللہ کی نافرمانی میں ان کی اطاعت سے روکا ہے لیکن موصوف خود اتنے پارسا ہیں کہ وہ صحیح العقیدہ اور عمل صالح کے پیکر مسلمین تک کو مسلم کہنے کے لئے تیار نہیں اور نہ ہی وہ امامِ کعبہ کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے لئے تیار ہیں حالانکہ اگر اس پُر فتن دور میں کہیں اسلامی حکومت ہے تو وہ صرف سعودی عرب میں ہے۔ تف ہے ایسی پارسائی پر کہ جو انسان کو مسلمین سے الگ کر دے اور جماعۃ المسلمین سے خروج پر

آمادہ کردے در حقیقت دیکھا جائے تو موصوف نے مسلمین میں تفرقہ ڈال دیا ہے اور مسلمین سے الگ ہٹ کر اپنے لئے نئی راہ کا انتخاب کیا ہے اور اس طرح انھوں نے سبیل المؤمنین کو چھوڑ دیا ہے۔

امام ابوداودؒ نے کتاب الفتن و الملاحم میں حذیفہؓ بن یمانؓ کی جو روایت نقل کی ہے اس کے بعض الفاظ یہ ہیں:

إِنْ كَانَ لِلّٰهِ تَعَالَى خَلِيفَةٌ فِي الْأَرْضِ فَضَرَبَ ظَهْرَكَ وَأَخَذَ مَالَكَ فَأَطِعْهُ وَإِلَّا فَمُتْ وَأَنْتَ عَاضٌّ بِجِذْلِ شَجَرَةٍ وَفِي رِوَايَةٍ فَإِنْ تَمُتْ يَا حُذَيْفَةُ وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلَى جِذْلٍ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَتَّبِعَ أَحَدًا مِنْهُمْ وَفِي رِوَايَةٍ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ يَوْمَئِذٍ خَلِيفَةً فَاهْرُبْ حَتَّى تَمُوتَ فَإِنْ تَمُتْ وَأَنْتَ عَاضٌّ (سنن ابوداود مع عون المعبود ج ۴ ص ۱۵۲، ۱۵۵) مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۶۳ وقال الالبانی اخرجہ ابوداود (۴۲۴۴، ۴۲۴۵، ۴۲۴۶) احمد قلت: وھذا اسناد حسن (السلسلۃ الصحیحۃ ج ۴ ص ۴۱ رقم ۱۷۹۱)	اور اگر اس وقت زمین میں کوئی اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہو اور وہ تیری کمر پر مارے اور تیرا مال چھین لے تب بھی اس کی اطاعت کر اور اگر (کوئی خلیفہ) نہ ہو تو کسی درخت کی جڑ میں بیٹھ جا اور وہیں مر جا۔ اور ایک روایت میں ہے پس لے حذیفہ اس وقت تو درخت کی جڑ کو اپنی پناہ گاہ بنا لے اور وہیں مر جا تو یہ اس سے بہتر ہوگا کہ تو ان میں سے کسی کی اتباع کرے اور ایک روایت میں ہے پس اگر تو ان دنوں میں کوئی خلیفہ نہ پائے تو (تمام فرقوں سے) بھاگ کھڑے ہونا۔

وقال الحاکم: ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ واقرہ الذھبی (مستدرک ج ۴ ص ۴۴۳)

اس حدیث میں امام کے لئے خلیفہ کا لفظ آیا ہے پس ثابت ہوا کہ جماعۃ المسلمین سے مسلمین کی امارت اور امام سے مسلمین کا خلیفہ مراد ہے اور اس طرح موصوف کے بلند بانگ دعوے باطل ثابت ہوئے طبرانی میں حذیفہؓ کی اس روایت کے بعض الفاظ یہ ہیں:

فَإِنْ رَأَيْتَ خَلِيفَةً فَالْزَمْهُ وَإِنْ ضَرَبَ ظَهْرَكَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ خَلِيفَةٌ فَاهْرُبْ (فتح الباری ج ۱۳ ص ۳۶)	پس اگر کوئی خلیفہ موجود ہو تو اس کے ساتھ رہنا اگرچہ وہ تیری پیٹھ پر مارے اور اگر خلیفہ موجود نہ ہو تو بھاگ کھڑے ہونا۔

مسند احمد میں حذیفہ بن یمانؓ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

قَالَ فَإِنْ رَأَيْتَ يَوْمَئِذٍ خَلِيفَةَ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ فَالْزَمْهُ وَإِنْ نَهَكَ جِسْمَكَ وَأَخَذَ مَالَكَ فَإِنْ لَمْ تَرَهُ فَاهْرُبْ فِي الْأَرْضِ وَلَوْ أَنْ تَمُوتَ وَأَنْتَ عَاضٌّ بِجِذْلِ شَجَرَةٍ۔	اور اگر ان دنوں میں کوئی خلیفہ زمین میں ہو تو اسے لازم پکڑنا اگرچہ وہ تجھے سخت مار مارے اور تیرا (سارا) مال چھین لے اور اگر کوئی خلیفہ نہ ہو تو زمین میں بھاگ کھڑے ہونا اور کسی

(مسند احمد ج۵ ص۴۰۳) وقال الالبانی حسن عن حذیفۃ (صحیح الجامع الصغیر ج۱ ص۵۷۵ رقم ۲۹۹۵/۱۳۷۲) | درخت کی جڑ کو اپنی پناہ گاہ بنا کر وہیں موت سے ہمکنار ہو جانا۔

امام احمد بن حنبلؒ نے اس کے بعد اسطرح کی تین اور روایات بیان کی ہیں اس روایت اور ابوداؤد کی روایت میں ایک خاص بات یہ بیان کی گئی ہے کہ اس فتنہ کے دور میں زمین میں اگر کوئی خلیفہ ہو تو اس کی اطاعت کرنا۔ کیا موصوف نے پوری زمین کا چکر لگا کر اس خلیفہ کو تلاش کیا ہے؟ اگر ایسا نہیں تو ان پر لازم ہے کہ وہ پوری زمین کا چکر لگائیں اور زمین کے کونے کونے میں اس خلیفہ کو تلاش کریں اور جب وہ خلیفہ مل جائے تو اس کے ہاتھ پر بیعت کرلیں موصوف نے یہ کیا آسان سا کام کر لیا کہ شہر کراچی کے ایک محلے میں بیٹھ کر وہاں سے اپنی امامت کا اعلان فرما دیا اور اگر انہیں امام یا بادشاہ ہی بننا تھا تو کم از کم دنیا کے تمام اخبارات میں یہ اشتہار دے دیتے "وہ تھا جس کا انتظار وہ امام آگیا" تاکہ لوگ ان کی بیعت کے لئے ان کی طرف لپک پڑتے شیعہ حضرات تو ویسے بھی اپنے "امام غائب" کے انتظار میں گھڑیاں گن رہے ہیں اگر انہیں اس طرح کی کوئی سُن گن لگ جاتی تو وہ موصوف کو پکڑ کر ایران پہنچا دیتے۔

اور اگر انہیں خلیفہ کے تلاش میں کوئی دشواری تھی تو وہ کسی طرح سعودی عرب کی شہریت اختیار کر کے شاہ فہد کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے کیونکہ وہ اس وقت حرمین شریفین کے خلیفہ ہیں اور اگر موصوف خواہ مخواہ تقلید کو بہانہ بنائیں گے تو یہ ان کا الزام ہے کیونکہ وہاں کتاب و سنت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اور اگر امام احمد بن حنبلؒ اور ان کی رائے کا وہاں زیادہ پاس کیا جاتا ہے تو صرف اس وجہ سے کہ امام احمد بن حنبلؒ امام اہل السنہ تھے اور اگر آپ کی نگاہ میں تقلید کی کوئی صورت بھی روا نہیں تو پہلے آپ اپنے تمام معتقدین کی گردنیں مار دیں کیونکہ یہ سب آپ ہی کی تقلید اختیار کئے ہوئے ہیں اور آپ ہی کا سکھایا ہوا مسلمینی کا سبق الاپ رہے ہیں اصل بات یہ ہے موصوف نے یہ سب بہانے فرار کی راہ اختیار کرنے کے لئے بنا رکھے ہیں اور وہ خود دنیا کے امام بننے کے خواب دیکھ رہے ہیں اور اگر انہیں ایسی ہی بے اختیار جماعت بنانے ہی کا شوق تھا تو کم از کم پہلے وہ اپنے ملک ہی میں نگاہ دوڑا کر دیکھ لیتے کہ ان سے پہلے تو کسی نے اس طرح کی کوئی جماعت قائم نہیں کر رکھی ہے اور اگر ایسی کوئی جماعت وہ پا لیتے تو پھر اسی کے سایہ عاطفت میں پناہ لے لیتے۔ چنانچہ موصوف کی جماعت سے پہلے اس ملک میں مسلم لیگ نام کی جماعت موجود ہے اور مسلم لیگ کا مطلب بھی جماعت المسلمین ہے کیونکہ لیگ انگریزی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب جماعت ہے اور اسی جماعت نے پاکستان قائم کیا تھا اور یہ جماعت برسر اقتدار بھی رہ چکی ہے

لہٰذا موصوف اسی وقت تلزم جماعۃ المسلمین و اما مھم پر عمل شروع کر دیتے لیکن افسوس کہ موصوف نے اس وقت اس حدیث پر عمل نہ کیا۔

ابو داؤد وغیرہ کی روایات میں جو دوسری خاص بات بیان ہوئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

قَالَ هُدْنَةٌ عَلَىٰ دَخَنٍ وَ جَمَاعَةٌ عَلَىٰ اَقْذَاءٍ — فرمایا اس وقت ظاہر میں صلح اور باطن میں کدورت ہوگی اور جماعت کی بنیاد فساد پر ہوگی۔

اور دوسری روایت میں ہے:

قَالَ نَعَمْ تَكُوْنُ اِمَارَةٌ عَلَىٰ اَقْذَاءٍ وَهُدْنَةٌ عَلَىٰ دَخَنٍ — فرمایا ہاں حکومت ہوگی جس کی بنیاد فساد پر ہوگی اور صلح کی بنیاد کدورت پر ہوگی (یعنی ظاہر میں صلح اور باطن میں کدورت ہوگی)۔

(رواہ ابو داؤد۔ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ $\frac{۴۶۳}{۲}$ ج)

حذیفہؓ کی اس روایت میں جماعۃ کی وضاحت امارت و حکومت سے کی گئی ہے معلوم ہوا جماعۃ المسلمین سے مراد مسلمین کی امارت ہے نہ کہ موصوف کی نام نہاد جماعت المسلمین

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی وضاحت

یہاں تک ہم نے حدیث تلزم جماعۃ المسلمین و اما مھم کی وضاحت خود اسی حدیث کے مختلف طرق کے ذریعے کی ہے اور اس وضاحت کے بعد اب صحیح بخاری کے سب سے بڑے شارح حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی طرف آتے ہیں اور ان سے معلوم کرتے ہیں کہ وہ اس حدیث کی کیا وضاحت کرتے ہیں واضح رہے کہ حافظ صاحب نے اس حدیث پر تفصیل سے گفتگو کی ہے اور یہ وہ شارح ہے کہ جس پر موصوف کو بھی اعتماد ہے اور تلاشِ حق میں انہوں نے فتح الباری کی تعریف کی ہے حافظ صاحبؒ صحیح بخاری کے باب کیف الامر اذا لم تکن جماعۃ کی وضاحت ان الفاظ سے کرتے ہیں۔

والمعنی ما الذی یفعل المسلم فی حال الاختلاف من قبل ان یقع الاجتماع علی خلیفۃ (فتح الباری صفحہ $\frac{۳۵}{۱۳}$ ج) — اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی ایک خلیفہ پر اجماع سے پہلے اختلاف کی حالت میں مسلم کیا طرز عمل اختیار کرے گا۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ایک ہی جملے میں پوری حدیث کے مفہوم کو بیان کر دیا ہے حافظ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں جبکہ مسلمین کسی ایک خلیفہ کی بیعت پر مجتمع نہ ہو سکے ہوں تو ایسی صورت میں انھیں کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے اور پھر حافظ صاحبؒ نے امام کی وضاحت خلیفہ کے

لفظ بیان زمانی ہے گویا وہ چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ اس حدیث کا تعلق مسلمین کی حکومت اور ان کے خلیفہ سے ہے جبکہ موصوف نے اس حدیث کو خود ساختہ معنی پہنا کر اس سے اپنی بے بس اور بے اختیار جماعت مراد لی ہے۔ اب اس حدیث کی وضاحت فتح الباری سے ملاحظہ فرمائیں چنانچہ ہم فتح الباری کے بعض چیدہ چیدہ مقامات پیش کرتے ہیں۔

والمراد بالشر ما یقع من الفتن بعد قتل عثمان وھلم جرا اوما یترتب علی ذلک من عقوبات الآخرۃ (فتح الباری ص۳۶،۳۵ ج۱۳)	اور شر سے مراد وہ فتنے ہیں جو قتل عثمانؓ کے بعد واقع ہوئے وغیرہ وغیرہ یا آخرت میں جو سزا اس پر مرتب ہوگی۔

حافظ صاحبؒ اس حدیث کو صحابہ کرامؓ اور تابعین کے دور کے فتنوں کے ساتھ مخصوص فرما رہے ہیں چنانچہ وہ فرما رہے ہیں کہ فتنوں کا آغاز عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد ہوا ایک حدیث میں ہے:

عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ویل للعرب من شر قد اقترب افلح من کف یدہ۔ رواہ ابوداود (مشکوۃ المصابیح ص۱۳۸۸ ج۳ واسنادہ صحیح)	ابوہریرہؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدنصیبی ہے عرب کی کہ فتنہ قریب آگیا پس فتنہ میں وہ شخص کامیاب ہوگا جس نے اپنا ہاتھ روک لیا۔

چنانچہ بہت سے صحابہ کرامؓ نے اس حکم پر عمل کیا اور انھوں نے فتنہ کے دور میں لڑائی سے اپنا ہاتھ روک لیا تھا حافظ صاحبؒ اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے صحیح مسلم کی دوسری حدیث کا بھی حوالہ دیتے ہیں جسے امام ابوالاسودؒ نے روایت کیا ہے اور آگے فرماتے ہیں:

قولہ (ھم من جلدتنا) ای من قومنا ومن اھل لساننا وملتنا وفیہ اشارۃ الی انھم من العرب (ایضاً ص۳۶ ج۱۳)	ہم من جلدتنا (وہ ہماری قوم کے لوگ ہوں گے) کا مطلب ہے کہ وہ ہماری قوم کے لوگ ہوں گے اور ہمارے ہم زبان ہوں گے اور ہماری ملت کے لوگ ہوں گے اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ عرب ہوں گے۔

ان الفاظ سے بھی معلوم ہوا کہ اس حدیث کا تعلق صحابہ کرامؓ، تابعین اور تبع تابعین کے فتنے کے دور سے ہے حافظ صاحبؒ آگے فرماتے ہیں:

قال عیاض: المراد بالشر الاول الفتن التی وقعت بعد عثمان والمراد بالخیر الذی بعدہ ما وقع فی خلافۃ عمر بن عبدالعزیز والمراد	عیاضؒ فرماتے ہیں کہ شر اول سے وہ فتنہ مراد ہے جو (شہادتِ) عثمانؓ کے بعد پیش آیا اور خیر سے مراد وہ زمانہ ہے جو اس کے بعد عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں واقع ہوا، اور وہ لوگ جن میں اچھی

بالذين تعرف منهم وتنكر الامراء بعده، فكان فيهم من يتمسك بالسنّة والعدل وفيهم من يدعو الى البدعة ويعمل بالجور قلت: والذي يظهر أن المراد بالشر الاول ما اشار اليه من الفتن الاولى، وبالخير ما وقع من الاجتماع مع علي ومعاويه وبالدخن ما كان في زمنهما من بعض الامراء كزياد بالعراق وخلاف من خالف عليه من الخوارج وبالدعاة على ابواب جهنم من قام في طلب الملك من الخوارج وغيرهم والى ذلك الاشاره بقوله "الزم جماعة المسلمين وامامهم يعني ولو جار ويوضح ذلك رواية ابي الاسود ولو ضرب ظهرك واخذ مالك و كان مثل ذلك كثيرا في امارة الحجاج ونحوه قوله (تلزم جماعة المسلمين وامامهم) بكسر الهمزه اي اميرهم زاد في رواية ابي الاسود تسمع و تطيع وان ضرب ظهرك واخذ مالك وكذا في رواية خالد بن سبيع عند الطبراني فان رايت خليفة فالزمه وان ضرب ظهرك فان لم يكن خليفة فالهرب

(ایضاً ص۳۶ ج۱۳)

اور بری باتیں دونوں پائی جائیں گی سے مراد بعد کے حکام ہیں ان میں ایسے بھی ہوں گے جو سنت کو اختیار کریں گے اور ان میں ایسے بھی ہوں گے جو بدعت کی طرف بلائیں گے اور ظالم ہوں گے میں (ابن حجر) کہتا ہوں اور شر اول سے جو ظاہر ہوگا اور جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے مراد پہلا فتنہ (قتل عثمانؓ) ہے اور خیر سے وہ اجتماع مراد ہے جو علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان ہوا اور دخن سے مراد ان دونوں حضرات کے زمانے میں بعض امراء جیسے عراق میں زیاد وغیرہ اور ان کے مخالفین میں سے خوارج ہیں اور جہنم کی طرف بلانے والوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو طلب حکومت کے لئے وہ خوارج وغیرہ میں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور اسی کی طرف اس حدیث میں اشارہ کیا ہے کہ جماعۃ المسلمین اور اس کے امام کے ساتھ رہنا یعنی اگر وہ (امام) ظالم ہی ہو اور ابوالاسودؓ کی روایت میں اس مقام پر یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ اگرچہ وہ تیری پیٹھ پر مارے اور تیرا مال چھین لے اور اس طرح کی بکثرت مثالیں حجاج وغیرہ کی امارت میں ملتی ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "جماعۃ المسلمین اور اس کے امام کو لازم پکڑنا" میں امام سے مراد امیر ہے اور ابوالاسودؓ کی روایت میں ہے کہ سننا اور (امیر کی) اطاعت کرنا اگرچہ وہ تیری پیٹھ پر مارے اور تیرا مال چھین لے اور اسی طرح خالد بن سبیعؓ کی روایت میں ہے۔ جیسے الطبرانی نے روایت کیا ہے کہ اگر خلیفہ ہو تو اس کے ساتھ رہنا اگرچہ وہ تیری پیٹھ پر مارے اور اگر خلیفہ موجود نہ ہو تو (تمام سیاسی پارٹیوں سے) بھاگ کھڑے ہونا۔

اس وضاحت سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس روایت کا تعلق زیادہ تر صحابہ کرامؓ اور تابعین کے دورِ فتن سے ہے اور جس فتنہ نے عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد سر اٹھایا تھا اس نے ایک عرصہ تک صحابہ کرامؓ اور تابعین وغیرہ کو پریشان کئے رکھا۔ پھر حافظ صاحبؒ تلزم جماعۃ المسلمین اور امامھم کی تشریح کرتے ہوئے جماعۃ المسلمین سے مسلمین کی حکومت وخلافت اور امامھم سے مسلمین کا خلیفہ اور بادشاہ مراد لیتے ہیں چنانچہ وہ ابوالاسودؒ کی روایت کا ذکر کرتے ہوئے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ "تم سننا اور اطاعت کرنا اگرچہ وہ (خلیفہ) تیری کمر پر مارے اور تیرا مال بھی چھین لے" اور پھر حافظ صاحبؒ اس سلسلہ میں خالد بن سبیعؒ کی روایت کا ذکر کرتے ہیں جس میں خلیفہ کا لفظ صاف طور پر موجود ہے حافظ صاحبؒ حذیفہ بن یمانؓ کی روایت کے مختلف طرق اور ان کے الفاظ جمع کر کے حدیث تلزم جماعۃ المسلمین وامامھم کا مطلب سمجھا رہے ہیں کہ اس جماعت اور امام سے مراد مسلمین کی حکومت وخلافت اور ان کا سلطان مراد ہے اس لئے کہ حذیفہؓ ہی کی ایک روایت میں امام کا لفظ آیا ہے تو دوسری روایت میں خلیفہ اور امیر کے الفاظ آئے ہیں جس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اس روایت میں جماعت وامام سے حکومت وخلیفہ مراد ہے۔ اور حافظ صاحبؒ نے موصوف کی بے اختیار جماعت کا کہیں اشارۃً بھی ذکر نہیں کیا۔ حافظ صاحبؒ آگے فرماتے ہیں:

وقولہ وانت علی ذلک ای العض وھو کنایۃ عن لزوم جماعۃ المسلمین وطاعۃ سلاطینھم ولو عصوا (ایضاً ص ۳۶/۱۳)	اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہ تجھے درخت کی جڑ چباتے چباتے موت آجائے"۔ اس میں کنایہ ہے جماعۃ المسلمین کو لازم پکڑنے اور بادشاہوں کی اطاعت کرنے کا اگرچہ وہ نافرمان ہی کیوں نہ ہوں۔

آگے بیضاویؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اگر کوئی خلیفہ نہ ہو تو تمام جماعتوں سے علیحدگی اختیار کرلے اور پھر آگے فرماتے ہیں:

او المراد اللزوم کقولہ فی الحدیث الاخر عضوا علیھا بالنواجذ ویؤید الاول قولہ فی الحدیث الاخر فان مت وانت عاض علی جذل خیر لک من ان تتبع احدا منھم۔ وقال ابن بطال: فیہ حجۃ لجماعۃ الفقہاء فی وجوب لزوم	یا اس سے مراد لزوم (لازم پکڑنا) ہے جیسا کی دوسری حدیث میں ہے کہ "اسے دعاڑوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑلو"۔ اور پہلی بات کی تائید حدیث کا آخری حصہ کرتا ہے کہ "تجھے موت آجائے اس حال میں کہ تو درخت کی جڑھ کی پناہ پکڑے ہوئے ہو اس سے بہتر ہے کہ تو ان میں سے کسی گروہ کی اتباع کرے" اور ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ اس (حدیث)

جماعة المسلمين وترك الخروج
على ائمة الجور، لانه وصف
الطائفة الأخيرة بأنهم "دعاة
على ابواب جهنم" ولم يقل فيهم
تعرف وتنكر" كما قال في الاولين
وهم لا يكونون كذلك الا وهم
على غير حق وامر مع ذلك بلزوم
الجماعة قال الطبري اختلف في
هذا الامر وفي الجماعة فقال
قوم: هو للوجوب والجماعة
السواد الاعظم ثم ساق عن محمد
بن سيرين عن ابي مسعود
انه اوصى من سأله لما قتل
عثمانؓ عليك بالجماعة فان
الله لم يكن ليجمع امة
محمد على ضلالة وقال
قوم: المراد بالجماعة
الصحابة دون من بعدهم
وقال قوم: المراد بهم
اهل العلم لان الله جعلهم
حجة على الخلق والناس تبع
لهم في امر الدين قال الطبري
والصواب ان المراد من
الخبر لزوم الجماعة
الذين في طاعة من اجتمعوا
على تاميره فمن نكث بيعته
خرج عن الجماعة قال: وفي

یہ دلیل ہے فقہاء کی جماعت کے لئے جماعۃ المسلمین
کو لازم پکڑنے کی اور ظالم حکام کے خلاف خروج کو
ترک کرنے کی۔ اس لئے کہ آخری گروہ کا یہ وصف
بیان ہوا ہے کہ "وہ جہنم کے دروازوں کی طرف
دعوت دینے والے ہوں گے" اور ان کے بارے
بارے میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ ان میں اچھی اور بری
باتیں پائی جائیں گی جیسا کہ پہلے گروہ کا وصف
بیان کیا گیا ہے اور وہ اس طرح نہ ہوں گے مگر
وہ حق پر نہ ہوں گے اور حکم دیا ان کے ساتھ جماعت
کو لازم پکڑنے کا۔ الطبریؒ فرماتے ہیں کہ اس معاملے
اور جماعت کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے پس
ایک گروہ کا کہنا ہے کہ (جماعت کے ساتھ رہنے کا حکم)
وجوب کے لئے ہے اور جماعت سے مراد سب سے
بڑا گروہ (جو ایک خلیفہ پر مجتمع ہو) ہے اور اس میں
محمد بن سیرینؒ کی روایت پیش کی ہے کہ انھوں نے
ابو مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ جب عثمان غنیؓ
شہید کئے گئے تھے تو ان سے (اس معاملے میں)
سوال کیا گیا تو انہوں نے وصیت کی کہ تم پر جماعت
کے ساتھ رہنا لازم ہے اس لئے کہ امت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی اور
دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ اس سے بعد کے لوگوں
کو چھوڑ کر صرف صحابہ کرامؓ کی جماعت مراد ہے اور ایک
گروہ کا خیال ہے کہ اس سے مراد اہل علم ہیں کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے ان کو مخلوق پر حجت بنایا ہے اور
لوگ دین کے کام میں ان کے متبع ہیں الطبریؒ فرماتے
ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ اس خبر سے مراد ان لوگوں
کا جماعت کو لازم پکڑنا ہے کہ طاعت کے معاملے میں

الحديث انه متى لم يكن الناس امام فافترق الناس احزابا فلا يتبع احدا في الفرقة ويعتزل الجميع ان استطاع ذلك خشية من الوقوع في الشر

(ایضاً ج ۱۳ ص ۳۶،۳۷)

کہ جن کی امارت میں لوگوں کا اجتماع ہو چکا ہو اور جو شخص اس (سلطان) کی بیعت سے نکلا وہ جماعت سے خارج ہو گیا اور حدیث میں ہے کہ جب لوگوں کا کوئی امام موجود نہ ہو تو وہ منتشر ہو کر بھاگ کھڑے ہوں اور کسی گروہ کا اتباع نہ کریں اور شر کے واقع ہونے کے ڈر سے جہاں تک ہو سکے لوگ (ان گروہوں سے) الگ ہو جائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الدین الخالص (دوسری قسط)

"دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا" منظر عام پر

جس میں ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی صاحب کے باطل عقائد و نظریات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور ان کی علمی خیانتوں، دھوکوں اور فراڈ کی بے شمار مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ اور حوالے کے طور پر ان کی اصل کتابوں کے عکس (فوٹو اسٹیٹ) اور دیگر کتابوں کے عکس پیش کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے اس کے علاوہ موصوف کی تحریک کی تاریخ اور غایت بھی بیان کی گئی ہے اور بعض عجیب و غریب معلومات جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ موصوف کے اصول و قواعد کے مطابق ان کی کتابوں میں ذکر کردہ تمام روایات موضوع یا کم از کم ضعیف ہیں۔ اور آخر میں موصوف کے اپنے ہی فتوے سے ان کو دائمی و ابدی مشرک ثابت کیا گیا ہے۔ کتاب کیا ہے؟ ایک عجیب و غریب علمی دستاویز جس کا اندازہ پڑھنے کے بعد ہی لگایا جا سکتا ہے۔ عمدہ کتابت و طباعت ۹ صفحات ۲۷۲، زر تعاون ۱۸ روپے پیشگی ارسال فرمائیں کیونکہ کتاب قرض لے کر طبع کرائی گئی ہے۔

فرقہ بندی

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس نے اپنے ماننے والوں کو ایک کامل و مکمل دستورِ زندگی عنایت فرمایا ہے۔ یہ ضابطہ حیات دو چیزوں پر مشتمل ہے نمبرا قرآن کریم اور نمبر۲ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ قرآن کریم اور حدیث دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی عنایت ہوئے ہیں۔ اسی لئے قرآن کریم کو وحی متلو یا وحی جلی اور حدیث کو وحی غیر متلو یا وحی خفی کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (الاعراف: ۳)	جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس کی پیروی کرو اور اس کے علاوہ کسی ولی کی پیروی نہ کرو مگر تم نصیحت کم ہی مانتے ہو۔

معلوم ہوا کہ جو ہدایت وحی کے ذریعے رب کائنات کی طرف سے نازل ہوئی اسی کی اتباع اور پیروی لازمی ہے اور اس کے مقابلے میں کسی اور کی رائے، حکم یا رہنمائی کو ماننا اسے اللہ تعالیٰ کے حکم میں شریک ٹھہرانے کے مترادف ہے

وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا (الکہف: ۲۶) اللہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے احکامات کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ فاسق اور ظالم ہی نہیں بلکہ کافر بھی ہے

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (المائدہ: ۴۴)	جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے احکامات کے بجائے دوسروں کے خیالات یا آراء کی پیروی کرتے ہیں ان کے متعلق ارشاد ہے :

أَمْ لَهُمْ شُرَكَٰٓؤُا۟ شَرَعُوا۟ لَهُم مِّنَ ٱلدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنۢ بِهِ ٱللَّهُ ۚ (الشوریٰ: ۲۱)

کیا ان کے لئے ایسے (اللہ کے) شریک ہیں جنھوں نے ان کے لئے دین کے وہ قوانین بنائے ہیں کہ جن کا اللہ نے کوئی حکم نہیں دیا۔

جب تک مسلمین اس ہدایت و رہنمائی کے تابع رہے ان میں دین کے معاملے میں کوئی اختلاف پیدا نہیں ہوا لیکن جب انہوں نے مرکز سے ہٹنا شروع کر دیا تو ان میں اختلافات پیدا ہوئے یہاں تک کہ آخر کار ان میں فرقہ بندی شروع ہو گئی اور پھر لاتعداد فرقے عالم وجود میں آ گئے فرقہ بندیوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بہت ہی آسان طریقہ بتایا ہے :

وَٱعْتَصِمُوا۟ بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۟ (آل عمران: ۱۰۳)

اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔

اس آیت میں فرقہ بندیوں سے بچنے کا ایک عظیم الشان نسخہ تجویز فرمایا گیا ہے۔ اور وہ یہ کہ تمام مسلمین اللہ کی رسی یعنی کتاب وسنت کو پوری قوت اور مضبوطی سے تھامے رہیں۔ کتاب وسنت کی راہ ہی ایک ایسی پر امن ومحفوظ راہ ہے کہ اس پر چلنے میں ایمان واعمال دونوں کی پوری پوری حفاظت موجود ہے۔ اور اس شاہراہ پر چلنے والا ہی آخرت کے خسارے و نقصان سے محفوظ رہے گا۔ جبکہ اس راہ کے علاوہ دوسرے تمام راستے پر خطر اور غیر محفوظ ہیں اور ان کے راہی کبھی بھی منزل مراد تک نہیں پہنچ سکتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کی وضاحت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے :

وَأَنَّ هَٰذَا صِرَٰطِى مُسْتَقِيمًا فَٱتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا۟ ٱلسُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِۦ (انعام: ۱۵۳)

یہی میرا سیدھا راستہ ہے لہذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ اس راستے سے ہٹا کر تمھیں پراگندہ کر دیں گے۔

آج بھی مسلمین کے متحد ہونے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ وہ سب اپنے اپنے اختلافات چھوڑ کر اسلام کی اس عظیم الشان شاہراہ پر اکٹھے ہو جائیں اور اللہ کی رسی یعنی کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھام لیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَأُو۟لِى ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَٰزَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں، پھر اگر تمھارے درمیان کسی

اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (النساء:۵۹)

معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی ایک صحیح طریق کار اور انجام کے اعتبار سے بہتر ہے۔

مسلمین کو اوّل تو اختلاف کرنے سے روکا گیا ہے لیکن اگر کبھی کوئی اختلاف رونما ہو جائے تو اس کے حل کا طریقہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس اختلاف کا حل اللہ کی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں تلاش کیا جائے اور کتاب وسنت میں اس مسئلہ کا جو حل بتایا گیا ہے اسی پر عمل کیا جائے اور خواہ مخواہ اختلاف یا ہٹ دھرمی سے پرہیز کیا جائے۔ بعض لوگ موجودہ دور میں تمام مسلمین کو متحد رکھنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تمام مسلمین متحد ہو کر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں چاہے ان کے عقائد ونظریات ایک دوسرے سے مختلف اور متصادم ہی کیوں نہ ہوں لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہیں ہوتے۔ کیونکہ اس کی ٹھوس بنیاد نہ ہونے کی وجہ سے چند روز بعد یہ اتحاد خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ جو لوگ اتحاد کی کوششیں کرتے دکھائی دیتے ہیں وہ اکثر قرآن کریم کی آیت واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا پڑھ پڑھ کر لوگوں کو اتحاد کی تلقین کرتے ہیں لیکن وہ یہ زحمت تک گوارہ نہیں کرتے کہ لوگوں کو حبل اللہ کا مطلب ہی سمجھا دیں۔ اگر لوگ واقعی اس آیت پر عمل کرنا شروع کر دیں تو تمام اختلافات خود بخود ختم ہو جائیں گے اور لوگ متحد ہونا شروع ہو جائیں گے۔ کیونکہ جب لوگ حبل اللہ یعنی کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھام لیں گے اور کتاب وسنت کے علاوہ کسی اور جانب توجہ نہ دیں گے تو پھر اختلاف باقی رہ ہی نہیں سکتا۔ اختلافات تو اس وقت ہوتے ہیں کہ جب لوگ اپنے خود ساختہ عقائد ونظریات کو اسلام میں زبردستی ٹھونسنے کی کوشش کرتے ہیں اور لوگوں کو باور کراتے ہیں کہ اصل اسلام بس یہی ہے

اسی طرح لوگ جب بعض شخصیات کو دین میں ایک خاص مقام دے کر ان کی اطاعت و پیروی کرنے لگ جاتے ہیں اور عملاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ترک کر دی جاتی ہے تو پھر مختلف فرقے عالم وجود میں آتے ہیں چنانچہ تقلیدی مذاہب اور موجودہ دور میں فرقہ مسعودیہ اور برزخی فرقہ بھی اس بات کی زندہ مثالیں ہیں فرقہ بندی کی مذمت کے سلسلہ کے بعض دلائل کا ذکر پیچھے بھی گذر چکا ہے۔

فرقے کس طرح بنتے ہیں؟

اوپر ہم نے لکھا ہے کہ کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنے کی صورت ہی میں فرقہ بندی سے نجات ممکن ہوسکتی ہے کیونکہ جہاں انسان صحیح راہ سے ہٹا وہاں وہ کسی باطل فرقے کی صف میں جا کھڑا ہوا۔ اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ اسلام میں جتنے باطل فرقے بھی بنے وہ سب اپنی اصل یعنی کتاب وسنت سے منحرف ہونے کے بعد ہی عالم وجود میں آئے ہیں اور اگر لوگوں کا منبع کتاب وسنت ہو جائے تو وہ مختلف علاقوں اور ملکوں کے بسنے والے، مختلف زبانیں بولنے والے اور مختلف صفاتی نام بھی انھوں نے اختیار کر رکھے ہوں تو وہ سب اہل حق ہیں کیونکہ ان سب کا منبع صرف کتاب وسنت ہے۔ لہٰذا یہ کوئی دلیل نہیں کہ مسلم کہلانے سے انسان فرقہ بندی سے بچ سکتا ہے اس لئے کہ سارے فرقے اپنے آپ کو مسلم اور مومن ہی تو کہتے ہیں اور اپنے آپ کو حق کا سب سے بڑا دعویدار بھی خیال کرتے ہیں کل حزب بما لدیھم فرحون

اس لئے یہ انتہائی ضروری تھا کہ اہل حق کا نام ان کے کام کی مناسبت سے اہل السنۃ والجماعۃ اور اہل الحدیث ہو جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں اور جان نثاروں کو صحابی یا صحابہ کہا جاتا تھا اور یہ نام انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہونے کی وجہ سے ملا تھا اور تابعین کو صحابہ کرامؓ اور تبع تابعین کو تابعین کے ساتھی اور شاگرد ہونے کی وجہ سے یہ نام ملے ہیں جیسا کہ مسلمین کا ایک گروہ اگر دشمنوں سے برسرپیکار ہے تو انہیں مجاہدین کا نام دے دیا جاتا ہے اور کتاب وسنت کے ساتھ وابستہ رہنے کی وجہ سے اہل حق کو اہل الحدیث اور صحیح العقیدہ ہونے کی بناء پر اہل السنۃ والجماعۃ کا نام دیا گیا۔ کیونکہ جب فرقے بننے شروع ہو گئے تو پھر ضرورت محسوس ہوئی کہ اہل حق کے لئے بھی انہی کی مناسبت سے کوئی توصیفی نام رکھ دیا جائے اور محمد بن سیرینؒ کا قول ہماری اس بات کی وضاحت کرتا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

لم یکونوا یسئلون عن الاسناد فلما وقعت الفتنۃ قالوا سموا لنا رجالکم فینظر الی اھل السنۃ فیوخذ حدیثھم وینظر الی	شروع میں محدثین اعتماد کی بناء پر اسنادِ حدیث کے بارے میں دریافت نہ کیا کرتے تھے لیکن جب فتنہ برپا ہوگیا (اور مختلف باطل فرقے عالم وجود میں آگئے تو اسناد کے بارے میں گفت وشنید شروع کردی گئی) پس اہل السنۃ کی طرف دیکھا جاتا اور ان کی حدیث لے لی جاتی اور اہل البدع کی طرف دیکھا جاتا اور ان کی

اھل البدع فلا یؤخذ حدیثھم (مقدمہ صحیح مسلم)
حدیث قبول نہ کی جاتی۔ (یعنی حدیث لیتے وقت اہل السنہ اور اہل البدع کی تمیز کر لی جاتی)۔

باطل فرقوں کو عقیدہ کی خرابی کی بناء پر اہل البدع کا نام دیا گیا ہے۔ اسی طرح مسلم اور مومن ناموں کو دیکھئے مسلم کے معنی مطیع و فرمانبردار اور مومن کے معنی یقین رکھنے والا اور یہ نام کافر اور مشرک کے مقابلے میں ہیں۔ علی ہذا القیاس اہل البدع کے مقابلے میں اہل السنہ والجماعۃ اور اہل حدیث نام ضروری ٹھہرے۔ ظاہر ہے کہ یہ اسلامی فرقے ہیں کیونکہ یہ اسلام میں پیدا ہوئے ہیں اور اہل السنہ اور اہل حدیث ناموں کا سبب بھی یہی فرقے ہیں۔ لہذا اگر یہ اسباب ختم ہو جائیں تو یہ نام بھی خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ اور سلف صالحین کا ان ناموں کو اپنے لئے اختیار کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ نام بالکل درست ہیں اور موصوف کا اس بات کا جھٹلانا ویتبع غیر سبیل المومنین کے مترادف ہے۔ پس معلوم ہوا کہ فرقے عقیدے و اعمال کی تبدیلی کی بناء پر عالم وجود میں آتے ہیں اور لوگ جیسے جیسے کتاب وسنت سے ہٹتے جاتے ہیں اسی لحاظ سے فرقے بنتے چلے جاتے ہیں۔

لفظ فرقہ کی بحث

موصوف کا خیال ہے کہ ان کی جدید جماعت کے علاوہ باقی تمام جماعتیں فرقہ ہیں البتہ ان کی جماعت پر فرقہ کا اطلاق نہیں ہوتا اور وہ فرقہ واریت سے دور ہے چنانچہ موصوف حذیفہؓ کی روایت نقل کرکے فرماتے ہیں:

"اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنتی طائفہ جماعت المسلمین ہوگی باقی سب فرقے ہوں گے ان پر جماعت المسلمین کا اطلاق نہیں ہوگا اور نہ وہ جماعت المسلمین کہلاتے ہوں گے" (دعوت حق ص۲)

حالانکہ لفظ فرقہ کے معنی بھی جماعت کے ہیں اور بذات خود اس لفظ میں کوئی اچھائی یا برائی نہیں ہے اس میں اچھائی یا برائی منہج کے لحاظ سے پیدا ہوتی ہے اگر مختلف علاقوں کے رہنے والے اور مختلف تنظیموں اور جماعتوں سے تعلق رکھنے والے سب کتاب وسنت کو ماننے والے اور اس پر عمل پیرا ہیں تو وہ سب درست اور سیدھے راستے پر ہیں اور فرقہ ناجیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اگر منہج کتاب وسنت نہیں تو نام چاہے کتنے ہی خوشنما کیوں نہ ہوں وہ سب فرقہ ضالہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب وسنت کے ماننے والے اہل حق پر بھی فرقہ کا اطلاق فرمایا ہے۔ اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ فِرْقَتَانِ فَتَخْرُجُ مِنْ بَیْنِہِمَا مَارِقَۃٌ یَلِیْ قَتْلَھُمْ اَوْلَاھُمْ بِالْحَقِّ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۲ طبع نور محمد کارخانہ کتب کراچی مسند احمد ج ۳ ص ۲۵-۴۸ صحیح ابن حبان حدیث ۶۷۔۱۰)

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت میں دو فرقے ہوجائیں گے اور ان میں ایک (تیسرا) فرقہ پیدا ہوگا اور اس فرقہ کو وہ جماعت قتل کرے گی جو ان میں حق سے زیادہ قریب ہوگی۔

صحیح مسلم کے بعض نسخوں اور مسند احمد کی ایک روایت (ج ۳ ص ۲۵) میں فِرْقَتَانِ کے بجائے فِئَتَیْنِ کے الفاظ آئے ہیں۔ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ اور معاویہؓ کی جماعتوں کو دو فرقے قرار دیا ہے ایک دوسری روایت میں ہے۔

تَمْرُقُ مَارِقَۃٌ عِنْدَ فُرْقَۃٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَقْتُلُھَا اَوْلَی الطَّائِفَتَیْنِ بِالْحَقِّ۔ (ایضاً)

مسلمین میں تفریق کے وقت ایک فرقہ ان سے جدا ہوجائے گا اور ان جماعتوں میں جو حق سے زیادہ قریب ہوگی وہ اسے قتل کردے گی۔

اس حدیث میں فرقہ کے بجائے طائفہ کے الفاظ آئے ہیں اور بخاری و مسلم کی روایت میں فِئَتَانِ عَظِیْمَتَانِ (دو بڑی جماعتیں) (مشکوٰۃ باب الملاحم ج ۳ ص ۱۴۹) کے الفاظ آئے ہیں اور طَائِفَۃٌ اور فِئَۃٌ کے معنی بھی جماعت کے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اَوْلَاھُمْ بِالْحَقِّ (جو ان دونوں میں حق سے زیادہ قریب ہوگا) کے الفاظ کے ساتھ علیؓ کی جماعت کو حق سے زیادہ قریب فرقہ قرار دیا ابو سعید الخدریؓ کی یہ روایت مسند ابو یعلیٰ میں ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے:

تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ فِرْقَتَیْنِ فَتَمْرُقُ بَیْنَہُمَا مَارِقَۃٌ یَقْتُلُھَا اَوْلَی الطَّائِفَتَیْنِ بِالْحَقِّ۔ (مسند ابو یعلی الموصلی ج ۲ ص ۴۹۹ طبع بیروت وسندہ صحیح مسند احمد ج ۳ ص ۳۵-۷۹)

میری امت دو فرقوں میں منقسم ہوجائے گی اس وقت ان سے ایک فرقہ جدا ہوجائے گا۔ اور ان جماعتوں میں جو حق سے زیادہ قریب ہوگی وہ اسے قتل کرے گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ اور معاویہؓ کی جماعتوں پر تو فرقہ کا اطلاق فرمایا کیونکہ فرقہ کے معنی جماعت یا پارٹی کے ہیں لیکن خوارج کی جماعت کو فرقہ کے بجائے مارقہ قرار دیا اور مارقہ سے وہ جماعت مراد ہے جو دین سے خارج ہوچکی ہو جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا:

یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ (صحیح مسلم)

وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے کہ جیسے تیر نشانہ (ہدف) سے نکل جاتا ہے۔

مرق یمرق کے معنی نکل جانے کے یا گذر جانے کے ہیں اور اسی سے اس کا اسم فاعل مونث مارقہ بنا ہے اہل حق پر فرقہ کے اطلاق کے سلسلہ میں دوسری روایت یہ ہے :

۲۰۴۲-۹۰۷ اِنَّ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اِفْتَرَقَتْ عَلٰى اِحْدٰى وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَاِنَّ اُمَّتِيْ سَتَفْتَرِقُ عَلَى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِي النَّارِ اِلَّا وَاحِدَةً وَهِيَ الْجَمَاعَةُ (صحیح)(ہ) عن انس الصحیحۃ ۲۰۴ (صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ صفحہ ۴۰۹ ج ۱)

بے شک بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور بیشک میری امت بھی عنقریب بہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور یہ سب فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک (فرقہ) کے اور یہ (فرقہ) جماعت ہوگا۔

(سنن ابن ماجہ صفحہ ۲۹۶ کتاب الفتن وقال الالبانی وسندہ جید (الصحیحہ صفحہ ۳۵۹ ج ۱)

یہ حدیث انس سے ان الفاظ کے ساتھ بھی آئی ہے۔

اِنَّ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ تَفَرَّقَتْ اِحْدٰى وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً فَهَلَكَتْ سَبْعُوْنَ فِرْقَةً وَخَلَصَتْ فِرْقَةٌ وَّاحِدَةٌ وَاِنَّ اُمَّتِيْ سَتَفْتَرِقُ عَلَى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً فَتَهْلِكُ اِحْدٰى وَسَبْعِيْنَ وَتَخْلُصُ فِرْقَةٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ تِلْكَ الْفِرْقَةُ قَالَ الْجَمَاعَةُ الْجَمَاعَةُ

(مسند احمد صفحہ ۱۴۵ ج ۳ وقال الالبانی: وسندہ حسن فی الشواھد (سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ صفحہ ۳۶۰ ج ۱)

بے شک بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے پس ستر فرقے ہلاک ہو گئے اور ایک فرقہ نے نجات پائی اور بیشک میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ پس اکہتر فرقے ہلاک ہو جائیں گے اور ایک فرقہ نجات پائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول یہ فرقہ کون سا ہو گا ؟ آپ نے فرمایا جماعت جماعت۔

ایک اور روایت میں ہے :

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهُنَّ فِي النَّارِ اِلَّا وَاحِدَةً قَالُوْا وَمَا تِلْكَ الْفِرْقَةُ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَاَصْحَابِيْ

رواہ الطبرانی فی الصغیر وفیہ عبد اللہ بن سفیان قال العقیلی لا یتابع علی حدیثہ ھذا وقد ذکرہ ابن حبان فی الثقات

(مجمع الزوائد صفحہ ۱۸۹ ج ۱)

انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور یہ سب فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک (فرقہ) کے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ وہ کون سا فرقہ ہوگا ؟ آپ نے فرمایا (وہ فرقہ بھی اسی طریقہ پر عمل پیرا ہوگا) جس پر آج کے دن میں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔

مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ کے الفاظ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہیں کیونکہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت جسے امام ترمذیؒ نے بھی نقل کیا ہے ضعیف ہے لیکن امام ترمذیؒ نے اسے حسن غریب قرار دیا ہے (تعدد طرق کی وجہ سے) اور عبداللہ بن سفیان الخزاعی الواسطیؒ کی متابعت بھی کسی ثقہ راوی نے نہیں کی ہے۔ البتہ ہم نے فرقہ کے الفاظ کے لئے اس روایت کو تائید کے طور پر نقل کیا ہے۔ کیونکہ اس حدیث کے باقی الفاظ صحیح حدیث سے ثابت ہیں اور پھر عبداللہ بن سفیانؒ ایک ایسے راوی ہیں کہ ان کی کسی نے جرح وتعدیل بیان نہیں کی البتہ ابن حبانؒ نے ان کا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے لہذا اس روایت کو تائید میں پیش کرنا بالکل صحیح ہے۔ علامہ البانی فرماتے ہیں یہ انسؓ کی حدیث بہت ہی زیادہ طرق سے مروی ہے جن میں سے میں نے سات طرق جمع کئے ہیں" (الصحیحہ جلد ۱ صفحہ ۳۶) اور ان سات طرق میں سے تین طرق ہم نے اوپر بیان کئے ہیں اس سلسلہ کی عوف بن مالکؓ اور ابو ہریرہؓ کی روایات بھی ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَرَقَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى اِحْدٰى وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَسَبْعُوْنَ فِي النَّارِ وَافْتَرَقَتِ النَّصَارٰى عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً فَاِحْدٰى وَسَبْعُوْنَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَتَفْتَرِقَنَّ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلٰثٍ وَّسَبْعِيْنَ فِرْقَةً فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِي النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَنْ هُمْ قَالَ الْجَمَاعَةُ۔ (سنن ابن ماجہ صفحہ ۲۹۶ طبع ادارۃ احیاء السنۃ النبویہ سرگودھا وقال الالبانی: هذا اسناد جيد (الصحیحۃ صفحہ ۱۸۰/۳)

عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہود اکہتر فرقوں میں منقسم ہو گئے تھے پس ایک (فرقہ) جنتی ہے اور ستر (فرقے) جہنمی ہیں۔ اور نصاریٰ بہتر فرقوں میں منقسم ہو گئے تھے پس اکہتر (فرقے) جہنمی ہیں اور ایک (فرقہ) جنتی ہے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے البتہ میری امت بھی ضرور بضرور تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی۔ پس ایک (فرقہ) جنتی ہوگا اور بہتر جہنم میں جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ (یعنی جنتی فرقہ کون سا ہوگا؟) آپؐ نے فرمایا جماعت

عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال تفرقت اليهود على احدى وسبعين فرقة او اثنتين وسبعين فرقة والنصارى مثل ذلك وتفترق

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہود اکہتر یا بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور نصاریٰ بھی یہود کی طرح (اکہتر یا بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے) اور میری

امتی علی ثلاث وسبعین فرقۃ — امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔

وقال الترمذی: وفی الباب عن سعد وعبداللہ بن عمرو وعوف بن مالک حدیث ابی هریرۃ حسن صحیح (سنن الترمذی ص ۹۲ ج ۲، مسند احمد ص ۳۳۲ ج ۲)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ جنتی طائفہ جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے الجماعۃ کہا ہے اس پر بھی آپ نے فرقہ کا اطلاق فرمایا ہے اور موصوف نے محض لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی ہے اور الجماعۃ سے مراد اہل حق ہیں جو کتاب وسنت کے ساتھ وابستہ ہیں جیسا کہ علامہ البانی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے بسند صحیح نقل کیا ہے:

أَلْجَمَاعَةُ مَا وَافَقَ الْحَقَّ وَإِنْ كُنْتَ وَحْدَكَ (رواہ ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۱۳/۳۲۲/۲) بسند صحیح عنہ بحوالہ مشکوۃ ص ۶۱)

جو حق کے موافق ہو وہ جماعت ہے اگرچہ تو اکیلا ہی ہو۔

بالفاظ دیگر اگر تو حق پر ہے تو جماعت ہے اگرچہ تو اکیلا ہی کیوں نہ ہو۔ اس روایت کو امام اللالکائیؒ (المتوفی: ۴۱۸ھ) نے بھی شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ (ج ۱ ص ۱۰۹) میں نقل کیا ہے

امام البانی جماعۃ کی تعریف اس طرح نقل کرتے ہیں:

قال الترمذی: "وتفسیر الجماعۃ عند أھل العلم: ھم اھل الفقہ والعلم والحدیث، سئل ابن مبارک: من الجماعۃ؟ فقال: ابوبکر وعمر، قیل لہ: قد مات ابوبکر وعمر، قال: فلان وفلان، قیل لہ: قد مات فلان وفلان، فقال: ابوحمزۃ السکری جماعۃ" قال الترمذی: "وابوحمزۃ ھو محمد بن میمون، وکان شیخا صالحا"

(مشکوۃ ص ۶۱ ج ۱)

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ جماعت سے مراد اہل علم کے نزدیک فقہ والے (دین کی سوجھ بوجھ رکھنے والے) علم والے اور حدیث والے ہیں۔ اور عبداللہ بن مبارکؒ سے پوچھا گیا کہ جماعت سے کون مراد ہیں، انھوں نے فرمایا ابوبکرؓ وعمرؓ ہیں ان سے کہا گیا وہ تو وفات پا گئے تو انھوں نے فرمایا: فلاں اور فلاں۔ ان سے کہا گیا کہ فلاں اور فلاں بھی وفات پا گئے۔ تو انھوں نے فرمایا: ابوحمزہ السکریؒ جماعت ہیں۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: ابوحمزہ، محمد بن میمونؒ ہیں اور وہ نیک بزرگ تھے۔

اس سلسلہ کی ایک اور صحیح روایت ملاحظہ فرمائیں!

عن عوف بن مالك عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال تفترق أمتی علی بضع وسبعین فرقۃ اعظمھا فتنۃ علی أمتی قوم یقیسون الامور برأیھم فیحلون الحرام و یحرمون الحلال ۔ قلت عند ابن ماجہ طرف من اولہ رواہ الطبرانی فی الکبیر و رجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد ص ۱۷۹ ج ۱)(مستدرک ص ۴۳۰ ج ۴ قال الحاکم والذھبی علی شرطھما)

عوف بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میری امت ستر سے کچھ اوپر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی۔ میری امت پر فرقوں کا بڑا فتنہ وہ قوم ہو گی جو (دینی) معاملات میں اپنی رائے سے قیاس کرے گی پس وہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دے گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات آج سے پندرہ سو سال پہلے بیان فرمائی تھی وہ حرف بحرف پوری ہوئی۔ اور لوگوں نے صحیح احادیث پر رائے اور قیاس کو مقدم سمجھنا شروع کر دیا۔ احادیث صحیحہ کو تو ترک کیا جاتا رہا لیکن اپنے امام کے قول کو وہ کسی طور پر ترک کرنے کے لئے تیار نہ ہوئے اور ایسے خودساختہ اصول وضع کئے گئے کہ جن کی بنا پر احادیث کو ترک کرنا ضروری قرار دیا اور اس طرح لوگوں نے رائے اور قیاس کو تو دین سمجھ لیا۔ اور اصل اسلام کو رخصت کر دیا گیا جس کا نتیجہ صاف ظاہر تھا۔ چنانچہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دیا گیا ہم اس کی کچھ مثالیں بھی پیش کرتے لیکن اس موضوع پر ہم کسی اور موقع پر مفصل گفتگو کریں گے۔ (انشاء اللہ العزیز)

اس اہم حدیث نے جسے امام حاکمؒ نے إِنَّهُ حَدِيثٌ كَبِيرٌ فِي الْأُصُولِ (حقیقت یہ ہے کہ اصول میں یہ بڑی حدیث ہے) قرار دیا ہے۔ یہ بات واضح کر دی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ جن میں سے صرف ایک فرقہ جنتی اور باقی بہتر فرقے جہنمی ہیں۔ لہٰذا موصوف کا فرقہ نام سے چڑنا یا اس سے جان چھڑانا سراسر غلط ہی نہیں بلکہ انکار حدیث کے بھی مترادف ہے۔ اگر موصوف احادیث کے ماننے کے دعویدار ہیں تو ان کو لازماً یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان کی جماعت بھی ایک فرقہ ہے۔ اب یہ اور بات ہے کہ انہوں نے صراط مستقیم کو چھوڑ کر جو راستہ اختیار کر لیا ہے وہ فرق ضالہ کا راستہ ہے اور اس طرح وہ جانتے بوجھتے صراط مستقیم سے منحرف ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمین پر بھی فرقہ کا اطلاق فرمایا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ

اور نہیں مناسب مسلمانوں کو کہ نکلیں سب کے سب۔ پس کیوں نہ نکلے ہر فرقہ میں سے

طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْآ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (التوبہ ۱۲۲)

ان میں سے کچھ لوگ تاکہ وہ سمجھ حاصل کریں دین میں اور تاکہ وہ ڈرائیں اپنی قوم کو جبکہ وہ لوٹ کر جائیں ان کی طرف تاکہ وہ بچے رہیں (بُرے کاموں سے)

قرآن کریم میں فریق کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے اور ابن الاثیرؒ لکھتے ہیں وَالْفِرْقُ وَالْفَرِيْقُ وَالْفِرْقَةُ بمعنی (النہایہ فی غریب الحدیث والاثر صفحہ ۴۴۰) فرق ، فریق اور فرقہ ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ (الشوریٰ : ۷)

ایک فریق جنت میں (جائے گا) اور ایک فریق جہنم میں۔

اس آیت میں جنتیوں اور جہنمیوں دونوں پر فریق کا اطلاق کیا گیا ہے۔ اور اس سے ہمارے اس دعویٰ کی تصدیق ہوتی ہے کہ لفظ فرقہ میں بذات خود کوئی اچھائی یا برائی نہیں ہے البتہ منبع کے لحاظ سے اس میں اچھائی یا برائی پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جب اہل حق کے لئے فرقہ کا لفظ استعمال ہوگا تو اس وقت وہ اچھے معنوں میں استعمال ہوگا لیکن جب یہی لفظ باطل پرستوں کے لئے استعمال ہوگا تو اس کے برے معنی مراد ہوں گے اور یہی حال لفظ فریق کا ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَآ إِلٰى ثَمُوْدَ أَخَاهُمْ صٰلِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيْقَانِ يَخْتَصِمُوْنَ (النمل : ۴۵)

اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالحؑ کو (یہ پیغام دے کر) بھیجا کہ اللہ کی بندگی کرو۔ تو وہ یکایک دو متخاصم فریق بن گئے۔

مومنوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (المومنون : ۱۰۹)

حقیقت یہ ہے کہ میرے بندوں میں سے ایک فریق ایسا بھی ہے جو کہتا ہے اے میرے پروردگار ہم ایمان لائے ، ہمیں معاف کر دے ہم پر رحم کر تو سب سے اچھا رحیم ہے۔

یہاں خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان یعنی مسلمین کو فریق یعنی فرقہ قرار دے دیا۔

حدیث لاتزال طائفۃ من امتی ظاہرین علی الحق کی وضاحت

افتراق امت والی حدیث کی وضاحت ایک اور مشہور حدیث بھی کرتی ہے جس سے یہ مسئلہ پوری طرح نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ الجماعۃ سے کون سی جماعت مراد ہے؟ چنانچہ ہم پہلے اس حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے:

لَا تَزَالُ طَآئِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
(صحیح مسلم کتاب الامارہ)

میری امت میں سے ایک گروہ حق پر برابر قتال کرتا رہے گا اور وہ (گروہ) قیامت تک قائم رہے گا۔

لاتزال کے معنی ہیں ہمیشہ رہے گا کیونکہ لاتزال مضارع کا صیغہ ہے اور یہ فاعل کے ساتھ استمرار فعل کے معنی دیتا ہے۔ اور الی یوم القیامہ کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ یہ حق پرست گروہ قیامت تک برقرار رہے گا۔ اس مضمون کی احادیث بہت سے صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں۔ چنانچہ اس روایت کی مکمل تخریج کے لئے ذیل کا عکس ملاحظہ فرمائیں:

وسلم يقول : لا تزالُ طائفةٌ مِنْ أمتي يُقاتِلون على الحق ظاهرين إلى يوم القيامة[1] .

---

(١) الحديث أخرجه مسلم في كتاب الإيمان باب نزول عيسى بن مريم حاكماً بشريعة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم . وفي كتاب الإمارة باب قوله صلى الله عليه وسلم لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق من رواية جابر أيضاً ، والخطيب في شرف أصحاب الحديث ص ٢٧ ، وأحمد في المسند (٣ : ٣٤٥) (٣ : ٣٨٤) ، وأبو يعلى أيضاً .

والحديث رواه أبو هريرة عند أحمد (٢ : ٣٢١) (٢ : ٣٤٠) (٢ : ٣٧٩) وابن ماجه في المقدمة باب اتباع رسول الله صلى الله عليه وسلم (١ : ٥) والبزار ورجاله رجال الصحيح غير زهير بن محمد وهو ثقة (مجمع الزوائد ٧ : ٢٨٨) والطبراني في الأوسط (مجمع ٧ : ٢٨٨) .

ومعاوية بن أبي سفيان عند البخاري في كتاب التوحيد باب قول الله تعالى (إنما قولنا لشيء إذا أردناه) وفي المناقب باب حدثنا محمد بن المثنى . وفي كتاب الإعتصام باب قول النبي صلى الله عليه وسلم لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق. وعند أحمد في المسند (٤ : ٩٣) (٤ : ٩٧) (٤ : ٩٩) (٤ : ١٠١) وعند مسلم في كتاب الإمارة باب قوله صلى الله عليه وسلم لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق (٦ : ٥٣) . وابن ماجه في المقدمة باب اتباع سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم (١ : ٥) وفي الحلية (٥ : ١٥٨) .

وجبير بن نفير عنه أحمد في المسند (٤ : ١٠٤) .

والمغيرة بن شعبة عند البخاري في كتاب الإعتصام باب قول النبي صلى الله عليه وسلم : لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق . وفي كتاب التوحيد باب قول الله تعالى (إنما قولنا لشيء إذا أردناه) وفي المناقب باب حدثنا محمد بن المثنى ، وعند أحمد في المسند (٤ : ٢٤٤) (٤ : ٢٤٨) (٤ : ٢٥٢) وعند مسلم في كتاب الإمارة باب قوله صلى الله عليه وسلم : (لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق) (٦ : ٥٣) والدارمي في كتاب الجهاد باب لا تزال طائفة من هذه الأمة يقاتلون على الحق ٢ : ١٢٢ .

وعقبة بن عامر عند مسلم في كتاب الإمارة باب قوله صلى الله عليه وسلم : لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق (٦ : ٥٤) .

وسعد بن أبي وقاص عند مسلم في الكتاب والباب السابقين (٦ : ٥٤) بلفظ : أهل الغرب . وفي الحلية ٣ : ٩٦ فقال : حديث ثابت مشهور .

وعمر بن الخطاب عند الدارمي في كتاب الجهاد باب لا تزال طائفة من هذه الأمة يقاتلون على الحق (٢ : ١٢٣) والطبراني في الكبير والصغير ورجال الكبير رجال الصحيح (مجمع ٧ : ٢٨٨) .

وزيد بن أرقم عند أحمد في المسند (٤ : ٣٦٩) والبزار والطبراني (مجمع ٧ : ٢٨٧) .

وعمران بن حصين عند أبي داود في كتاب الجهاد باب في دوام الجهاد رقم ٢٤٨٤ وعند أحمد في المسند (٤ : ٤٢٩) (٤ : ٤٣٤) (٤ : ٤٣٧) وشرف أصحاب الحديث ص ٢٦ ، والمحدث الفاصل ص ١٧٧ .

وجابر بن سمرة عند مسلم في كتاب الإمارة باب قوله صلى الله عليه وسلم : لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق ، وعند أحمد في المسند (٥: ٩٢) (٥: ٩١ ، ٩٨ ، ١٠٣ ، ١٠٥ ، ١٠٦ ، ١٠٨) ، ورجاله رجال الصحيح (المجمع ٧: ٢٨٧) .

وأبو أمامة عند أحمد في المسند (٥: ٢٦٩) والطبراني ورجاله ثقات (المجمع ٧: ٢٨٨) .

وثوبان عند مسلم في كتاب الإمارة باب قوله صلى الله عليه وسلم : لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق. والترمذي في كتاب الفتن باب ما جاء في الأئمة المضلين وقال : وهذا حديث حسن صحيح . وأبي داود في كتاب الفتن باب ذكر الفتن رقم ٤٢٥٢ وابن ماجه في المقدمة باب اتباع سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم (١: ٥) وفي كتاب الفتن باب ما يكون من الفتن (٢: ١٣٠٤) وعند أحمد في المسند (٥: ٢٧٨) (٥: ٢٧٩) وفي الحلية (٢: ٢٨٩) .

ومرة البهزي رواه الطبراني (مجمع الزوائد ٧: ٢٨٠) .

ورواه كذلك عبدالله بن حوالة وزيد بن ثابت وعبدالله بن عمر وعبدالله بن عمرو . كما قال الترمذي : وفي الباب عن عبدالله بن حوالة . وعنه ذكره لحديث معاوية بن قرة عن أبيه في كتاب الفتن باب ما جاء في الشام (٤: ٤٨٥) وسلمة بن نفيل (الفتح ١٣: ٢٩٢) .

(عکس حاشیہ مسئلہ الاحتجاج بالشافعی ص۳۲۷)

الدکتور علی بن محمد بن ناصر الفقیہی الاستاذ المساعد بکلیہ الدعوۃ بالمدینۃ المنورہ نے جابر بن عبداللہ کی روایت کی تخریج کرتے ہوئے ابو ہریرۃؓ، معاویہ بن ابی سفیانؓ، عمر بن الخطابؓ، زید بن ارقمؓ، عمران بن حصینؓ، جابر بن سمرۃؓ، ابو امامۃؓ، ثوبانؓ اور مرۃ البہزیؓ کی روایات ذکر کی ہیں اور ان کی تخریج بھی کی ہے اور فرماتے ہیں کہ اسی طرح عبداللہ بن حوالۃؓ، زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عمروؓ کی روایات بھی موجود ہیں جیسا کہ امام الترمذیؒ نے فرمایا اور معاویہ بن قرہؒ کی حدیث کے تحت امام الترمذیؒ لکھتے ہیں کہ اس باب میں عبداللہ بن حوالۃؓ کی روایت بھی ہے اور ڈاکٹر موصوف نے فتح الباری سے سلمہ بن نفیلؓ کی روایت کا بھی حوالہ دیا ہے اس سلسلہ کی ثوبانؓ کی روایت ملاحظہ فرمائیں۔

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَذَلِكَ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ)	میری امت کا ایک گروہ حق پر قائم رہے گا انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آئے اور وہ اسی حال میں ہوں گے۔

المغیرہ بن شعبہؓ کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

لَنْ يَزَالَ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى النَّاسِ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ (صحیح مسلم)	میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ لوگوں پر غالب رہے گا یہاں تک کہ اللہ کا امر (قیامت) آجائے اور وہ غالب ہی ہوں گے۔

جابر بن سمرۃؓ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

لَنْ يَبْرَحَ هَذَا الدِّينُ قَائِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ (صحیح مسلم)	یہ دین برابر قائم رہے اور اس پر قیامت قائم ہونے تک (مخالفین سے) مسلمین کی ایک جماعت لڑتی رہے گی۔

معاویہ بن ابی سفیانؓ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں :

وَلَا تَزَالُ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ عَلٰى مَنْ نَاوَأَهُمْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (صحیح مسلم)

اور مسلمین کا ایک گروہ برابر حق پر لڑتا رہے گا۔ اور اپنے مخالفوں پر قیامت تک غالب رہے گا۔

امام بخاریؒ المغیرہ بن شعبہؓ کی روایت نقل کر کے فرماتے ہیں "اسی طرح کی روایات ابوہریرہؓ، معاویہؓ، جابرؓ، سلمۃ بن نفیلؓ قرۃ بن ایاسؓ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں"۔ (خلق افعال العباد صفحہ ۲۹)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اس امت میں قیامت تک ایک گروہ برابر موجود رہے گا۔ جو حق کی سربلندی کے لئے کوشاں رہے گا اور باطل اور طاغوتی طاقتیں کبھی بھی اسے مٹا نہ سکیں گی لیکن یہ کون لوگ ہوں گے ؟ ان کی واضح علامات کیا ہوں گی ؟ ان احادیث میں ایسی کوئی وضاحت موجود نہیں ہے کیونکہ اکثر روایات میں طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ (میری امت سے ایک گروہ) دوسری روایت میں قَوْمٌ مِّنْ أُمَّتِيْ (میری امت میں سے ایک قوم) تیسری روایت میں عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ (مسلمین میں سے ایک جماعت) کے الفاظ آئے ہیں۔ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ کے الفاظ جابر بن سمرہؓ، معاویہ بن ابی سفیانؓ اور اور عقبہ بن عامرؓ کی روایات میں موجود ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمین میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ وہ حق کی خاطر ہر طرح کی قربانیاں دیں گے اور عام مسلمین سے وہ ممیز و ممتاز ہوں گے اور وہ مسلمین میں کا ایک گروہ ہوں گے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ دنیا کے کسی ایک خطے ایک ملک یا کسی ایک شہر میں ہوں بلکہ دنیا میں ہر جگہ اور ہر علاقے میں ایسے افراد موجود ہو سکتے ہیں دوسری بات ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ یہ عصابہ من المسلمین یا طائفہ من امتی قیامت تک برابر دنیا میں رہیں گے جبکہ جماعۃ المسلمین (مسلمین کی حکومت و امارت) کبھی قائم ہو گی اور کبھی نہ ہو گی، کیونکہ حذیفہؓ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی بات ارشاد فرمائی تھی کہ اگر جماعۃ المسلمین اور اس کا امام موجود نہ ہو تو پھر تمام (سیاسی) پارٹیوں سے الگ ہو جانا اور درخت کی جڑ کو اپنی پناہ گاہ بنا لینا۔ معلوم ہوا کہ جماعۃ المسلمین یعنی مسلمین کی امارت و حکومت دنیا میں کبھی ہو گی اور کبھی نہ ہو گی۔ لیکن عصابۃ من مسلمین یا طائفۃ من امتی قیامت تک لگاتار رہیں گے۔ اس لئے موصوف کا یہ دعویٰ کہ صرف انہی کی جماعت ہی جماعۃ المسلمین ہے اور جو لوگ ان کی جماعت میں ہیں وہی حق پر ہیں۔ اور باقی تمام لوگ گمراہ ہیں، سراسر غلط اور باطل ہی نہیں بلکہ ان کا یہ دعویٰ مسلمین کو دھوکہ اور فریب دینے کے مترادف ہے ۔

اہل الحدیث یا اصحاب الحدیث

ان احادیث میں جس طائفہ منصورہ کا ذکر آیا ہے ان سے کون لوگ مراد ہیں؟ اس کی وضاحت ہم اہلِ علم کے اقوال سے کرتے ہیں تاکہ ان احادیث کا مفہوم سمجھنے میں آسانی ہو۔

(۱) امام عبداللہ بن المبارکؒ (المتوفی ۱۸۱ھ) کا قول:

امام عبداللہ بن المبارکؒ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث لاتزال طائفۃ کا ذکر کیا اور فرمایا:

هُمْ عِنْدِیْ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ (شرف اصحاب الحدیث للخطیب البغدادی بحوالہ الاحادیث الصحیحہ ج ۱ ص ۴۸۰)

اس گروہ سے مراد میرے نزدیک اصحاب الحدیث ہیں۔

(۲) امام یزید بن ہارونؒ (المتوفی ۲۰۶ھ) کا قول:

امام یزید بن ہارونؒ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنْ لَّمْ یَکُوْنُوْا اَھْلَ الْحَدِیْثِ وَالْاَثَرِ فَلَا اَدْرِیْ مَنْ ھُمْ (مسئلۃ الاحتجاج بالشافعی للخطیب البغدادی ص ۴۷ قلت وسندہ صحیح)

اگر (اس طائفہ منصورہ سے مراد) اہل الحدیث والاثر نہیں ہیں تو میں نہیں جانتا کہ اس سے کون مراد ہو سکتے ہیں؟

امام یزید بن ہارونؒ نے یہ الفاظ قرۃ بن ایاس المزنیؓ کی روایت بیان کر کے ارشاد فرمائے ہیں ان کا یہی قول دوسری سند سے امام خطیب بغدادیؒ نے شرف اصحاب الحدیث اور امام حاکمؒ نے علوم الحدیث میں بیان کیا ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ (سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ ج ۱ ص ۴۸۰)

(۳) امام احمد بن حنبلؒ (المتوفی ۲۴۱ھ) کا قول:

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں

اِنْ لَّمْ تَکُنْ ھٰذِہِ الطَّائِفَۃُ الْمَنْصُوْرَۃُ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ فَلَا اَدْرِیْ مَنْ ھُمْ (معرفۃ علوم الحدیث للامام حاکم شرف اصحاب الحدیث الصحیحہ ص ۴۸۰ وسندہ صحیح)

اگر اس طائفہ منصورہ سے مراد اصحاب الحدیث نہیں ہیں تو میں نہیں جانتا کہ اس سے مراد کون ہو سکتے ہیں؟

(۴) امام علی بن المدینیؒ (المتوفی ۲۳۴ھ) کا قول:

امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ امام علی بن المدینیؒ نے فرمایا:

هم اصحاب الحديث (سنن الترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۷۱/۳)	اس (حدیث کا مصداق) اصحاب الحدیث ہیں۔

سنن الترمذی کے بعض نسخوں میں ہم اصحاب الحدیث کے بجائے هم اهل الحديث (اس سے مراد اہل الحدیث ہیں) کے الفاظ بھی موجود ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں (اہل الحدیث اور اصحاب الحدیث) مترادف الفاظ ہیں اور جیساکہ اس کی وضاحت آگے آئے گی۔

(۵) امام ابوحاتم محمد بن ادریس ابن المنذر الحنظلی الرازیؒ (المتوفی ۲۷۷ھ) کا قول:

امام اللالکائیؒ نے چوٹی کے محدثین اور اہل العلم کی طرح امام ابوحاتم الرازیؒ اور امام ابوزرعۃؒ عبید اللہ بن عبد الکریمؒ (المتوفی ۲۶۴ھ) کے عقائد کو بھی نقل کیا ہے اور یہ دونوں ائمہ اہل السنہ والجماعۃ کے عقائد کو بیان کرتے ہیں: چنانچہ ایک مقام پر امام اللالکائیؒ امام ابوحاتم الرازیؒ کے عقیدہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

مذهبنا واختيارنا اتباع رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه والتابعين ومن بعدهم بإحسان وترك النظر في موضع بدعهم والتمسك بمذهب اهل الأثر مثل: ابي عبد الله احمد بن حنبل، واسحاق بن ابراهيم وابي عبيد القاسم والشافعي ولزوم الكتب والسنة والذب عن الائمة المتبعة لآثار السلف واختيار ما اختاره اهل السنة من الائمة في الأمصار مثل: مالك بن انس في المدينة والاوزاعي بالشام والليث بن سعد بمصر وسفيان الثوري وحماد بن زياد بالعراق من الحوادث مما لا يوجد فيه رواية عن النبي صلى الله عليه وسلم والصحابة والتابعين الخ	ہمارا مذہب جو ہم نے اختیار کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحابؓ تابعین اور ان کے بعد کے راستبازوں کی اتباع اختیار کرنا اور ان (اہل الہواء) کی بدعت پر غور (وتوجہ) نہ کرنا اور مذہب اہل الحدیث مثلاً امام ابوعبداللہ احمد بن حنبلؒ، امام اسحاق بن ابراہیمؒ، امام ابوعبید القاسمؒ امام الشافعیؒ کے ساتھ تمسک اختیار کرنا اور کتاب وسنت کو لازم پکڑنا اور سلف کے آثار کی اتباع کرنے والے ائمہ کی مدافعت کرنا اور ان عقائد کو اختیار کرنا جنھیں اہل السنۃ کے ائمہ نے شہروں میں مثلاً امام مالک بن انسؒ نے مدینہ میں، امام الاوزاعیؒ نے شام میں، امام الیث بن سعدؒ نے مصر میں، امام سفیان الثوریؒ اور امام حماد بن زیادؒ نے عراق میں اختیار کیا۔ ان حوادث (اور فتنوں سے بچاؤ کے لئے) جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم

(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ ص ۱/۱) صحابہ کرامؓ اور تابعین سے کسی روایت میں ثابت نہیں ہیں۔

آگے امام رازیؒ نے اہل الھواء اور اہل البدع اور ان کی کتابوں سے بھی دور رہنے کی ہدایت فرمائی ہے:

(۶) امام احمد بن سنان (المتوفی: ۲۵۶ھ) الثقہ، الحافظ کا قول:

امام ابوحاتمؒ کہتے ہیں کہ امام احمد بن سنانؒ نے حدیث "لا تزال طائفۃ من امتی ...." کا ذکر کیا تو فرمایا:

هُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ وَأَصْحَابُ الْآثَارِ — اس سے مراد اہل العلم اور اصحاب الحدیث ہیں۔

(شرف اصحاب الحدیث مع الاحادیث الصحیحۃ ص ۱۴۰/۴۸۱)

(۷) امام محمد بن اسمٰعیل البخاریؒ (المتوفی: ۲۵۹) کا قول:

امام بخاریؒ صحیح بخاری میں اس حدیث کے الفاظ سے ترجمۃ الباب قائم کرکے ارشاد فرماتے ہیں

وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ — اور (اس حدیث کا مصداق) اہل العلم ہیں۔

(صحیح بخاری مع فتح الباری ج ۱۳/۲۹۳)

امام بخاریؒ نے کتاب خلق افعال العباد میں ابوسعید الخدریؓ کی وہ روایت نقل کی ہے جس میں ہے کہ یہ امت قیامت کے دن دوسری امتوں پر گواہ بنے گی اور اس سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دلیل کے طور پر قرآن کریم کی یہ آیت پیش فرمائی۔

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (البقرۃ، ۱۴۳) — اور اسی طرح ہم نے تمھیں ایک "امتِ وسط" بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔

امام بخاریؒ اس حدیث کو ذکر کرکے ارشاد فرماتے ہیں:

هُمُ الطَّائِفَةُ الَّتِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — جس گروہ کا ذکر (ابوسعید الخدریؓ کی) اس روایت میں ہے اس سے وہ گروہ مراد ہے جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

اور اس کے بعد امام بخاریؒ نے حدیث "لا تزال طائفۃ من امتی" نقل فرمائی جسے المغیرہ بن شعبہؓ نے روایت کیا ہے اور پھر فرماتے ہیں:

اسی طرح کی روایات ابوہریرہؓ، معاویہؓ، جابرؓ، سلمہ بن نفیلؓ اور قرہ بن الیاس رضی اللہ عنہم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں اس کے بعد فرماتے ہیں:

ولم یکن بین احد من اهل العلم فی ذلك اختلاف	اہل علم میں کسی ایک کے درمیان بھی اس مسئلہ خلق قرآن کے بارے میں اختلاف نہیں ۔

اس کے بعد انہوں نے امام مالکؒ، امام الثوریؒ، امام حماد بن زیدؒ، امام سفیان بن عیینہؒ امام یحییٰ بن سعیدؒ، امام عبدالرحمٰن بن مہدیؒ، امام عبداللہ بن ادریسؒ، امام حفص بن غیاثؒ، امام ابوبکر بن عیاشؒ، امام وکیعؒ، امام عبداللہ بن مبارکؒ، امام یزید بن ہارونؒ امام محمد بن یوسفؒ، امام ابوالولید ہشام بن الملکؒ، امام اسماعیل بن ابی اویسؒ، امام ابومسہرؒ، امام نعیم بن حمادؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام الحمیدیؒ، امام اسحٰق بن ابراہیمؒ اور امام اہل اللغۃ ابوعبیدؒ کا نام لے کر اوران کے دور کے بے شمار محدثین کا بغیر نام لئے اور مختلف شہروں مثلاً حجاز (مکہ و مدینہ) بصرہ، کوفہ وغیرہ کے اہل علم اور محدثین کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد فرماتے ہیں:

هؤلاء المعروفون بالعلم فی عصرهم بلا اختلاف منهم: ان القرآن کلام الله الخ	یہ اپنے اپنے دور کے مشہور و معروف اہل علم ہیں (اوران کے اہل علم ہوتے میں) کسی کا اختلاف نہیں ہے ان میں سے بعض کا قول ہے کہ قرآن، اللہ کا کلام ہے ۔

(خلق افعال العباد ص۲۹،۲۸ طبع مکۃ المکرمۃ)

امام بخاریؒ کے حدیث لاتزال طائفۃ من امتی .... کے بعد اپنے اپنے دور کے نامور اہلِ علم اور محدثین کا ذکر فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان تمام اہلِ علم اور محدثین کو اس حدیث کا مصداق سمجھتے ہیں۔ چنانچہ امام بخاریؒ ایک دوسرے مقام پر اس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

يَعْنِيْ أَصْحَابَ الْحَدِيْثِ	یعنی اس حدیث کا مصداق اصحاب الحدیث ہیں۔

(شرف اصحاب الحدیث ص۲۷ للخطیب البغدادی)

اور دوسرے مقام پر خطیب بغدادیؒ امام بخاریؒ سے نقل کرتے ہیں ا

يَعْنِيْ أَهْلَ الْحَدِيْثِ	یعنی اس حدیث کا مصداق اہل الحدیث ہیں۔

(مسئلۃ الاحتجاج بالشافعی ص۳۵)

امام ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادیؒ (المتوفی: ۴۶۳ ھ) نے اصحاب الحدیث کے فضائل پر ایک پوری کتاب لکھی ہے جس کا نام "شرف اصحاب الحدیث" رکھا ہے اور اس میں اہل الحدیث کے فضائل و مناقب پر احادیث کے علاوہ چوٹی کے محدثین اور اہل العلم کے اقوال نقل کئے ہیں اور جن میں سے بعض صحیح اقوال کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے کیونکہ ہمارا مقصد ان تمام اقوال کا احاطہ کرنا نہیں ہے بلکہ ہمارے نزدیک اس مسئلہ پر روشنی ڈالنے کے لئے صرف دو گواہ بھی

کافی ہیں۔ امام خطیب بغدادیؒ کے علاوہ ان کے استاد امام ابو القاسم ہبۃ اللہ بن الحسن بن منصور الطبرانی اللالکائیؒ (المتوفی: ۴۱۸ھ) نے بھی ایک اہم کتاب "شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ" تحریر فرمائی ہے جس کے بعض حوالے بھی آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ محدثین کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس حدیث کا مصداق اہل الحدیث یا اصحاب الحدیث یا اہل العلم ہیں اور اہل الحدیث اور اصحاب الحدیث میں معنی کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ اہل الحدیث کا مطلب بھی حدیث والے اور اصحاب الحدیث کا مطلب بھی حدیث والے کے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اہل المدینۃ (شہر والے) اہل القریٰ (بستیوں والے) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اسی طرح اصحاب الجنۃ (جنت والے) اصحاب السفینۃ (کشتی والے) اصحاب الفیل (ہاتھی والے) اور اصحاب القبور (قبروں والے) کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں اور مدین والوں کے لئے اگر اہل مدین کے الفاظ آئے ہیں (طٰہٰ: ۴۰، القصص: ۴۵) تو دوسرے مقامات پر اصحاب مدین کے الفاظ بھی آئے ہیں (التوبہ: ۷۰، الحج: ۴۴) جس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ اہل اور اصحاب دونوں مترادف الفاظ ہیں اور ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح اہل العلم بھی اہل الحدیث یا اصحاب الحدیث ہی کو کہتے ہیں۔ کیونکہ جن کے پاس کتاب و سنت کا علم ہو وہی حقیقتاً اہل العلم کہلانے کے مستحق ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے علماء کو اہل الذکر کہا۔ یعنی وہ اہل کتاب اور اہل الانجیل ہونے کے ساتھ ساتھ اہل الذکر یعنی اہل العلم بھی تھے۔ کیونکہ ان کے پاس اللہ کی کتاب تورات اور انجیل کا علم موجود تھا۔

باطل فرقوں کے مقابلے میں کتاب و سنت کے حاملین نے اپنے لئے اہل الحدیث یا اصحاب الحدیث کے نام کو پسند فرمایا اور اس نام نے اتنی شہرت حاصل کی کہ یہی نام ان کی پہچان کا ذریعہ بن گیا حالانکہ یہ اہلِ علم اس بات سے اچھی طرح واقف تھے کہ ان کا نام اللہ تعالیٰ نے مسلم رکھا ہے لیکن اس کے باوجود بھی انھوں نے اہل الحدیث یا اصحاب الحدیث کہلانے پر فخر محسوس کیا۔ ممکن ہے کہ موصوف کو ان کے اس نام پر بھی اعتراض ہو اور وہ ان اہل علم پر امام الضلالہ عثمانی کی طرح غضبناک ہوئے ہوں کہ انھوں نے اپنا یہ نام کیوں رکھا؟ کیونکہ ان کے اس نام کا حکم قرآن کریم و حدیث میں موجود نہیں ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ موصوف نے ان تمام اہلِ علم محدثین کو بھی دائرہ اسلام سے بزعم خود اپنی جماعت المسلمین سے خارج کر دیا ہو موصوف کو چاہیئے کہ وہ ہمت سے کام لیں اور ڈاکٹر عثمانی علیہ ما علیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان تمام محدثین پر کفر کا فتویٰ داغ دیں کیونکہ ان محدثین نے یہ نام رکھ کر موصوف کے نزدیک کھلے کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ (معاذ اللہ) اور جب موصوف ان سلفِ صالحین پر

فتوے داغیں گے تو اس سے ان کو بہت زیادہ شہرت ملے گی اور لوگ گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے کہ ایک "مسعود" کا تو ہم نے سنا تھا کہ وہ محدثین اور سلف صالحین تک کو کافر کہتا تھا اور اب وہ تو اپنے کیفرِ کردار کو پہنچ چکا ہے لیکن اب یہ نمبر دو مسعود کون ہے؟ جس نے اتنی ہمت اور جرأت سے کام لیا ہے کہ اس سے بھی دس قدم آگے نکل گیا ہے۔ کیونکہ اس نے تو توحید کو بہانہ بنایا تھا اور یہ ناموں کے چکر میں پھنسا ہوا ہے اور مسلم کے علاوہ اسے اور کوئی بھی دوسرا نام نظر آتا ہے تو یہ اس پر خطِ تنسیخ کھینچتا چلا جاتا ہے، حیرت پر حیرت کہ نام "مسعود" اور افعال ایسے "نا مسعود"۔ پنجابی زبان کا محاورہ ہے کہ "شکل مومناں تے کرتوت کافراں" لیکن موصوف انشاء اللہ اتنی ہمت نہ کر سکیں گے کہ سلفِ صالحین پر کفر کے فتوے لگائیں کیونکہ اگر انہوں نے ایسی حماقت کی تو اس طرح وہ اپنے مستقبل کو مزید تاریک کر دیں گے۔ اور ان کے فتوے لگانے سے سلفِ صالحین کا کچھ نہ بگڑے گا بلکہ ان کے درجات میں مزید اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور موصوف کے فتوے کو اتنی بھی اہمیت نہ ہو گی جتنی کہ بیدی کے شوربے کی ہوتی ہے اور موصوف کو ہم یہ بھی بتا دیں کہ ان تمام اہل العلم نے یہ نام اس لئے رکھا کہ اس کی اصل کتاب و سنت میں موجود ہے۔ چنانچہ آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو تورات و انجیل کے حاملین ہونے کی بناء پر اہل الکتاب کا نام دیا ہے اور قرآن کریم میں یہ نام تیئس ۲۳ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ مثلاً ایک مقام پر ارشاد ہے:

قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَقُولُوا۟ ٱشْهَدُوا۟ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ (آل عمران: ۶۴)	کہو "اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے"۔ اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو، ہم تو مسلم (صرف اللہ کے فرمانبردار) ہیں۔

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر ان کو انجیل کے حوالے سے اہل الانجیل بھی کہا گیا ہے:

وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ ٱلْإِنجِيلِ بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فِيهِ ۚ (المائدہ: ۴۷)	اور اہل الانجیل کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس (انجیل) میں نازل فرمایا ہے اس کے موافق حکم کریں۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابوں کے حاملین ہونے کی بناء پر انہیں اہل الکتاب اور

اہل الانجیل ایسے ناموں سے پکارا، اگر یہ نام رکھنا جائز نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی ان کو ان ناموں سے نہ پکارتا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام مسلم ہی رکھا تھا۔

وَقَالَ مُوسَىٰ يَا قَوْمِ إِنْ كُنتُمْ آمَنتُم بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِن كُنتُم مُّسْلِمِينَ (یونس: ۸۴)

اور موسیٰؑ نے (اپنی قوم سے) کہا میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لے آئے ہو تو بس اسی پر بھروسہ کرو اگر تم مسلم (اللہ کے فرمانبردار) ہو۔

اور دوسرے مقام پر عیسائیوں کے بارے میں ارشاد ہے:

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ (آل عمران: ۵۲)

جب عیسیٰؑ نے اپنی قوم میں کفر (کے رجحان) کو محسوس کیا تو کہا کون ہے میرا اللہ کے لئے مددگار حواریوں نے کہا ہم اللہ (کے دین) کے مددگار ہیں۔ ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلم (اللہ کے فرمانبردار) ہیں۔

معلوم ہوا کہ مسلموں کے اور بھی بہت سے نام ہیں اور وہ نام انھیں ان کی خدمات کے سلسلہ میں عطا کئے جاتے ہیں مثلاً جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے تو اسے مجاہد یا غازی کا نام دیا جاتا اور جو اس کی راہ میں قتل ہو جائے تو اسے شہید کا نام دیا جاتا ہے۔ اسی طرح کتاب کے حاملین ہونے کی بنا پر انہیں اہل الکتاب، اہل الانجیل اور اہل الحدیث ایسے ناموں سے یاد کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر اہل الحدیث نام درست نہ ہوتا تو اہلِ علم کبھی بھی اس نام کو اپنے لئے اختیار نہ کرتے۔ سلفِ صالحین کا اس بات پر اجماع اس بات کی دلیل ہے کہ یہ نام بالکل درست اور صحیح ہے۔ اگلی امتیں صرف آسمانی کتابوں کی حامل بنائی گئیں تھیں۔ اور یہ امت کتاب و سنت دونوں کی حامل بنائی گئی ہے اگلی امتوں نے آسمانی کتابوں میں بھی ردو بدل کر دیا تھا جبکہ اس امت کے لئے قرآن کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو بھی محفوظ فرما دیا گیا ہے۔ اور اس کی حفاظت کے لئے ایک خاص جماعت کو جسے حدیث میں "طائفۃ منصورہ" کہا گیا ہے مقرر کیا گیا ہے اور اہل علم نے اس طائفۃ منصورہ کو "اہل الحدیث" کا نام دیا ہے اور اپنے کام اور عمل کی مناسبت سے اسے یہ نام دینا انتہائی ضروری بھی تھا تاکہ یہ اپنے اس امتیازی نام سے پہچانے جا سکیں۔

قاضی عیاضؒ کا قول:

قاضی عیاضؒ سے حیث لاتزال طائفۃ من امتی کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

مَنْ يَعْتَقِدُ مَذْهَبَ أَهْلِ الْحَدِيثِ (شرف اصحاب الحدیث ص)

یہ (طائفہ منصورہ) وہ لوگ ہیں جو اہل حدیث کے مسلک پر چلتے ہیں۔

اس موقع پر حافظ ابن کثیرؒ کی اس عمدہ بات کا تذکرہ بالکل برمحل ہوگا۔

وَقَالَ بَعْضُ السَّلَفِ هٰذَا اَكْبَرُ شَرَفٍ لِاَصْحَابِ الْحَدِيْثِ لِاَنَّ اِمَامَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور بعض سلف نے فرمایا کہ: اہل حدیث کے لئے یہ سب سے بڑا اعزاز ہے کہ ان کے امام نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۲ ج ۲)

ظاہر ہے کہ جن لوگوں نے اپنی ساری زندگیاں کتاب وسنت کی خدمت کے لئے وقف کردی تھیں اور احادیث کا دفاع کرنا اور فرق باطلہ اور منکرین حدیث کے رکیک حملوں سے احادیث کو محفوظ رکھنا جن کا مشن تھا۔ قیامت کے دن ان کے امام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کون ہوسکتے ہیں؟ کیونکہ یہی لوگ یعنی الطائفۃ المنصورہ ہی تو حقیقی معنوں میں علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں۔ وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ۔ (اور بیشک علماء انبیاء کرامؑ کے وارث ہیں)

(رواہ احمد والترمذی وابو داؤد وابن ماجہ والدارمی وقال الالبانی واسنادہ حسن صفحہ ۴۷)

اہل الحدیث کے متعلق اہل العلم کے اقوال

اہل حق کے لئے ہر دور میں اہل العلم نے اہل الحدیث کے الفاظ استعمال کئے ہیں چنانچہ ہم اس سلسلہ میں چند شہادتیں پیش کرتے ہیں تاکہ یہ مسئلہ پوری طرح کھل کر سامنے آجائے۔

- **امام شعبیؒ (المتوفی: ۱۰۴ھ) کا قول:**

امام شعبیؒ جن کا نام عامر بن شرحبیل ہے اور بے شمار صحابہ کرامؓ سے ملاقات کرنے اور ان سے حدیث روایت کرنے کا شرف انھیں حاصل ہے۔ اس لئے یہ محدثین کے سرخیل اور سید التابعین ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

كَرِهَ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الْاِكْثَارَ مِنَ الْحَدِيْثِ وَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا حَدَّثْتُ اِلَّا بِمَا اَجْمَعَ عَلَيْهِ اَهْلُ الْحَدِيْثِ

تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۷۶ ج ۱

ہم سے پہلے بزرگ (صحابہ کرامؓ پہلے پہل) کثرت روایت حدیث کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اگر مجھے پہلے ہی سے یہ علم ہوتا تو میں آپ لوگوں کے سامنے (یعنی اپنے شاگردوں کے سامنے) صرف وہی احادیث بیان کرتا جن پر اہل حدیث کا اجماع واتفاق ہوچکا ہے

- **امام ابوبکر بن عیاشؒ کا قول**

امام ابوبکر بن عیاشؒ فرماتے ہیں:

اھل الحدیث فی اھل الاسلام کالاسلام فی سائر الادیان ۔ (میزان خضری للامام شعرانی ملٹ)

اہل الحدیث ، اہل اسلام میں وہی مقام رکھتے ہیں کہ جو خود اسلام کو دوسرے ادیان کے مقابلے میں حاصل ہے ۔

اسی سے ملتا جلتا قول امام ابن تیمیہؒ کا بھی منہاج السنۃ میں موجود ہے ۔

• امام ابوالعباس بن شریحؒ کا قول

امام ابو العباس بن شریحؒ فرماتے ہیں :

اھل الحدیث اعظم درجۃ من الفقھاء (میزان خضری ص۲۴)

اہل الحدیث کا درجہ فقہاء سے کہیں بڑھ کر ہے

• حافظ ابن قتیبہ دنیوریؒ (المتوفی : ۲۷۶) کا قول

حافظ ابن قتیبہ دنیوریؒ ارشاد فرماتے ہیں :

" اہل حدیث نے تلاش حق میں حق کے اصل منبع کتاب وسنت کو منتخب کیا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار وسنن سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی سعی ہے ۔

انہوں نے حدیث رسولؐ کی تلاش میں خشکی اور تری کو کھنگالا ، مشرق اور مغرب میں پھرے اور ایک ایک روایت کی تلاش اور تصدیق کے مقصد سے عرب سے باہر عجمی اور افریقی ملکوں کے اندر دور دراز تک پھیلے ہوئے راویوں تک پہنچے اور پھر بحث وتنقید سے احادیث کی صحت کو جانچا ۔ ان کا ضعف دریافت کیا ۔

منسوخ اور قائم کا کھوج لگایا یہاں تک کہ حق ظاہر ہو گیا اور جو لوگ فلاں اور فلاں کی اطاعت میں لگے تھے ۔ حق کی راہ پر چلنے لگ گئے ۔

(تاویل مختلف الحدیث فی الرد علی اعداء اہل الحدیث ص۸)

• امام ابن تیمیہؒ (المتوفی : ۷۲۸ھ) کا قول

فان أھل الحدیث من اعظم الناس بحثا عن اقوال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وطلبا لعلمھا وارغب الناس فی اتباعھا (منہاج السنۃ جلد ۲ ص۱۷۹)

اہلِ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا تجسس سارے ہی مسلمین کے مقابلہ میں زیادہ کرتے ہیں اور انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی پیروی دوسرے سب لوگوں سے زیادہ مرغوب ہے ۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :

فلیس الضلال والبغی فی طائفۃ من

پس امت کے تمام گروہوں میں روافض سے

طوائف الامة اکثر منه فی الرافضة کمان الهدی والرشاد والرحمته لیس فی طائفة من طوائف الامة اکثر منه فی اهل الحدیث (منهاج السنة جلد ۲ صفحہ ۲۴۲)

بڑھ کر کوئی گروہ گمراہ نہیں ہے اور پوری امت میں اہل حدیث سے بڑھ کر کوئی رشد و ہدایت پر قائم نہیں ہے

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں :

اما اهل الحدیث والسنة والجماعة فقد اختصموا باتباع الکتاب والسنة الثابتة عن نبیهم صلی الله علیه وسلم فی الاصول والفروع (منهاج السنة جلد ۱ صفحہ ۱۰۳)

اہل حدیث اور اہل السنة والجماعة کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ اصول و فروع میں ہر مقام پر کتاب و سنت کی پیروی کا ہی اہتمام کرتے ہیں ۔

• امام اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن صابونیؒ (المتوفی: ۴۴۹) کا قول :

ان اصحاب الحدیث المتمسکین بالکتاب والسنة یعرفون ربهم تبارک وتعالٰی بصفاته التی نطق بها کتابه وتنزیله وشهد له بها رسوله علی ماوردت به الاخبار الصحاح و نقله العدول الثقات (نقض المنطق ابن تیمیہؒ صفحہ ۲)

اہل حدیث ہمیشہ کتاب و سنت سے ہی تمسک کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ٹھیک ٹھیک وہی صفات بیان کرتے ہیں جو کتاب و سنت میں وارد ہوتی ہیں یا صحیح اور ثقہ راویوں کے ذریعے پہنچی ہیں ۔

علامہ ابوبکر بن محمد بن حسن بن فورک کا قول

ذلك الطائفة التی هی الظاهره بالحق لسانا وبیانا وقهرا وعلوا ومکانا الطاهره عقائدها من شوائب الاباطیل وشوائن البدع ولاهوآء الفاسدة وهی المعروفته باسمها اصحاب الحدیث (مشکل الحدیث صفحہ ۱۳)

(اہل حدیث کا) یہ گروہ ان لوگوں پر مشتمل ہے جن کی زبان اور جن کے بیان پر ہمیشہ حق ہی غالب رہتا ہے جن کا ظاہر و باطن پاک ہے اور جن کے عقائد بدعات و باطل اور ہوائے نفس کی آلودگی سے ہمیشہ پاک رہے ہیں یہ لوگ امت کے اندر اصحاب الحدیث کے نام سے شہرت رکھتے ہیں۔

• امام محمد بن عبدالکریم شہرستانی المتوفی: ۵۴۸ھ رقمطراز ہیں :

ثُمَّ الْمُجْتَهِدُوْنَ مِنْ اَئِمَّةِ الْاُمَّةِ مَحْصُوْرُوْنَ فِیْ صِنْفَیْنِ ۔ لَا یَعْدُوَانِ اِلٰی ثَالِثٍ اَصْحَابِ الْحَدِیْثِ وَاَصْحَابِ الرَّاْیِ

امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ائمہ مجتہدین دو گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں تیسرا گروہ یہاں کوئی ہے ہی نہیں ایک اصحاب الحدیث اور دوسرے اصحاب الرائے ۔

أَصْحَابُ الْحَدِيْثِ: وَهُمْ أَهْلُ الْحِجَازِ هُمْ أَصْحَابُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَأَصْحَابُ مُحَمَّدِ بْنِ إِدْرِيْسَ الشَّافِعِيِّ وَأَصْحَابُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَصْحَابُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَأَصْحَابُ دَاوُدَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الأَصْفَهَانِيِّ وَإِنَّمَا سُمُّوْا أَصْحَابَ الْحَدِيْثِ لِأَنَّ عِنَايَتَهُمْ بِتَحْصِيْلِ الأَحَادِيْثِ وَنَقْلِ الأَخْبَارِ وَبِنَاءِ الأَحْكَامِ عَلَى النُّصُوْصِ، وَلَا يَرْجِعُوْنَ إِلَى الْقِيَاسِ الْجَلِيِّ وَالْخَفِيِّ مَا وَجَدُوْا خَبَرًا أَوْ أَثَرًا.

قَالَ الشَّافِعِيُّ: إِذَا وَجَدْتُمْ لِيْ مَذْهَبًا وَوَجَدْتُمْ خَبَرًا عَلَى خِلَافِ مَذْهَبِيْ فَاعْلَمُوْا أَنَّ مَذْهَبِيْ ذٰلِكَ الْخَبَرُ.

أَصْحَابُ الرَّأْيِ: وَهُمْ أَهْلُ الْعِرَاقِ هُمْ أَصْحَابُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ وَمِنْ أَصْحَابِهِ: مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَأَبُوْ يُوْسُفَ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقَاضِيْ وَزُفَرُ بْنُ الْهُذَيْلِ وَالْحَسَنُ بْنُ الزِّيَادِ اللُّؤْلُؤِيُّ وَابْنُ سَمَاعَةَ وَعَافِيَةُ الْقَاضِيْ وَأَبُوْ مُطِيْعٍ الْبَلْخِيُّ وَبِشْرٌ الْمَرِيْسِيُّ وَإِنَّمَا سُمُّوْا أَصْحَابَ الرَّأْيِ، لِأَنَّ أَكْثَرَ عِنَايَتِهِمْ بِتَحْصِيْلِ وَجْهِ الْقِيَاسِ وَالْمَعْنَى الْمُسْتَنْبَطِ مِنَ الأَحْكَامِ وَبِنَاءِ الْحَوَادِثِ عَلَيْهَا وَرُبَّمَا يُقَدِّمُوْنَ الْقِيَاسَ الْجَلِيَّ عَلَى آحَادِ الأَخْبَارِ۔

(الملل والنحل ج ۱ ص ۲۰۶، ۲۰۷)

اصحاب الحدیث (اہل حدیث) تو اہل حجاز ہیں وہ یہ ہیں امام مالک بن انسؒ، امام محمد بن ادریس الشافعیؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام داود علی بن محمد اصفہانیؒ اور ان کے اصحاب وغیرہم رحمہم اللہ علیہم اجمعین ان کا نام اہل حدیث اس لئے رکھا گیا ہے کہ ان کی تمام تر توجہ احادیث واخبار پر ہے اور یہ احکام شریعت کی بنیاد انہی نصوص پر رکھتے ہیں اور حدیث وخبر کی موجودگی میں قیاس جلی وخفی کو اہمیت نہیں دیتے۔

امام شافعیؒ نے فرمایا کہ جب تم میرا مذہب پاؤ اور پاؤ تم کوئی حدیث میرے مذہب کے خلاف تو جان لو کہ بلاشبہ میرا مذہب وہ حدیث ہے

اصحاب الرائے تو اہل عراق ہیں، جو امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب امام محمد بن حسنؒ امام ابویوسفؒ، امام زفر بن ہذیلؒ، امام حسن بن زیاد لولوئیؒ، امام ابن سماعہؒ، امام عافیہ قاضیؒ، امام ابومطیعؒ وغیرہم رحمہم اللہ علیہم اجمعین ہیں ان کا نام اصحاب الرائے اس لئے رکھا گیا ہے کہ ان کی زیادہ تر توجہ قیاس اور احکام سے مستنبط معانی کی طرف ہوتی ہے اور انہی چیزوں پر یہ احکام و حوادث کی بنیاد رکھتے ہیں اور بسا اوقات اخبار آحاد (حدیث) پر بھی قیاس جلی کو مقدم رکھتے ہیں۔

اس وضاحت سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ اہل الحدیث نام پر سلف صالحین کا اجماع ہے اور تمام اہل حق نے اپنے لئے اس نام کو استعمال کیا ہے دوسرا یہ کہ اگر مسلمین یا جماعت المسلمین کا نام استعمال کرنا ہی ضروری ہوتا اور دوسرے تمام نام فرقہ وارانہ ہوتے تو یہ چوٹی کے اہل علم اور محدثین جو

موصوف سے دین کو کئی گناہ زیادہ جانتے تھے اور اسلام کے تقاضوں کو موصوف سے بدرجہا اتم سمجھنے والے تھے اس نام کو کبھی بھی استعمال نہ کرتے ۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ ان کا اصل نام تو مسلم ہی ہے لیکن اسلام میں فرق باطلہ کے پیدا ہو جانے کے بعد انہوں نے ان ناموں کو نہ صرف جائز سمجھا بلکہ اپنے لئے ان ناموں کو ضروری بھی خیال کیا اور یہی نام ان کی پہچان کا ذریعہ بن گئے ۔

اہل الحدیث سے بغض رکھنے والا بدعتی ہے

اسلام میں جتنے باطل فرقے بھی پیدا ہوئے انہیں سلف صالحین نے بدعتی (نومولود) فرقے قرار دیا اور اہل البدع ہی ان کا نام قرار پایا ۔ یہ اور بات ہے کہ ان باطل فرقوں نے اپنے لئے بہت سے خوشنما ناموں کا انتخاب بھی کر رکھا تھا جیسا کہ (روافض) اپنے آپ کو مؤمنین کہلواتے ہیں اور معتزلہ نے اپنا نام اہل التوحید والعدل رکھ چھوڑا تھا لیکن یہ تمام باطل فرقے اہل حدیث کی دشمنی میں متفق تھے اور انہیں مختلف غلط ناموں سے یاد کیا کرتے تھے ۔ جیسا کہ مشرکین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف نام شاعر، جادوگر، مجنون، مذمم وغیرہ رکھ چھوڑے تھے اور جیسا کہ موجودہ دور میں اہلِ حق کو وہابی، نجدی وغیرہ ناموں سے یاد کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ ایسے ہی بدعتی فرقوں کے متعلق سلفِ صالحین کے اقوال ملاحظہ فرمائیے :

○ امام قتیبہ بن سعیدؒ کا قول :

امام قتیبہ بن سعیدؒ فرماتے ہیں :

إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَهْلَ الْحَدِيْثِ مِثْلَ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ نِ الْقَطَّانِ وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَاَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَاِسْحَاقَ بْنِ رَاهَوَيْهِ وَذَكَرَ قَوْمًا آخَرِيْنَ فَاِنَّهٗ عَلَى السُّنَّةِ وَمَنْ خَالَفَ هٰذَا فَاعْلَمْ اَنَّهٗ مُبْتَدِعٌ

(شرف اصحاب الحدیث ص۔ شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ ج ص)

جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ اہل حدیث سے محبت رکھتا ہے جیسے امام یحییٰ بن سعید القطانؒ، امام عبدالرحمٰن بن مہدیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام اسحاق بن راہویہؒ اور اسی طرح بہت سے حضرات کے نام لئے تو سمجھ لو وہ سنت پر قائم ہے اور جو کوئی ان (اہل حدیث) کے مخالف ہے پس سمجھ لو کہ وہ بلاشبہ بدعتی ہے ۔

○ امام احمد بن حنبلؒ کا قول :

امام احمد بن حسنؒ نے امام احمد بن حنبلؒ سے کہا کہ مکہ مکرمہ میں ابن ابی قتیلہ سے کچھ لوگوں نے

اہل حدیث کا ذکر کیا فقال لہ : اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ قَوْمٌ سُوْءٌ تو اس نے کہا کہ اہل حدیث بُری قوم ہے فَقَامَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ وَھُوَ یَنْفُضُ ثَوْبَہٗ فَقَالَ زِنْدِیْقٌ زِنْدِیْقٌ زِنْدِیْقٌ وَدَخَلَ بَیْتَہٗ (یہ سنتے ہی) امام ابوعبداللہ (احمد بن حنبل) اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور یہ فرمایا کہ وہ شخص (جس نے اہل حدیث کو بُرا کہا ہے) بے دین ہے، بے دین ہے، بے دین ہے اور اپنے گھر داخل ہو گئے۔ (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص۴ طبقات الحنابلہ لابی الحسین ج ۱ ص۳۸ مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص۱۸۰ شرف اصحاب الحدیث ص۷۴ واللفظ لہ)

○ امام یحییٰ بن سعید القطانؒ (المتوفی: ۱۹۸ھ) کا قول

امام یحییٰ بن سعید القطانؒ فرماتے ہیں :

لَیْسَ فِی الدُّنْیَا مُبْتَدِعٌ اِلَّا وَھُوَ یُبْغِضُ اَھْلَ الْحَدِیْثِ ۔

دنیا میں کوئی بدعتی ایسا نہیں ہے جو اہل حدیث سے بغض و عداوت نہ رکھتا ہو۔

(مقدمہ شرح جامع الاصول للجزری ص۱ مطبوعہ مصر)

○ امام احمد بن سنان القطانؒ کا قول :

امام جعفر بن محمد بن سنان الواسطیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن سنان القطان سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا :

لَیْسَ فِی الدُّنْیَا مُبْتَدِعٌ اِلَّا وَھُوَ یُبْغِضُ اَھْلَ الْحَدِیْثِ وَاِذَا ابْتَدَعَ الرَّجُلُ نُزِعَ حَلَاوَۃُ الْحَدِیْثِ مِنْ قَلْبِہٖ (شرف اصحاب الحدیث ص۷۳ معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص۴ واللفظ لہ)

یعنی دنیا میں کوئی بدعتی ایسا نہیں ہے جو اہل حدیث سے بغض و عداوت نہ رکھتا ہو اور جب کوئی شخص بدعت ایجاد کرتا ہے تو اس کے دل سے حدیث کی حلاوت چھین لی جاتی ہے۔

کیا ہر مسلم اہل الحدیث ہو سکتا ہے ؟

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اہل الحدیث یا اصحاب الحدیث سے مراد صرف محدثین ہی ہیں کیونکہ ہر شخص اس نام کا اہل نہیں ہو سکتا اور محدثین کو بھی یہ نام ان کی خدمات کے سلسلہ میں ملے ہیں۔ لہٰذا جو شخص محدث نہیں وہ اہل حدیث کہلائے جانے کا بھی مستحق نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ محدث بھی عربی زبان کا لفظ ہے اور اگر اہل حدیث سے صرف محدثین ہی مراد ہوتے تو پھر ان کے لئے محدث کا لفظ ہی زیادہ مناسب تھا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے لئے

محدث کے بجائے اہل الحدیث کا نام ہی استعمال ہوتا ہے اور گمراہ فرقوں کے عالم وجود میں آجانے کے بعد اہل حق نے اپنے لئے اہل السنۃ والجماعۃ اور اہل الحدیث کے ناموں کو ہی استعمال کیا ہے اس لئے کہ یہ نام اہلِ حق کی علامت بن گیا تھا اور یہ عام اصول ہے کہ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے تو وہ انہی کے ساتھ شمار کیا جاتا ہے چنانچہ قرآن کریم نے ایک عام قاعدہ بیان کیا ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (النساء : ۷۰)	جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آجائیں۔ یہ حقیقی فضل ہے جو اللہ کی طرف سے ملتا ہے اور حقیقت جاننے کے لئے بس اللہ ہی کا علم کافی ہے۔

یہود و نصاریٰ کو اللہ تعالیٰ نے اہل الکتاب کہا ہے حالانکہ وہ سب اپنی کتاب کے عالم نہیں تھے لیکن کتاب کے ساتھ وابستہ ہونے کی بناء پر انھیں بھی اہل الکتاب کہا گیا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جو شخص بھی کتاب وسنت کے ساتھ وابستہ ہے اور وہ محدثین اور سلف صالحین سے محبت کرتا ہے تو اس کا شمار بھی انہیں میں ہوگا۔ جیساکہ ایک حدیث میں ہے۔

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ صفحہ $\frac{۱۳۹۵}{۲}$)	آدمی اس شخص کے ساتھ ہوگا کہ جس سے اس نے محبت کی۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے۔

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (رواہ احمد و ابو داؤد (مشکوٰۃ $\frac{۱۲۴۷}{۲}$) وقال الالبانی واسنادہ حسن)	جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انہی میں شمار ہوگا۔

اس حدیث میں اگرچہ غیر مسلموں کی مشابہت کرنے سے روکا گیا ہے۔ لیکن اس حدیث سے یہ نکتہ بھی نکلتا ہے کہ کوئی شخص اگر اہل الحدیث کی سی مشابہت اختیار کرے گا اور ان کے نقش قدم پر چلے گا تو ان کا شمار انہی میں ہوگا۔ اور اس بات کی وضاحت اس سے اوپر والی روایت سے بھی ہوتی ہے اور یہ عام سی بات ہے کہ اہل الحدیث کو اللہ تعالیٰ نے کتاب وسنت کی پیروی کی بدولت یہ نعمت عطا فرمائی کہ وہ دنیا میں اہل الحدیث کے نام سے متعارف ہوئے۔ لہذا جو شخص بھی کتاب وسنت کی پیروی کرے گا تو وہ بھی لازماً اہلِ حدیث کہلائے گا البتہ اس میں کوئی شک وشبہ کی بات نہیں کہ اس زمرے میں سب سے پہلے محدثین اور اہل العلم اپنی محنت شاقہ کی بنا پر داخل ہیں اور پھر ہر شخص اپنے اپنے درجہ اور مقام کے لحاظ سے اس میں داخل

ہے اور اہل الحدیث موجودہ دور کی بھی پیداوار نہیں ہیں جیسا کہ بعض لوگ اندھیرے میں تیر چلاتے ہیں۔ یا تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے اس طرح کے شوشے چھوڑتے ہیں چنانچہ ایسے لوگوں کا رد کرتے ہوئے پانچویں صدی کے امام علامہ ابو منصور عبدالقاہر التمیمی البغدادی (المتوفی ۴۲۹ھ) رقمطراز ہیں:

"بیان ھذا واضح فی ثغور الروم و الجزیرۃ وثغور الشام وثغور آذربیجان وباب الابواب کلھم علی مذھب اھل الحدیث من اھل السنۃ و کذلک ثغور افریقیۃ والاندلس وکل ثغور وراء بحر المغرب اھلہ من اصحاب الحدیث و کذلک ثغور الیمن علی ساحل الزنج واما ثغور اھل ماوراء النھر فی وجوہ الترک والصین فھم فریقان اما شافعیۃ واما من اصحاب ابی حنیفۃ وکلھم یلعنون القدریۃ واھل الاھواء ...... الخ (اصول الدین ص ۳۱۷)

یہ بات بالکل واضح ہے کہ روم، جزیرہ شام اور آذربائیجان کی سرحدوں کے تمام مسلمان باشندے مذہب اہل حدیث پر گامزن ہیں اور اسی طرح افریقہ اندلس اور بحر مغرب اور ساحل الزنج پر یمن کی تمام سرحدوں کے مسلمان باشندے بھی اہل حدیث ہی ہیں اور لیکن ماوراء النہر کی سرحد جو ترکوں اور چین کے سامنے ہے (وہاں کے باشندے) دو فریق ہیں یا تو شافعیہ ہیں یا احناف، اور یہ تمام (اہلحدیث، شافعیہ اور احناف) قدریہ اور اہل بدعت پر لعنت کرتے ہیں۔

یہاں یہ بھی واضح رہے کہ حدیث کا لفظ حدیث کے علاوہ قرآن کریم کو بھی شامل ہے اور قرآن کریم پر بھی حدیث کا اطلاق فرمایا گیا ہے چنانچہ ایک مقام پر ارشاد ہے۔

اللہ نزل احسن الحدیث (الزمر: ۲۳) — اللہ نے بہترین حدیث نازل فرمائی۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

فلیاتوا بحدیث مثلہ ان کانوا صٰدقین (الطور: ۳۴) — پس اسی کے مثل حدیث بنا لائیں اگر وہ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

فان خیر الحدیث کتاب اللہ (مسلم) — پس بے شک بہترین حدیث اللہ کی کتاب ہے۔

اور حدیث کے لئے قرآن کریم میں بھی حدیث کا لفظ آیا ہے:

واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا۔ (التحریم: ۳) — اور جب نبیؐ نے اپنی کسی بیوی سے کوئی حدیث مخفی طور پر بیان فرمائی۔

اہلُ السُّنَّۃِ وَالجَمَاعَۃِ

صحابہ کرامؓ کے دور میں جب فتنوں کا آغاز ہوا اور نئے نئے فرقوں کی تعداد میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا اور باطل فرقوں نے اپنے مذموم مقاصد کے لئے احادیث بھی گھڑنی شروع کر دیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ویسے تو ان کی بات کوئی نہیں مانے گا لیکن چونکہ قرآن کریم کی طرح احادیث کو بھی دلیلِ شرعی سمجھا جاتا ہے اس لئے حدیث کے سامنے لوگ سرِ تسلیم خم کر دیں گے۔ چنانچہ اہلِ حق کو اس بارے میں سخت تشویش ہوئی اور انہوں نے اس سلسلہ میں احتیاطی تدابیر اختیار کر لیں۔ چنانچہ امام محمد بن سیرینؒ (المتوفی: ۱۱۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں:

لم یکونوا یسألون عن الاسناد فلما وقعت الفتنة قالوا سموا لنا رجالکم فینظر الی اھل السنة فیؤخذ حدیثھم وینظر الی اھل البدع فلا یؤخذ حدیثھم (مقدمہ صحیح مسلم)

پہلے زمانے میں کوئی حدیث بیان کرتا تو اس سے سند نہ پوچھتے پھر جب فتنہ پھیلا (یعنی گمراہی شروع ہوئی اور روافض اور خوارج اور مرجیہ اور قدریہ کی بدعتیں شائع ہوئیں) تو لوگوں نے کہا کہ اپنی اپنی سند بیان کرو۔ دیکھیں گے اگر روایت کرنے والے اہل السنۃ ہیں تو قبول کرینگے روایت ان کی اور جو بدعتی ہیں تو نہ قبول کریں گے روایت ان کی۔

یہ بزرگ تابعی دورِ عثمانؓ میں پیدا ہوئے اسلئے دورِ فتنہ کو بہت قریب سے دیکھنے کا انہیں اتفاق ہوا تھا۔ انہوں نے کبار صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ مثلاً ابو ہریرہؓ، انس بن مالکؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ اور ام المومنین عائشہ صدیقہؓ وغیرہ سے علم حدیث حاصل کیا تھا۔ امام مسلمؒ نے اس ضمن میں بہت سے بزرگوں مثلاً سلیمان بن موسیٰؒ، طاؤسؒ، ابو الزناد عبداللہ بن ذکوانؒ، سعد بن ابراہیمؒ اور عبداللہ بن مبارکؒ کی احتیاطوں کا بھی ذکر فرمایا کہ جو وہ اہل البدع کی روایات کے سلسلہ میں کیا کرتے تھے امام مسلمؒ نے محمد بن سیرینؒ کا ایک اور قول بھی نقل فرمایا ہے چنانچہ محمد بن سیرینؒ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ (مقدمہ صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ ص ۹)

بے شک یہ (کتاب وسنت کا) علم دین ہے پس جب تم اس کو حاصل کرو تو یہ دیکھ لو کہ کس سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو۔

یہ بھی اسی احتیاط کی طرف اشارہ ہے کہ جب علم حدیث حاصل کرو تو اہل السنۃ والجماعۃ کی روایات کو قبول کرو اور اہل البدع کی روایات کو رد کرو۔ جن لوگوں نے قرآن وحدیث کو اپنا اوڑھنا

اور بچھونا بنایا اور طلبِ حدیث کے لئے اپنے آرام و آسائش کو چھوڑ کر در در کی خاک چھانی اور اپنی ساری زندگیاں خدمت حدیث کے لئے وقف کر دیں۔ دنیا نے انھیں اہل الحدیث کے نام سے پہچانا باطل فرقوں نے اہلِ اسلام میں نئے نئے عقائد و نظریات پھیلانے شروع کر دیئے تھے اور اہلِ حق ان باطل نظریات و عقائد سے نہ صرف بیزار تھے بلکہ لوگوں کو بھی تلقین کیا کرتے تھے کہ وہ ان گمراہ اور فتنہ پرور لوگوں سے دور رہیں کہ کہیں وہ انہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں اور اپنے آپ کو کتاب وسنت کی پیروی کی وجہ سے وہ اہل السنۃ والجماعۃ کہتے تھے۔ اور گمراہ فرقوں کو اہل البدع (بدعتی فرقوں) کے نام سے موسوم کرتے تھے گویا راست عقائد و نظریات کی بنا پر تو وہ اہل السنۃ والجماعۃ تھے اور خدمتِ حدیث اور عمل بالحدیث کی بناء پر وہ اہل الحدیث تھے۔ بالفاظ دیگر اہل السنۃ والجماعۃ ہی درحقیقت اہل الحدیث تھے اور اہل السنۃ والجماعۃ کی اصطلاح صحابہ کرامؓ کے دور سے شروع ہو گئی تھی۔

چنانچہ عبداللہ بن عباسؓ (المتوفی: ۶۸ھ) فرماتے ہیں:

تبیض وجوہ اھل السنۃ وتسود وجوہ اھل البدعۃ۔ (سورۃ آل عمران کی آیت ۱۰۶ میں) روشن چہروں سے اہل السنۃ اور سیاہ چہروں سے اہل البدعۃ مراد ہیں۔

(زاد المسیر فی علم التفسیر ص ۴۳۶ ج ۱ لابن الجوزی، تفسیر القرطبی ص ۱۶۷ ج ۴ وروی موقوفاً ولا یصح، تفسیر البغوی (معالم التنزیل) ص ۳۳۹ ج ۱)

یہی روایت شرح اصول اہل السنۃ والجماعۃ (ص ۷۲ ج ۱) میں چند الفاظ کے اضافہ کے ساتھ موجود ہے۔ اور اس میں اہل السنۃ والجماعۃ اور اہل البدع والضلالۃ کے الفاظ ہیں لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے البتہ اوپر والی روایت کی مؤید ہے اور ابن عباسؓ کا ایک اور قول بھی اسی کتاب (ص ۵۵ ج ۱) میں بسند ضعیف موجود ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ کی اصلاح اور نام کا استعمال صحابہ کرامؓ، تابعین اور تبع تابعین کے دور میں صحیح العقیدہ مسلمین کے لئے ایک عام بات تھی اور یہ نام اہل حق کی پہچان سمجھا جاتا جبکہ باطل پرستوں کے لئے اہل البدع کی ایک جامع اصطلاح استعمال کی جاتی تھی چنانچہ اس سلسلہ میں چند ائمہ حدیث کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

امام سفیان الثوریؒ (المتوفی: ۱۶۱ھ)

آپ ابوعبداللہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوریؒ ہیں اور تابعین سے علم حدیث حاصل کیا

اس لئے تبع تابعین میں آپ کا شمار ہے۔ امام عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں: "میں نے ایک ہزار ایک سو شیوخ سے علم حاصل کیا ہے۔ ان میں ایک بھی سفیان الثوریؒ سے افضل نہیں ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ اردو ترجمہ ج۱ ص۱۷۳ طبع اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور) علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں "امام شعبہؒ، یحییٰ بن معینؒ اور محدثین کی ایک جماعت نے آپ کو "امیر المومنین فی الحدیث" کا خطاب دیا ہے (ایضاً ج۱ ص۱۷۳) آپ کو اہل السنۃ والجماعۃ کے افراد سے بے پناہ محبت تھی اور اہل البدع سے بے انتہا نالاں تھے چنانچہ اس سلسلہ کے متعدد اقوال مختلف کتابوں میں ملتے ہیں۔ امام عبدالرحمٰن بن مہدیؒ فرماتے ہیں۔ "لوگوں (اہل العلم) کی کئی قسمیں ہیں۔ پس ان میں سے کوئی سنت میں امام اور حدیث میں امام ہے اور کوئی (فقط) حدیث میں امام ہے:

فاما من هو امام فی السنة وامام فی الحدیث فسفیان الثوری (شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ الجماعۃ ج۱ ص۶۳ مقدمہ الجرح والتعدیل ص۱۱۸ لابن ابی حاتم)	اور جو شخص سنت اور حدیث (دونوں) میں امام ہے تو وہ امام سفیان ثوریؒ ہیں۔

(۱) امام شعیب بن حربؒ (المتوفی: ۱۹۷ھ) کہتے ہیں کہ میں نے امام سفیان ثوریؒ سے عرض کیا کہ سنت میں سے مجھے کوئی ایسی (خاص) بات بتلائیے کہ جس سے مجھے نفع ہو اور جب میں اللہ تعالیٰ کے پاس جاؤں تو کہہ سکوں کہ اے اللہ! یہ بات مجھے سفیان نے بتائی تھی۔ میری نجات ہو جائے اور اس کی ذمہ داری آپ پر عائد ہو۔ فرمانے لگے لکھئے اور اس کے بعد امام سفیان ثوریؒ نے اہل السنہ والجماعۃ کے عقائد لکھائے اور آخر میں فرمایا "ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ میں نے پوچھا اے ابو عبداللہ! تمام نمازیں ہر نیک اور بد کے پیچھے پڑھ سکتے ہیں؟ بولے نہیں! صرف نمازِ جمعہ اور نمازِ عید کا یہ حکم ہے۔

واما سائر ذلك فانت مخير لا تصل الا خلف من تثق به وتعلم انه من اهل السنة والجماعة (شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ ج۱ ص۱۵۴ تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص۱۷۵ اردو ترجمہ)	باقی نمازوں میں تمہیں اختیار ہے، وہ اسی شخص کے پیچھے پڑھو جس کے بارے میں تمہیں یقین ہو اور تم جانتے ہو کہ وہ اہل السنہ والجماعۃ میں سے ہے۔

علامہ ذہبیؒ نے اس پورے واقعہ کو امام اللالکائیؒ کی کتاب شرح اصول اعتقاد سے نقل کیا ہے۔ اور آخر میں فرماتے ہیں "یہ بیان امام سفیانؒ سے ثابت ہے اور المخلصؒ کا اسناد (یعنی شعیب بن محمدؒ) ثقہ ہے۔ (تذکرہ ج۱ ص۲۰۷ طبع حیدرآباد دکن)۔

(۲) عن سفيان الثوري قال: استوصوا با هل السنة خيرًا فانهم غرباء	امام سفیان ثوریؒ نے ارشاد فرمایا کہ اہل السنۃ کے حق میں بھلائی کرنے کی وصیت قبول کرو کہ یہ

(شرح اصول اعتقاد ج ۱ ص ۶۴ تلبیس ابلیس ص ۸ اردو ترجمہ طبع نور محمد کارخانہ کتب کراچی) پردیسی بیچارے بہت کم ہیں۔

معلوم ہوا کہ اہل حق ہر دور میں کم ہوا کرتے ہیں اس لئے امام سفیان ثوریؒ نے اہل السنۃ والجماعۃ کے لئے خصوصی وصیت ارشاد فرمائی۔

(۳) عن یوسف بن اسباط یقول سمعت سفیان الثوری یقول: اذا بلغک عن رجل بالمشرق صاحب سنۃ وآخر بالمغرب فابعث الیھما بالسلام وادع لھما ما اقل اھل السنۃ والجماعۃ

یوسف بن اسباطؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام سفیان ثوریؒ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: اگر تجھے یہ خبر ملے کہ ایک شخص مشرق میں سنت والا ہے اور دوسرا شخص مغرب کی سمت میں (سنت پر گامزن ہے) تو ان دونوں کو سلام بھیجو اور ان دونوں کے لئے دعا کر کیونکہ اہل السنۃ والجماعۃ بہت ہی کم رہ گئے ہیں۔

(شرح اصول اعتقاد ج ۱ ص ۶۴، تلبیس ابلیس ص ۹)

۵ امام حسن بصری (المتوفی: ۱۱۰ھ)

آپ تابعین میں سے ہیں اور صحابہ کرامؓ میں سے عثمانؓ، عمران بن حصینؓ، مغیرہ بن شعبہؓ، عبدالرحمٰن بن سمرہؓ، سمرہ بن جندبؓ، جندب بجلیؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ وغیرہم سے علم حاصل کیا۔

(۱) عن مبارک عن الحسن قال: یا اھل السنۃ ترفقوا رحمکم اللہ فانکم من اقل الناس

مبارکؒ کہتے ہیں کہ حسن بصریؒ نے فرمایا: اے اہل السنۃ تم نرمی اختیار کرو اللہ پاک تم پر رحم فرمائے گا اس لئے کہ اس وقت لوگوں میں تمھاری تعداد بہت کم ہے۔

(اصول شرح اعتقاد ص ۵۷)

پیچھے محمد بن سیرینؒ کا قول صحیح مسلم کے حوالے سے گذر چکا ہے اور بقول علامہ ذہبیؒ محمد بن سیرینؒ حسن بصریؒ سے بھی زیادہ علم حدیث میں محقق تھے (تذکرۃ ج ۱ ص ۸۱) انہوں نے امام حسن بصریؒ کے سو دن بعد وفات پائی۔ اور جس سن ہجری یعنی ۱۱۰ھ میں یہ دونوں بزرگ فوت ہوئے اسی سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے آخری صحابی ابو الطفیل عامر بن واثلہؓ نے بھی وفات پائی تھی (تہذیب ص ۸۲ ج ۵) گویا یہ دونوں حضرات صحابہ کرامؓ کے دور کے آدمی ہیں۔

(۲) یونس بن عبیدؒ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ جمع تھے ان کے پاس حسن بصریؒ تشریف لائے ایک شخص نے ان سے عرض کیا کہ اے ابو سعید ہماری اس مجلس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ ھٰذَا قَوْمٌ مِنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ یعنی ہم اہل السنۃ والجماعۃ میں سے کچھ افراد ہیں جو کسی پر تنقید نہیں کرتے۔ ایک دن اس شخص کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور ایک اس شخص کے ہاں (اور وہاں ہم) اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، اپنے رب سے دعا کرتے ہیں اور نبی

صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ (درود) پڑھتے ہیں اور اپنے لئے اور تمام مسلمین کے لئے دعا کرتے ہیں (اس پر) حسنؒ نے انھیں اس کام سے سختی سے منع فرمایا (البدع والنھی عنھا صلا لابن وضاح الاندلسی)

○ امام سفیان بن عیینہؒ (المتوفی: ۱۹۸ھ)

آپ بھی تبع تابعین میں سے ہیں اور اپنے زمانے کے بہت بڑے اور عظیم محدث تھے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر امام مالکؒ اور امام سفیانؒ بن عیینہؒ نہ ہوتے تو حجاز سے علم حدیث ختم ہو جاتا (تذکرۃ ج۱ ص۲۱۱)

عن اسد بن موسیٰ یقول کنا عند سفیان بن عیینہ فنعی الیہ الدراوردی فجزع واظھر الجزع ولم یکن قد مات فقلنا ما علمنا انک تبلغ مثل ھذا قال انہ من اھل السنۃ۔ (شرح اصول اعتقاد ج۱ ص۶۶)

اسد بن موسیٰؒ بیان کرتے ہیں ہم سفیان بن عیینہؒ کے پاس تھے کہ ان کے پاس (مدینہ کے عبدالعزیز بن محمد بن عبید (المتوفی ۱۸۷ھ) الدراوردیؒ کی وفات کی خبر پہنچی تو وہ روئے اور ان کے (درد والم میں ڈوبے ہوئے) رونے کی آواز بلند ہوئی (اور اس رونے سے انھوں نے (اگرچہ) وفات نہ پائی (یعنی ان کو بے انتہا غم و صدمہ ہوا) پس ہم نے عرض کیا کہ حضرت اس صدمہ سے آپ اس حال کو کیوں پہنچے؟ (آپ نے اتنے زیادہ غم اور صدمہ کا اظہار کیوں فرمایا) انھوں نے فرمایا (مجھے ان کے مرنے کا اس قدر صدمہ اس لئے ہوا کہ) وہ اہل السنۃ میں سے تھا۔

○ امام ایوب بن ابی تمیمہ سختیانیؒ (المتوفی: ۱۳۱ھ)

آپ بصرہ کے رہنے والے نامور محدث اور چوٹی کے عالم ہیں بے حد عبادت گذار اور زاہد لوگوں میں آپ کا شمار ہے۔ اور آپ ثقہ، ثبت اور حجت ہیں اور تابعین میں آپ کا شمار ہے اہل السنۃ والجماعۃ کے افراد سے آپ کو بے انتہا عقیدت تھی اس کا اندازہ ان کے اقوال سے لگایا جا سکتا ہے۔

(۱) عن عمارۃ بن زاذان قال: قال لی ایوب: یا عمارۃ اذا کان الرجل صاحب السنۃ وجماعۃ فلا تسئل عن ای حال کان فیہ (شرح اصول اعتقاد ج۱ ص۶)

عمارہ بن زاذانؒ کہتے ہیں کہ مجھے ایوب سختیانیؒ نے کہا کہ اے عمارہ جب کوئی شخص اہل السنۃ والجماعۃ میں سے ہو تو پھر یہ نہ پوچھ کہ وہ کس حال میں ہے (کیونکہ اہل السنۃ میں سے ہونے کا مطلب یہی ہے کہ وہ ہدایت پر ہے)

(۲) عن عبد اللہ بن شوذب عن ایوب قال: ان من سعادۃ الحدث والاعجمی ان یوفقھما اللہ لعالم من اھل السنۃ۔

عبداللہ بن شوذبؒ کہتے ہیں کہ ایوبؒ نے فرمایا کہ نابالغ چھوٹے (کم تر) اور عجمی لوگوں کی سعادت میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اہل السنۃ کے کسی عالم کے موافق و مطابق کر دے یعنی یہ ان

(ایضاً صہ ۶ تلبیس ابلیس صہ ۱) دونوں کی نیک بختی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اہل السنہ کا علم عطا فرمائے۔

(۳) عن حماد بن زید قال قال ایوب: انی اخبر بموت الرجل من اھل السنة وکانی افقد بعض اعضائی۔
(شرح اصول اعتقاد ج ۱ صہ ۶۰، تلبیس ابلیس صہ ۱)

حماد بن زید کہتے ہیں کہ اہل السنہ کے آدمیوں میں سے جب میں کسی کی موت کی خبر سنتا ہوں تو اس کا جاتا رہنا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا میرے بدن کا کوئی حصہ جاتا رہا۔

محقق ڈاکٹر احمد سعد حمدان فرماتے ہیں کہ امام ابونعیمؒ (الحلیہ ۳: ۹) نے (ایوبؒ کے اس) قول کو دو سندوں سے روایت کیا ہے جن میں سے ایک ابو اسامۃ کی سند سے ہے (حاشیہ شرح اصول اعتقاد ج ۱ صہ ۶۰)

(۴) حماد بن زیدؒ کہتے ہیں کہ میں ایوب السختیانیؒ کے پاس حاضر ہوا اور اس وقت وہ شعیب بن الحبحاب البصریؒ (کی میت) کو غسل دے رہے تھے اور زار رہے تھے۔

ان الذین یتمنون موت اھل السنة یریدون ان یطفئوا نور اللہ بأفواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون
(شرح اصول اعتقاد ج ۱ صہ ۶۱)

بے شک جو لوگ اہل السنہ کے افراد کے موت کے متمنی رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنے (دین کے) نور کو مکمل کر کے رہے گا۔ چاہے کافروں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔

(۵) ایک اور روایت میں ہے حماد بن زیدؒ بیان کرتے ہیں۔

کان ایوب یبلغہ موت الفتا من اصحاب الحدیث فیری ذلک فیہ ویبلغہ موت الرجل یذکر بعبادہ فما یری ذلک فیہ (ایضاً ج ۱ صہ ۶۱)

ایوبؒ کو جب اہل الحدیث میں سے کسی نوجوان کے موت کی خبر ملتی تو وہ اسے بہت اہم خیال کرتے اور جب کسی اور کی موت کی خبر ملتی تو اس کی کوئی پرواہ نہ کرتے۔

اہل الحدیث ہی چونکہ اہل السنۃ والجماعۃ ہیں اس لئے یہاں حماد بن زیدؒ نے اہل السنہ کے بجائے اصحاب الحدیث کے الفاظ ذکر کئے ہیں

○ امام فضیل بن عیاضؒ (المتوفی: ۱۸۷ھ)

علامہ ذہبیؒ انکی شان میں فرماتے ہیں: آپ امام ربانی، عالم صمدانی، قابل اعتماد محدث اور عظیم الشان عابد تھے۔ (تذکرۃ ج ۱ صہ ۲۰) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں آپ ثقہ، عابد اور امام تھے۔ (التقریب صہ ۲۲۷)

عن عبد الصمد قال: سمعت فضيل بن عياض يقول: ان لله عباداً يحي بهم البلاد وهم اصحاب السنه ومن كان يعقل ما يدخل جوفه من حله، كان من حزب الله۔

عبدالصمد بن عیاضؒ کہتے ہیں کہ میں نے فضیل بن عیاضؒ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ کے لیے بندے بھی ہیں کہ جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ شہروں کو زندہ فرما دیتا ہے (یعنی ہدایت سے معمور کر دیتا ہے) اور جو عقل والے ہیں ان کے پیٹ میں حلال ہی داخل ہوتا ہے۔ یہ لوگ حزب اللہ (اللہ کی جماعت) میں سے ہیں۔

(ایضاً ج۱ ص۶۵، الحلیۃ للامام ابی نعیم ج۸ ص۱۰۴)

معلوم ہوا کہ اہل السنۃ ہی درحقیقت حزب اللہ (اللہ کی جماعت) ہیں۔

امام احمد بن عبداللہ بن یونسؒ (المتوفی: ۲۲۷ھ)

آپ ابوعبداللہ احمد بن عبداللہ بن یونس یربوعی کوفی ہیں اور کوفہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث ہیں (تذکرۃ ج۱ ص۳۰۲)

عن احمد بن زهير قال: سمعت احمد بن عبد الله بن يونس يقول: امتحن اهل الموصل بمعافى بن عمران فان احبوه فهم اهل السنة وان ابغضوه فهم اهل بدعة كما يمتحن اهل الكوفة بيحي (شرح اصول اعتقاد ج۱ ص۶۶)

احمد بن زہیرؒ کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن عبداللہ بن یونسؒ کو فرماتے ہوئے سنا ہے موصل والوں کی آزمائش امام معافی بن عمرانؒ کے ذریعے کی گئی پس جو ان سے محبت رکھتا تو وہ اہل السنہ ہوتا اور جو ان سے بغض رکھتا تو وہ اہل بدعۃ (بدعتی) ہوتا جیسا کہ کوفہ والوں کو یحیی کے ذریعے آزمایا گیا۔

امام معافی بن عمران ازدی موصلیؒ، موصل کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث اور اہل علم کے پیشوا ہیں۔ موصل میں خارجی اور دیگر بدعتی فرقے بھی آباد تھے اس لئے آپ اہل موصل کے لئے آزمائش تھے۔ کیونکہ جو آپ سے محبت رکھتا تھا وہ اہل السنۃ والجماعۃ میں سے سمجھا جاتا تھا اور جو آپ سے بغض وعداوت رکھتا تھا وہ اہل البدع میں شمار کیا جاتا۔ اسی طرح کوفہ والوں کو امام یحیی بن سعیدؒ کے ذریعے آزمایا گیا۔

امام عبدالرحمٰن بن مھدیؒ (المتوفی: ۱۹۸ھ)

عن حماد بن زاذان قال: سمعت عبد الرحمن بن مهدی يقول:

حماد بن زاذانؒ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مہدیؒ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تو کسی بصری کو دیکھے

اذا رأیت بصریاً یحب حماد بن زید فهو صاحب السنة (ایضاً ص۶۲ ج۱)

کہ وہ حماد بن زیدؒ سے محبت کرتا ہے تو سمجھ لے کہ وہ اہل السنۃ (میں سے) ہے۔

امام حماد بن زیدؒ (المتوفی: ۱۷۹ھ) بصرہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث اور فن تجوید کے ماہر تھے۔ امام عبدالرحمٰن بن مہدیؒ فرماتے ہیں کہ اپنے اپنے زمانے میں لوگوں کے چار امام ہوئے ہیں۔ امام سفیان ثوریؒ، امام مالکؒ، امام اوزاعیؒ، امام حماد بن زیدؒ اور امام یحیٰی بن معینؒ فرماتے ہیں کہ فن حدیث میں کوئی محدث حماد بن زیدؒ سے زیادہ پختہ نہیں ہے امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں آپ مسلمین کے امام اور دین کے بڑے پایہ میں ہیں۔ یہ مجھے حماد بن سلمہؒ سے زیادہ محبوب ہیں۔ سلیمان بن ایوبؒ کہتے ہیں میں نے عبدالرحمٰن بن مہدیؒ سے سنا ہے فرماتے تھے میں نے حماد بن زیدؒ سے بڑا کوئی عالم نہیں دیکھا امام سفیان ثوریؒ اور امام مالکؒ بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے (تذکرۃ ص۱۸۹ ج۱) یہی وجہ ہے کہ ان سے محبت رکھنا اہل السنۃ ہونے کی علامت ہے اور ان کے کئی مشہور اقوال بھی پیچھے گذر چکے ہیں۔ اسی طرح امام عبدالرحمٰن بن مہدیؒ بھی بصرہ کے رہنے والے حافظ کبیر اور عالم شہیر ہیں (تذکرۃ ص۳۵۵ ج۱)

امام احمد بن حنبلؒ (المتوفی: ۲۴۱ھ)

علامہ ذہبیؒ ان کے بارے میں فرماتے ہیں: سرخیل محدثین، شیخ الاسلام، سید المسلمین امام احمد بن حنبل شیبانی مروزی بغدادیؒ آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے بلند پایہ حافظ حدیث اور حجت ہیں (تذکرۃ ص۴۲۳ ج۱) اللہ تعالیٰ نے آپ کی مسند کو بے پناہ مقبولیت عنایت فرمائی ہے اور آپ نے خود امام اہل السنۃ والجماعۃ کے لقب سے شہرت پائی۔

عن عبدوس بن مالك العطار قال سمعت ابا عبد الله احمد بن محمد بن حنبل يقول: اصول السنة عندنا: التمسك بما كان عليه اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم والاقتداء بهم وترك البدع وكل بدعة فهي ضلالة وترك الخصومات والجلوس مع اصحاب الاهواء وترك المراء والجدال والخصومات في الدين والسنة عندنا آثار رسول الله صلى الله عليه وسلم . . . .

عبدوس بن مالک العطارؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبلؒ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ہمارے نزدیک سنت کے اصول یہ ہیں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ تھے اس کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور ان کی پیروی اختیار کرنا اور بدعت کو ترک کرنا اور ہر بدعت پس وہ گمراہی ہی ہے اور لڑائی جھگڑے اور مخالفت اور اصحاب الاہواء کے ساتھ بیٹھنے کو ترک کرنا اور لڑائی اور جدال اور دین میں مخالفت کو ترک کرنا اور ہمارے نزدیک سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا نام ہے آگے فرماتے

...... فان الکلام فی القدر والرؤیۃ والقرآن وغیرھا من السنن مکروہ منھی عنہ ولایکون صاحبہ ان اصاب بکلامہ السنۃ من اھل السنۃ حتی یدع الجدل و یسلم الخ (شرح اصول اعتقاد ص ۱۵۶، ۱۵۷ ج ۱ وطبقات الحنابلہ ص ۲۴۲ ج ۱)

ہیں۔ پس بے شک تقدیر، رویت اور قرآن وغیرہ میں بات چیت کرنا سنت کے مطابق مکروہ ہے۔ اور اس سے منع کیا گیا ہے اور نہ اس (بدعتی) کا ساتھی بنے اگرچہ وہ اپنے کلام کے ساتھ اہل السنۃ کی طرح سنت کو پہنچے، (یعنی اس کا کلام سنت کے مطابق بھی ہو۔) یہاں تک کہ وہ جنگ وجدل کو چھوڑ دے اور سر تسلیم خم کر دے۔

امام اللالکائیؒ نے اسے امام احمد بن حنبلؒ کے اعتقاد یعنی عقیدہ کے نام سے نقل کیا ہے اور یہی عقیدہ دراصل اہل السنۃ والجماعۃ کا ہے۔ اسی اعتقاد کو طبقات حنابلہ ص ۲۴۱، ۲۴۶ ج ۱ میں بھی نقل کیا گیا ہے اور امام اللالکائیؒ نے آگے چل کر عذاب قبر کے عقیدہ کو اس طرح نقل کیا ہے۔

والایمان بعذاب القبر و ان ھذہ الامۃ تفتن فی قبورھا وتسأل عن الایمان والاسلام ومن ربہ؟ ومن نبیہ؟ ویأتیہ منکر ونکیر کیف شاء اللہ عزوجل وکیف اراد والایمان بہ والتصدیق بہ۔ (ایضا ص ۱۵۸ ج ۱)

اور قبر کے عذاب پر ایمان رکھنا اور بیشک یہ امت اپنی قبروں میں آزمائی جاتی ہے اور (قبر میں) ایمان اور اسلام کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے اور اس سے یہ بھی کہ اس کا رب کون ہے؟ اور اس کے نبیؐ کون ہیں؟ اور اس کے پاس منکر اور نکیر آتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اس پر ایمان رکھنا اور اس کی تصدیق کرنا (ایمانیات میں شامل ہے)

ان عقائد میں سوال وجواب کے وقت اعادہ روح کا ذکر موجود نہیں ہے اور جس روایت میں اعادہ روح کا ذکر موجود ہے اس کی سند صحیح نہیں ہے تفصیل کے لئے الدین الخالص دوسری قسط ملاحظہ فرمائیں۔ اور اگر امام احمد بن حنبلؒ سے اعادہ روح کا عقیدہ ثابت بھی ہو جائے تو یہ کوئی عجز نہیں ہے۔ اس لئے کہ صحیح احادیث سے سوال وجواب کے وقت اعادہ روح کا عقیدہ ثابت ہے اور جس کی تفصیل الدین الخالص پہلی قسط میں موجود ہے اور یہ عقیدہ امام ابوحنیفہؒ سے بھی ثابت ہے جیسے ان کے شاگرد ابو مطیع البلخیؒ نے فقہ اکبر میں نقل کیا ہے اور فقہ اکبر کا اپنے عقیدہ کے دفاع کے لئے انکار کرنا اہل علم کی شان نہیں ہے۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں، طبقات الحنابلہ ج ۱ ص ۲۴۔

امام علی بن المدینیؒ (المتوفی ۲۳۴ھ) ۱۶، ۱۸۴، ۲۸۸، ۲۹۴، ۳۲۹۔ ج ۲، ص ۲۴۲، ۲۴۷۔

علامہ ذہبیؒ ان کے بارے میں فرماتے ہیں: حافظ زمانہ، اہل الحدیث کے پیشوا امام علی بن مدینی بصری۔ امام ابو حاتمؒ کہتے ہیں کہ علی بن مدینیؒ لوگوں میں حدیث اور اس کی علل کی معرفت

میں علم کا پہاڑ تھے۔ میں نے امام احمد بن حنبلؒ کو ان کا نام لیتے ہوئے کبھی نہیں سنا ہمیشہ ان کی تعظیم و تکریم کے پیش نظر ان کی کنیت ہی سے ان کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں جتنا میں نے اپنے آپ کو علی بن مدینیؒ کے سامنے چھوٹا پایا ہے اتنا کسی استاد کے سامنے نہیں پایا۔
(تذکرة صـ ۳۲۱/۱۲)

امام اللالکائیؒ نے امام احمد بن حنبلؒ کی طرح امام علی بن مدینیؒ کا بھی عقیدہ نقل کیا ہے اور ان کے الفاظ بھی اس طرح ہیں۔

والکلام فی القدر وغیرہ من السنة مکروہ ولا یکون صاحبه وان اصاب السنة بکلامه من اهل السنة حتی یدع الجدل ویسلم
(شرح اصول اعتقاد صـ ۱۶۵، ۱۶۶)

اور تقدیر کے مسئلہ میں گفتگو کرنا وغیرہ سنت کے لحاظ سے مکروہ ہے اور ایسے شخص کا دوست نہ بنے اگرچہ وہ اپنے کلام کے ساتھ اہل السنة کی طرح سنت کو پہنچے (یعنی اس کی بات درست بھی ہو) جب تک کہ وہ لڑائی جھگڑے کو ترک نہ کر دے۔ اور تسلیم خم نہ کرے۔

امام احمد بن حنبلؒ کی طرح امام موصوف نے بھی عذاب قبر کا ذکر فرمایا ہے:

امام ابوزرعة الرازیؒ (المتوفی: ۲۶۴ھ) اور امام ابوحاتم الرازیؒ (المتوفی: ۲۷۷ھ)

حافظ العصر امام ابو زرعہ رازی کا نام عبید اللہ بن عبد الکریم بن یزیدؒ ہے اور شہر رے کے رہنے والے نامور حافظ حدیث ہیں اور امام ابوحاتم رازیؒ ان کے خالہ زاد بھائی ہیں (تذکرة صـ ۲/۲۴۲)

الحافظ الکبیر امام ابوحاتم رازیؒ کا اسم گرامی محمد بن ادریس بن منذر حنظلی ہے۔ رے کے رہنے والے بہت بڑے حافظ حدیث اور چوٹی کے عالم ہیں۔ (تذکرة صـ ۲/۲۷۸)

امام اللالکائیؒ نے امام ابوزرعہ الرازیؒ اور امام ابوحاتم الرازیؒ کے عقائد کو نقل کیا ہے چنانچہ امام ابو محمد عبد الرحمٰن بن ابی حاتمؒ بیان کرتے ہیں۔

سألت ابی وابازرعة عن مذاهب اهل السنة فی اصول الدین وما ادرکا علیه العلماء فی جمیع الامصار وما یعتقدان من ذلك؟ فقالا ادرکنا العلماء فی جمیع الامصار حجازا وعراقا وشاما ویمنا فکان من مذهبهم: الایمان قول وعمل، یزید وینقص والقرآن

میں نے اپنے والد محترم (امام ابوحاتم رازیؒ) اور امام ابوزرعہ رازیؒ سے اصول دین کے بارے میں جو اہل السنة کے مذاہب کے متعلق ہے سوال کیا اور جس پر تمام شہروں کے علماء کو پایا گیا اور جس پر وہ دونوں بھی اعتقاد رکھتے ہیں۔ ان دونوں بزرگوں نے جواباً فرمایا: ہم نے تمام شہروں کے علماء یعنی حجاز، عراق، شام، یمن والے علماء کو پایا ہے۔

كلام الله غير مخلوق بجميع جهاته الخ
(شرح اصول اعتقاد ص۱۷۶ ج۱)

پس ان سب کا مذہب ہے : ایمان قول وعمل کا نام ہے اور یہ بڑھتا اور کم ہوتا اور قرآن اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے تمام جہات سے ۔

ان دونوں بزرگوں نے آگے تفصیل کے ساتھ اہل السنۃ کے عقائد کو بیان فرمایا ہے اور جہاں ضرورت پڑی ہے اہل السنۃ کے نام کو بھی ذکر فرمایا ہے ۔

امام زائدہ بن قدامہ ثقفی کوفی (المتوفی: ۱۶۱ھ)

آپ طائف کے مشہور قبیلے بنو ثقیف سے تعلق رکھتے ہیں ۔ کوفہ میں منتقل ہوجانے کی وجہ سے کوفی کہلائے ۔ امام ابوحاتم رازیؒ فرماتے ہیں کہ ثقہ اور متبع سنت ہیں ۔ امام ابوداود طیالسیؒ فرماتے ہیں کسی بدعتی کو حدیث نہیں پڑھایا کرتے تھے ۔ (تذکرہ ص۱۸۱ ج۱)

(۱) امام بخاریؒ زائدہؒ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں :

وكان زائدة لا يحدث الا اهل السنة
(جزء رفع اليدين مع جلاء العينين ص۵۹)

اور امام زائدہؒ اہل السنۃ کے علاوہ کسی سے حدیث بیان نہیں کیا کرتے تھے ۔

(۲) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ان کا ترجمہ تقریب میں ان الفاظ میں قائم کرتے ہیں :

ثقه ثبت صاحب السنة (تقریب ص۱۰۵)

ثقہ ثبت اور صاحب سنۃ یعنی اہل السنۃ ہیں ۔

حافظ صاحبؒ کا انہیں خاص طور پر صاحبِ سنۃ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اہل السنۃ ہونے کے ناطے یہ کافی مشہور و معروف تھے جیساکہ امام بخاریؒ کی وضاحت سے بھی معلوم ہوتا ہے اور کچھ شواہد ہم آگے بھی بیان کرتے ہیں ۔

(۳) امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں :

وكان لا يحدث احدا حتى يشهد عنده عدلان انه من اهل السنة
(کتاب الثقات ص۹۲ ج۶ بحوالہ جلاء العینین ص۵۹)

اور وہ کسی شخص سے حدیث بیان نہ کرتے جبتک دو عادل ان کے پاس اس بات کی گواہی نہ دے دیتے کہ وہ اہل السنۃ میں سے ہے ۔

وقال الاستاذ زبیر: ہذہ نسخۃ قلمیۃ، اما المطبوعۃ ج ۶ ص ۳۴۰ فسقط منها "السنۃ"

(۴) امام العجلیؒ فرماتے ہیں :

كان لا يحدث احدا حتى يسأل عنه وان كان صاحب سنة حدثه والا لم يحدثه
(معرفۃ الثقات للعجلی ص۳۶۷ ج۱ رقم ۴۹۰)
(تاریخ معرفۃ الرجال الثقات ص۱۶۰ بحوالہ جلاء العینین ص۵۹)

وہ کسی سے بھی حدیث بیان نہ کرتے جب تک کہ وہ اس سے (اس کے عقیدہ کے بارے میں) پوچھ نہ لیتے اور اگر وہ اہل السنۃ ہوتا تو اس سے حدیث بیان کرتے اور بصورت دیگر اس سے حدیث بیان نہ کرتے ۔

(۵) حافظ ابن حجر العسقلانیؒ نقل فرماتے ہیں:

(وقال ابوداود الطیالسی وسفیان بن عیینہ حدثنا زائدۃ ابن قدامہ وکان لا یحدث قدریا ولا صاحب بدعۃ۔ (تہذیب التہذیب ۳۰۶/۳)

اور ابوداؤد طیالسیؒ اور سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں ہیں کہ ہم سے زائدہ بن قدامہؒ نے حدیث بیان کی اور وہ کسی قدری اور بدعتی سے حدیث بیان نہ کرتے۔

(۶) وقال احمد بن یونس رأیت زھیر بن معاویۃ جاء الی زائدۃ فکلمہ فی رجل یحدثہ فقال من اھل السنۃ ھو قال ما اعرفہ ببدعۃ فقال من اھل السنۃ ھو فقال زھیر متی کان الناس ھکذا فقال زائدۃ متی کان الناس یشتمون ابابکر وعمر رضی اللہ عنھما۔ (تہذیب ۳۰۶/۳، وسیر اعلام النبلاء الذھبی ج ۷، ص ۳۷۷)

اور احمد بن یونسؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام زہیر بن معاویہؒ (المتوفی: ۱۷۳ھ) کو دیکھا کہ وہ امام زائدہؒ کے پاس آئے اور ان سے ایک شخص کے بارے میں گفتگو کی کہ جس نے ان سے حدیث بیان کی تھی۔ امام زائدہؒ نے پوچھا کہ کیا وہ اہل السنۃ میں سے ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں ان کی کسی بدعت سے واقف نہیں ہوں۔ امام زائدہؒ نے دوبارہ پوچھا کہ کیا وہ اہل السنۃ میں سے ہے؟ پس امام زہیرؒ نے کہا: لوگ کب سے اس پر ہیں؟ (یعنی بدعتیوں کے بارے میں کب سے گفت وشنید شروع کی گئی ہے) امام زائدہؒ نے جواباً فرمایا: لوگوں نے کب سے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دینا اور بُرا بھلا کہنا شروع کیا ہے؟ (یعنی جب سے یہ سلسلہ شروع ہوا تو اہل حق نے یہ احتیاط بھی شروع کر دی ہے)

امام وکیع بن جراح رواسی کوفی (المتوفی: ۱۹۷ھ)

آپ کوفہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث اور چوٹی کے اماموں میں سے ایک امام ہیں۔ پختہ کار عالم اور عراق کے محدث ہیں (تذکرۃ ۲۳۹/۱)

امام بخاریؒ فرماتے ہیں:

(ولقد قال وکیع من طلب الحدیث کما جاء فھو صاحب السنۃ ومن طلب الحدیث لیقوی ھواہ فھو صاحب بدعۃ (جزء رفع الیدین مع جلاء العینین ص ۱۳۰-۱۳۱)

امام وکیعؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص حدیث کا مفہوم ایسا ہی لے جیسا کہ وہ ہے تو وہ اہل السنۃ ہے اور جو شخص اپنی خواہش نفسانی کی تقویت کے لئے حدیث کو طلب کرے (اور اپنی رائے کے مطابق اس حدیث کا مفہوم بیان کرے) تو وہ بدعتی ہے۔

امام علامہ ابن الجوزی بغدادیؒ (المتوفی: ۵۹۷ھ)

آپ کی کنیت ابو الفرج، نام عبدالرحمٰن بن ابی الحسن علی بن محمد اور لقب جمال الدین ہے آپ بغداد کے رہنے والے جلیل القدر حافظ الحدیث، عالم عراق اور واعظ آفاق ہیں آپ کا سلسلہ

خلیفہ اول ابوبکر صدیقؓ تک پہنچتا ہے لہذا آپ قریشی تیمی اور بکری کہلاتے ہیں (تذکرہ ص ۹۰۵/۴)

علامہ ابن جوزیؒ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"مصنفؒ نے کہا کہ ہمارے بیان مذکورہ بالا سے واضح ہوگیا کہ اہل سنت وہی لوگ ہیں جو آثار رسول صلعم وخلفائے راشدینؓ کی اتباع کرتے ہیں۔ (جو طبقہ صحابہؓ وتابعینؒ وما بعد میں متواتر ظاہر چلے آئے ہیں) اور اہل بدعت وہ لوگ ہیں جو جماعت کا متواتر طریقہ چھوڑ کر ایسی چیز ظاہر کرتے رہتے ہیں جو پہلے زمانہ میں نہ تھی۔ اور نہ وہ کسی اصل شرعی پر مبنی ہے۔ اسی وجہ سے بدعتی لوگوں کو دیکھوگے کہ اپنی بدعت کو چھپاتے رہتے ہیں۔ برخلاف اُن کے اہل السنۃ اپنے مذہب کو نہیں چھپاتے اور ان کا کلمہ ظاہر اور اُن کا مذہب متواتر مشہور چلا آتا ہے اور عاقبت ان ہی کے لئے ہے، والحمد للہ رب العالمین۔ مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہمیشہ میری اُمت میں سے ایک قوم لوگوں پر ظاہر (غالب) رہے گی، یہاں تک کہ جب امر الٰہی آوے گا جب بھی یہ قوم ظاہر ہوگی۔ یہ حدیث صحیحین میں ہے۔ ثوبانؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ میری اُمت میں سے ایک گروہ حق پر ظاہر ہوگا۔ اُن کو کچھ مضرت نہ ہوگا اگر کوئی اُن کی مدد نہ کرے (وہ برابر بنصرت الٰہی غالب رہیں گے) یہاں تک کہ امر الٰہی آجاوے (رواہ مسلم فقط) واضح ہو کہ اس معنی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جابر بن عبداللہ ومعاویہ وقرہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذیؒ نے امام بخاریؒ سے نقل کیا کہ حضرت علی بن المدینیؒ فرماتے تھے کہ حدیث شریف میں جس قوم کا ذکر ہے یہ اہل حدیث (احادیث پر عمل کرنے والے) ہیں۔

(عکس تلبیس ابلیس ص۱۱)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

فصل۔ مصنفؒ نے کہا کہ اگر یہاں کوئی ہم سے پوچھے کہ آپ نے طریق سنت کی تعریف فرمائی، اور بدعت کی مذمت بیان کی تو ہم کو بتلائیے کہ سنت کیا ہے اور بدعت کیا ہے۔ کیوں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر بدعتی اپنے آپ کو اہل سنت میں سے جانتا ہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ سنت کے معنی راہ کے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ جو لوگ اہل حدیث وآثار ہیں کہ بذریعہ ثقات اولیاء کی روایات کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآپ کے اصحاب وخلفائے راشدینؓ کے نشان قدم کی پیروی کرتے ہیں یہی لوگ اہل السنۃ ہیں۔ کیونکہ یہی اس راہ وطریقہ پر ہیں جس میں کوئی نئی نکالی ہوئی بات شامل نہیں ہونے پائی۔ اس لئے کہ بدعتیں اور نئے طریقے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے طریقہ کے بعد نکلے ہیں۔ اور بدعت اس فعل بد کو کہتے ہیں جو نیا نکل آیا اور پہلے نہیں تھا۔ اور اکثر بدعات کا یہ حال ہے کہ وہ شریعت

کی مخالفت سے شریعت کو درہم برہم کرتی ہیں۔ یا جب بدعت پر عملدرآمد عام ہو تو شریعت میں کمی بیشی ہو جاتی ہے۔ اور اگر کوئی ایسی بدعت نکالی جاوے جو شریعت سے مخالف نہیں ہی اور نہ اس پر عمل درآمد سے نقص یا زیادتی لازم آتی ہے تو ایسی بدعت سے بھی عموماً بزرگان سلف کراہت کرتے، اور عموماً ہر قسم کے بدعتی سے نفرت کیا کرتے تھے اگرچہ وہ جائز ہوتا کہ اصل جو کہ اتباع سلف ہے محفوظ رہے۔

(عکس تلبیس ابلیس ص۱۹)

امام ابن تیمیہؒ (المتوفی: ۷۲۸ھ)

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

شیخ الاسلام، علامہ، حافظ، فقیہ، مجتہد، مفسر، علم الزہاد، نادرۃ العصر ابن تیمیہ حرانی، آپ کی کنیت ابو العباس نام احمد بن مفتی شہاب الدین عبد الحلیم بن امام مجتہد شیخ الاسلام مجد الدین عبد السلام بن عبد اللہ حرانی اور لقب تقی الدین ہے۔ آپ حران کے رہنے والے عالم بے بدل زاہد بے نظیر اور حافظ حدیث بے مثال ہیں چوٹی کے علماء میں آپ کا شمار ہوتا ہے (تذکرہ ص۱۰۱۸ ج۴)

امام ابن تیمیہؒ ارشاد فرماتے ہیں:

ومن اهل السنة والجماعة مذهب قديم معروف قبل ان يخلق الله اباحنيفه ومالكا والشافعي واحمد فانه مذهب الصحابة الذين تلقوه عن نبيهم ومن خالف ذلك كان مبتدعا عند اهل السنة والجماعة فانهم متفقون ان اجماع الصحابة حجة و متنازعون في اجماع من بعدهم واحمد بن حنبل قد اشتهر بامامة السنة لصبره على ما امتحن به ليف رقها وكان الائمة قبل قد ماتوا قبل المحنة	اہل السنۃ والجماعۃ کا مذہب مشہور و معروف رہا ہے۔ اس سے پہلے کہ ابھی اللہ تعالیٰ نے امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کو بھی پیدا نہیں فرمایا تھا اور یہ (درست اور صحیح) مذہب صحابہ کرامؓ کا تھا جو انہوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا اور جو (گمراہ فرقے) اس کے مخالف ہیں تو وہ اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک بدعتی فرقے ہیں۔ پس یہ (اہل السنۃ والجماعۃ) اس بات پر متفق ہیں کہ صحابہ کرامؓ کا اجماع حجت ہے۔ اور صحابہ کرامؓ کے بعد کے لوگوں کے اجماع میں ان کا اختلاف ہے اور امام احمد بن حنبلؒ امام اہل السنۃ کے نام سے مشہور ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ان تکالیف و مصائب پر صبر کیا جو انہیں (مسئلہ خلق قرآن کے سلسلہ میں) برداشت کرنا پڑی تھیں کہ وہ ان تکالیف کی وجہ سے اسے چھوڑ دیں جبکہ دوسرے آئمہ اس آزمائش سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔

(منہاج السنۃ ص۲۵۲ ج۲)

حافظ ابن کثیر القرشی الدمشقیؒ (المتوفی: ۷۷۴ھ) اپنی شہرہ آفاق تفسیر، تفسیر القرآن العظیم میں رقم طراز ہیں۔

وھذہ الامۃ ایضًا اختلفوا فیما بینھم علی نحل کلھا ضلالۃ الا واحدۃ وھم اھل السنۃ والجماعۃ المتمسکون بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم وبما کان علیہ الصدر الاول من الصحابۃ والتابعین وائمۃ المسلمین من قدیم الدھر وحدیثہ کما رواہ الحاکم فی المستدرک انہ سئل صلی اللہ علیہ وسلم عن الفرقۃ الناجیۃ منھم فقال «من کان علی ما انا علیہ الیوم واصحابی» ۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۳۲/۳)

اور اس امت میں بھی تفرقہ پڑا اور سب فرقے گمراہی پر ہیں سوائے ایک کے کہ وہ حق پر ہے اور وہ حق والی جماعۃ اہل السنۃ والجماعۃ ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوط تھامنے والی ہے جس پر اگلے زمانے کے صحابہؓ و تابعینؒ اور ائمہ مسلمین تھے۔ گذشتہ زمانے میں بھی اور اب بھی جیسے مستدرک حاکم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ان سب میں نجات پانے والا فرقہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ لوگ اسی پر ہوں گے کہ جس پر آج میں اور میرے اصحاب ہیں۔

حافظ صاحبؒ نے بھی نجات پانے والے اور جنتی گروہ کو فرقہ قرار دیا ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تہتر فرقوں والی روایت نقل کرنے کے بعد ان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

فَجَمِیْعُ ذَالِکَ ثَلَاثٌ وَّسَبْعُوْنَ فِرْقَۃً عَلٰی مَا اَخْبَرَ بِہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا الْفِرْقَۃُ النَّاجِیَۃُ فَھِیَ اَھْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ۔

یہ سب تہتر فرقے ہوئے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اور لیکن ان سب فرقوں میں نجات پانے والا فرقہ صرف اہل السنۃ والجماعۃ ہے۔

(الغنیۃ صفحہ ۸۵/۱ طبع مصر)

حافظ صاحبؒ کی طرح شیخ صاحبؒ نے بھی الجماعۃ کی وضاحت الفرقۃ الناجیۃ سے کی ہے۔

مشہور حنفی عالم ملا علی قاریؒ گمراہ فرقوں کی تفصیل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فتلک اثنان وسبعون فرقۃ کلھم فی النار والفرقۃ الناجیۃ ھم اھل السنۃ

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۷/۱)

پس یہ سب بہتر فرقے ہوئے اور یہ سب جہنمی ہیں اور نجات پانے والا فرقہ اہل السنۃ والجماعۃ ہے

اہل السنۃ والجماعۃ کا کیا مطلب ہے؟ چنانچہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:

فَالسُّنَّةُ مَا سَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالْجَمَاعَةُ مَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ خِلَافَةِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ (غنیۃ ص۱۹۶)

سنت اس طریقہ کا نام ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے اور جماعۃ وہ طریقہ ہے جس پر اصحاب رسولؐ نے چاروں خلفاء راشدین، جو ہدایت یافتہ تھے، کے زمانے میں اتفاق کر لیا تھا۔

ان تمام حوالوں سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اہل حق کے لئے اہل السنۃ والجماعۃ کی اصطلاح اور نام صحابہ کرامؓ کے دور ہی سے مشہور ہو گیا تھا بلکہ یہ نام ان کے حق و درست ہونے کی علامت سمجھا جاتا تھا اور جو لوگ اہل السنۃ سے خارج تھے ان کو اہل البدع یعنی بدعتی فرقے مانا جاتا تھا۔ اور آج تک امۃ المسلمۃ کے کسی فرد نے بھی اس نام کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ گمراہ فرقوں نے اپنی گمراہیوں کو چھپانے کے لئے بھی پورے زور و شور کے ساتھ اس نام کو اپنے لئے استعمال کیا جیسا کہ موجودہ دور میں بریلوی فرقہ بھی اپنے لئے اسی نام کو ڈھٹائی کے ساتھ استعمال کرتا ہے حالانکہ ان کے ہاں سنت نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے بلکہ ان کا گزر بسر ہی بدعات پر ہے اور اہل اسلام میں روافض کے بعد ان سے زیادہ گمراہ فرقہ کوئی نہیں گزرا۔ یہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کو اپنا امام مانتے ہیں اور ظاہر بات ہے کہ جن کے مقتدا اور پیشوا انگریز کے خریدے ہوئے احمد رضا خان اور مرزا غلام احمد قادیانی ہوں تو ان کے عقائد و نظریات کے متعلق کیا پوچھنا۔ موجودہ دور میں کسی ایک شخص کے اس نام سے انکار کر دینے سے حقیقت نہیں بدل سکتی۔ اگر کسی شخص کے انکار سے حقیقت بدل جاتی تو آج دنیا میں اسلام کا نام بھی نہ رہتا۔ اگر کوئی چاند پر تھوکنے کی کوشش کرے گا تو تھوک چاند تک نہیں جا سکتا البتہ پلٹ کر اس احمق کے منہ پر گرے گا کہ جس نے چاند پر تھوکنے کی کوشش کی ہے اگر کوئی سورج کے وجود کا انکار کر دے۔ تو کیا اس کے انکار سے حقیقت بدل جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ موصوف یا تو تجاہلِ عارفانہ سے کام لے رہے ہیں اور یا ضد و عناد کی وجہ سے زبردستی حق کا انکار کر رہے ہیں۔ اور اب جب کہ موصوف اہل السنۃ والجماعۃ کے نام سے ہی انکار کر رہے ہیں اور انہوں نے صرف مسلم مسلم کی رٹ لگا رکھی ہے تو ظاہر بات ہے کہ ان کا شمار اہل السنۃ والجماعۃ میں نہیں ہے بلکہ اس طرح وہ اس گروہ میں شامل ہو گئے ہیں کہ جنھیں اہل البدع والضلالہ کا نام دیا گیا ہے۔ کیونکہ بدعتی فرقے بھی تو اپنے آپ کو مسلم ہی کہتے تھے اور یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ ان کا "الفرقۃ الجدیدۃ" ایک نومولود اور نیا فرقہ ہے اس لئے اس کا شمار لازماً اہل البدع والضلالۃ میں ہوگا۔ یہ بدعتی فرقہ اس لئے بھی دوسرے فرقوں سے ممتاز ہے کہ انہوں نے اہل السنۃ والجماعۃ کے نام کا انکار نہیں کیا بلکہ اس نام کو اپنے لئے فخر کا باعث جانا لیکن یہ فرقہ تو اس نام ہی کا انکاری ہے۔

طائفہ منصورہ کہاں ہوگا ؟

اوپر ہم نے واضح کیا ہے کہ طائفہ منصورہ سے مراد اہل الحدیث ہیں اور احادیث سے یہ بات بھی واضح ہے کہ یہ گروہ قیامت تک برابر رہے گا جبکہ جماعۃ المسلمین (مسلمین کی حکومت وامارت) کبھی ہوگی اور کبھی دنیا میں اس کا وجود نہیں ہوگا ۔ اب اس ضمن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ طائفہ منصورہ دنیا کے کس خطے میں ہوگا ؟ یعنی اس سے مراد کسی خاص ملک کے لوگ ہیں یا یہ طائفہ دنیا کے ہر حصے میں موجود ہوسکتا ہے تو اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ اس حدیث کے اولین مخاطب صحابہ کرامؓ ہیں اور صحابہ کرامؓ نہ صرف مکہ اور مدینہ میں قیام پذیر تھے بلکہ وہ ان دونوں شہروں سے نکل کر مختلف ممالک اور شہروں میں قیام پذیر ہوگئے تھے اور پھر تابعین اور تبع تابعین تو دور دراز کے ممالک اور شہروں تک پھیل گئے تھے اور یہ تمام لوگ طائفہ منصورہ کے اولین مصداق تھے ۔ لہذا اس وضاحت سے یہ بات تو متعین ہو جاتی ہے کہ طائفہ منصورہ دنیا کے ہر خطے اور ہر شہر میں ہوسکتا ہے ۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا لیکن موصوف کا یہ دعویٰ ہے کہ طائفہ منصورہ صرف ان کا نو مولود فرقہ ہے کہ جس کا ورود نامسعود ابھی حال ہی میں پاکستان کے پرفتن شہر کراچی میں ہوا ہے کیونکہ ابھی حال ہی میں جب ان سے ایک اجتماع میں کسی نے سوال کیا کہ جب آپ کی جماعت المسلمین موجود نہ تھی تو اس وقت لوگ کس بات پر تھے یعنی مسلم تھے یا غیر مسلم ؟ تو جواب میں ارشاد ہوا کہ ہم وہی جواب دیں گے جو موسیٰ نے فرعون کو دیا تھا عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي فِي كِتَابٍ (ان کا علم ہمارے رب کے پاس کتاب میں ہے) گویا موصوف نے واضح حدیث کو چھوڑ کر اپنی خود ساختہ ملائے لوگوں پر ٹھونسنے کی کوشش کی ہے اور امت مسلمہ کو فرعون کے گمراہ آباؤ اجداد کی صف میں لاکھڑا کیا ۔ اور اس طرح ڈاکٹر عثمانی کی طرح انھیں بھی دنیا میں اپنے علاوہ کوئی مسلم نظر نہ آیا ۔ ڈاکٹر عثمانی کا تو دعویٰ تھا کہ گیارہ سو سال سے دنیا میں اصل اسلام ہی موجود نہیں ہے ۔ موصوف کو چاہیے کہ وہ تیرہ سو سال کا دعویٰ کردیں تاکہ یہاں بھی وہ ڈاکٹر عثمانی سے دو سو قدم آگے ہی ہوں اب ہم یہاں وہ احادیث نقل کرتے ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ طائفہ منصورہ ملک شام میں ہوگا اور اس طرح موصوف کا پتہ ہی کٹ جائے گا کیونکہ کراچی شہر کا ذکر کسی حدیث میں نہیں ہے چنانچہ ڈاکٹر علی بن محمد بن ناصر الفقیہی فرماتے ہیں :

"اور اس حدیث (طائفہ منصورہ) کی بعض روایات میں اس گروہ کے مقام کا ذکر بھی موجود ہے اور یہ تمام روایات اس پر متفق ہیں کہ یہ جماعت ملک شام میں ہوگی"۔
(حاشیہ مسئلہ احتجاج بالشافعی ص۳۵)

اور اس کے بعد ڈاکٹر موصوف نے ان روایات کے وہ الفاظ نقل کئے ہیں جن میں اس طائفہ کے شام میں ہونے کا ذکر موجود ہے اب ان روایات کو ملاحظہ فرمائیں :

(۱) معاویہؓ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے :

لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ مَا يَضُرُّهُمْ مَنْ كَذَّبَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ سَمِعْتُ مُعَاذًا يَقُوْلُ وَهُمْ بِالشَّامِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ هٰذَا مَالِكٌ يَزْعُمُ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُوْلُ وَهُمْ بِالشَّامِ۔

(صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ انما قولنا لشیئ)

میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گا اور ان کو جھٹلانے والے اور مخالفت کرنے والے نہیں نقصان نہیں پہنچائیں گے یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے گا (یعنی قیامت) اور وہ لوگ اسی حال میں ہوں گے۔ مالک بن یخامرؒ کہتے ہیں کہ میں نے معاذؓ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ لوگ شام میں ہوں گے۔ معاویہؓ (یہ سن کر) کہا کہ مالکؒ کا دعویٰ ہے کہ اس نے معاذؓ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ لوگ شام میں ہوں گے۔

معاذؓ نے جو کچھ فرمایا یہ ان کی اپنی رائے نہیں بلکہ اس کے ثبوت میں مرفوع روایات موجود ہیں۔ اور اس طرح کی روایات جو بظاہر موقوف ہوتی ہیں لیکن حکماً مرفوع کا درجہ رکھتی ہیں۔

(۲) قرۃ بن ایاسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

اِذَا فَسَدَ اَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيْكُمْ وَلَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ مَنْصُوْرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ قَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ هُمْ اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ۔

رواه الترمذی وقال: هٰذا حديث حسن صحيح (مشكوٰة المصابيح ص ۱۷۷۱/۳ وقال الالبانی: واسناده صحيح)

جب شام والے تباہ و برباد ہو جائیں گے تو پھر تم میں کوئی بھلائی نہ ہوگی اور میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ غالب رہے گی۔ اس جماعت کو وہ لوگ کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے جو اس کی تائید و اعانت ترک کر دیں گے۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے امام علی بن المدینیؒ فرماتے ہیں کہ (جس جماعت کا اس حدیث میں ذکر ہے) اس سے مراد اصحاب الحدیث ہیں۔

ملک شام کے ساتھ اس جماعت کے ذکر کا مطلب یہ ہے کہ وہ جماعت شام میں ہوگی۔ اور جب ملک شام ہی تباہ و برباد ہو جائے گا تو پھر کسی قسم کی کوئی خیر باقی نہیں رہے گی کیونکہ جب طائفہ منصورہ ہی باقی نہ رہے گا تو پھر کون سی خیر باقی رہ سکتی ہے۔ ان دو احادیث کی تائید میں ہم مزید تین احادیث پیش کرتے ہیں

عن معاویۃ قال یا اھل الشام حدثنی الانصاری قال شعبۃ یعنی زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاھرین وانی لارجوان تکونوا ھم یا اھل الشام رواہ احمد والبزار والطبرانی وابو عبد اللہ الشامی ذکرہ ابن ابی حاتم ولم یجرحہ احد وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۸۷)	معاویہؓ نے کہا اے شام والو مجھ سے حدیث بیان کی (ابو عبد اللہ) الانصاری نے اور وہ کہتے ہیں کہ شعبہ یعنی زید بن ارقمؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا اور بے شک مجھے امید ہے کہ اے شام والو اس سے تم ہی مراد ہو یعنی اس حدیث کا مصداق شام والو تم ہی ہو۔
وعن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال طائفۃ من امتی علی الدین ظاھرین لعدوھم قاھرین لا یضرھم من جابھھم الا ما اصابھم من لأواء حتی یأتیھم امر اللہ وھم کذلک قالوا یا رسول اللہ واین ھم قال ببیت المقدس واکناف بیت المقدس ۔ رواہ عبد اللہ وجادۃ من خط ابیہ والطبرانی ورجالہ ثقات (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۸۸)	ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کا ایک گروہ دین پر ہمیشہ قائم رہے گا اور دشمنوں پر غالب ہو گا ان کے مخالفین ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچا سکیں گے ۔ سوائے اس شدت (و تکلیف) کے کہ جو انہیں (اللہ کی راہ میں) پہنچیں گی (اور قیامت کے آنے تک) وہ اسی حال میں ہوں گے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ وہ لوگ کہاں ہوں گے ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ بیت المقدس اور بیت المقدس کے اطراف میں ہوں گے ۔

اور ابو ہریرہؓ کی روایت جو ابو امامہؓ کی روایت کی مؤید ہے اس میں یہ الفاظ ہیں:

لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی ابواب دمشق وما حولہ علی ابواب بیت المقدس وما حولہ لا یضرھم خذلان من خذلھم الی یوم القیمۃ (مجمع ج ۷ ص ۲۸۸)	میری امت کا ایک گروہ دمشق کے دروازوں اور اس کے آس پاس اور اسی طرح بیت المقدس اور اس کے آس پاس قتال کرے گا اور انہیں رسوا کرنے والے انہیں قیامت تک کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے ۔

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے طائفہ منصورہ ملک شام اور بیت المقدس کے اطراف غالباً شام اور بیت المقدس کے درمیانی علاقے میں ہے لہذا ان احادیث کی موجودگی میں موصوف کا یہ بے بنیاد دعویٰ بھی بے وقعت ہو کر رہ گیا ہے کہ وہ اور ان کی جماعت ہی حقیقی مسلم اور جماعت المسلمین ہیں اور لوگوں

کو ان کی جماعت کے ساتھ ہوجانا چاہیئے ۔ اس لئے کہ مسلمین کا حقیقی مقام اب ملک شام ہے اس طرح موصوف کے غلط اور بے بنیاد دعووں کی قلعی کھل جاتی ہے اور معلوم ہوجاتا ہے کہ ان کی جماعت کا نام زیب نظر کے سوا کچھ نہیں ہے ۔

عَنْ حَوَالَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَیَصِیْرُ الْاَمْرُ اَنْ تَکُوْنُوْا جُنُوْدًا مُجَنَّدَةً جُنْدٌ بِالشَّامِ وَجُنْدٌ بِالْیَمَنِ وَجُنْدٌ بِالْعِرَاقِ فَقَالَ ابْنُ حَوَالَةَ خِرْلِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَدْرَکْتُ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلَیْكَ بِالشَّامِ فَاِنَّهَا خِیْرَةُ اللّٰهِ مِنْ اَرْضِهٖ یَجْتَبِیْ اِلَیْهَا خِیْرَتَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ فَاَمَّا اِنْ اَبَیْتُمْ فَعَلَیْکُمْ بِیَمَنِکُمْ وَاسْقُوْا مِنْ غُدُرِکُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ تَوَکَّلَ لِیْ بِالشَّامِ وَاَهْلِهٖ

راوہ احمد وابوداؤد (مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۸ ج ۲)

وقال الالبانی : اسنادہ صحیح)

عبداللہ بن حوالہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عنقریب مسلمین کی حکومت ایک جمع کئے ہوئے لشکر کی مانند ہوجائے گی۔ ایک لشکر شام میں، ایک لشکر یمن میں اور ایک لشکر عراق میں ابن حوالہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ اگر میں اس وقت کو پاؤں تو (کس لشکر کو) اختیار کروں؟ یعنی کس کے ساتھ ہوجاؤں ؟ آپؐ نے فرمایا کہ تو شام کو اختیار کر کہ یہ اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ اور پسندیدہ زمین ہے اللہ تعالیٰ اس زمین میں اپنے برگزیدہ اور نیک بندوں کو جمع کرے گا ۔ پھر اگر تم شام سے انکار کرو (یعنی وہاں نہ جاسکو) تو یمن کو اختیار کرو اور تم اپنے جانوروں اور اپنے آپ کو اپنے حوضوں سے پانی پلاؤ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ میری وجہ سے شام اور شام کے لوگوں کا کفیل ہوا ہے ۔

موصوف نے تلزم جماعۃ المسلمین والی حدیث تو بیان کر دی لیکن یہ نہ بتایا کہ اس کا مقام کون سا ہوگا ۔ اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ جماعت المسلمین نقلی جماعت ہے اور موصوف کے اس جھوٹ اور دھوکا کی تلافی بھی اسی صورت میں ہے کہ وہ اپنے حواریوں کے ساتھ شام پہنچ جائیں ۔ ورنہ اللہ تعالیٰ انھیں اس دھوکا بازی کی سخت سزا دے گا ۔ امام محمد ناصر الدین الالبانی نے ملک شام کی فضیلت پر ایک کتاب بھی لکھی ہے اور ان کا خیال ہے کہ عیسیٰؑ کی آمد کی نشانیاں تقریباً پوری ہو چکی ہیں ۔ اس لئے وہ خود بھی عیسیٰؑ کے منتظر ہیں اور ان کا اکثر قیام بھی ملک شام ہی میں ہوتا ہے ۔ شام کے فضائل کے سلسلہ میں مشکوٰۃ المصابیح کا آخری باب ذکر یمن والشام اور امام الالبانی کی کتاب " تخریج احادیث فضائل الشام للربعی " ملاحظہ فرمائیں :

امام نوویؒ حدیث لاتزال طائفہ من امتی کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

ویحتمل ان ھذہ الطائفة مفرقة بین انواع المؤمنین منھم شجعان مقاتلون ومنھم فقھاء ومنھم محدثون ومنھم زھاد وآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر ومنھم اھل انواع اخری من الخیر ولا یلزم ان یکونوا مجتمعین بل قد یکونون متفرقین فی اقطار الارض وفی ھذا الحدیث معجزة ظاھرة فان ھذا الوصف مازال بحمد اللہ تعالیٰ من زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الآن ولا یزول حتی یاتی امر اللہ المذکور فی الحدیث الخ

اور یہ طائفہ مومنین کے مابین مختلف جماعتوں میں منقسم ہے جن میں سے مجاہدین (اللہ کی راہ) میں قتال کرنے والے، فقہا، محدثین زہاد، نیکی کا حکم دینے والے، برائیوں سے روکنے والے اور دیگر اصحابِ خیر سب کو شامل ہے اور ان سب جماعتوں کا ایک جگہ جمع ہونا بھی ضروری نہیں بلکہ یہ زمین کے مختلف حصوں میں ہو سکتے ہیں اور یہ حدیث ظاہر معجزہ ہے پس یہ وصف کبھی زائل نہیں ہوا یعنی یہ جماعتیں بحمد للہ ہمیشہ رہی ہیں اور اب تک اور قیامت تک قائم رہیں گی۔ جیسا کہ اس حدیث میں موجود ہے۔

(صحیح مسلم مع شرح النووی صفحہ ۱۳۳/۲ طبع نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام نوویؒ کی وضاحت سے معلوم ہوا کہ طائفہ منصورہ قیامت تک برابر رہے گا۔ اور اس میں کبھی انقطاع نہیں ہوگا لیکن امامِ فتنہ مسعود احمد کا خیال ہے کہ اس میں انقطاع واقع ہو سکتا ہے اور جب یہ دورِ فترت ختم ہوا تو معلوم ہوا کہ مسعود احمد علیہ ما علیہ کی شخصیت دنیا میں ظہور پذیر ہو چکی ہے امام نوویؒ کی طرح علامہ العینیؒ نے بھی اسی طرح کی وضاحت صحیح بخاری کی شرح عمدۃ القاری میں بیان کی ہے۔

ملک شام کی فضیلت میں بہت سی احادیث آئی ہیں اور عیسیٰؑ بھی ملک شام ہی میں آئیں گے اور یہودیوں (اسرائیل) سے مسلمین کی جو لڑائی عیسیٰؑ کی معیت میں ہوگی وہ بیت المقدس کے قریب ہوگی اور آخر کار عیسیٰؑ دجال کو باب لدّ[1] میں قتل کر دیں گے۔

احادیث سے ایسا مترشح ہوتا ہے کہ نزولِ عیسیٰؑ کے وقت مسلمین ملکِ شام میں جمع ہوں گے اور اس وقت مسلمین کا بادشاہ وہ شخص ہوگا جس کا نام محمد بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہوگا اور جسے احادیث میں امام مہدی کہا گیا ہے۔ امام سے مراد مسلمین کا بادشاہ یا خلیفہ ہے اور مہدی لئے اس

---

[1] واضح رہے کہ لُدّ (LYDDA) فلسطین میں ریاست اسرائیل کے دارالسلطنت تل ابیب سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے اور یہودیوں نے وہاں بہت بڑا اڈہ بنا رکھا ہے (تفہیم القرآن صفحہ ۱۵۸/۳)

لئے کہا گیا ہے کہ وہ ہدایت پر ہوگا۔ اور کتاب وسنت پر عامل ہوگا اور نزولِ عیسیٰؑ سے پہلے وہ مسلمین کی قیادت کرے گا۔ امام مہدی سے وہ امام مراد نہیں ہے کہ جس کا تصور شیعوں کے ہاں پایا جاتا ہے کیونکہ شیعہ آخر میں یہودیوں (اسرائیل) سے مل کر مسلمین سے قتال کریں گے۔ اور ان کا امام مہدی غالباً دجال ہوگا جیسا کہ ایک حدیث سے مترشح ہوتا ہے۔

يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُودِ أَصْفَهَانَ سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ
رواہ مسلم (مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۱ ج ۳)

اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کی پیروی اور اطاعت کریں گے (یعنی ان کے ساتھ ہو جائیں گے) جن کی سروں پر چادریں پڑی ہوں گے۔

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شیعوں کو ان کی اصل کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ شیعیت کی اصل یہودیت ہے۔ اور ان کے جدِ امجد کا نام عبداللہ بن سبا یہودی ہے ورنہ اصفہان (ایران) میں ستر ہزار یہودی کہاں سے آجائیں گے۔

ایک اہم حدیث

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعٰى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلٰى قَصْعَتِهَا قَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ وَّلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ قَالَ قَائِلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ۔

رواہ ابوداود والبیہقی فی دلائل النبوۃ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۴۷۵ ج ۳) وقال الالبانی: وھو حدیث صحیح)

ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ دوسری (غیر مسلم) قومیں تم سے لڑنے اور تمہیں مٹانے کے لئے اس طرح ایک دوسرے کو بلائیں کہ جیسے کھانا کھانے والے دوسرے (بھوکے) لوگوں کو دسترخوان پر بلاتے ہیں یہ سن کر صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے پوچھا: وہ لوگ ہم پر اس لئے غلبہ حاصل کر لیں گے کہ اس وقت ہم تعداد میں کم ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: بلکہ تم ان دنوں میں زیادہ تعداد میں ہوگے۔ لیکن ایسے جیسے کہ دریا یا نالوں کے کنارے پانی کے جھاگ ہوتے ہیں (یعنی تم نہایت کمزور اور ضعیف ہوگے) تمہارا رعب اور ہیبت دشمنوں کے دل سے نکل جائے گی۔ اور تمہارے دلوں میں وہن کی بیماری پیدا ہو جائے گی کسی نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ "وہن" (ضعف و سستی)

کیا چیز ہے؟ فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے نفرت

وقال الاستاذ زبیر: واسنادہ حسن لشاہدہ الذی عند احمد (۵/۲۷۸) وغیرہ راجع الصحیحۃ للالبانی رقم ۹۵۸ وحاشیۃ شرح السنۃ (۱۵/۱۶)

اس حدیث سے یہ بات پوری طرح واضح ہوتی ہے کہ آخری زمانے میں مسلمین کی وہ حالت ہو جائے گی کہ جس کا نقشہ اس حدیث میں کھینچا گیا ہے اور آج کل واقعی وہی صورت حال ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمین آخری وقت تک ہوں گے لیکن دنیا کی محبت اور موت سے نفرت انھیں ناکارہ بنا دے گی اور وہ اپنا عظیم الشان مشن "جہاد" بھی ترک کر دیں گے۔ جس کی وجہ سے دشمنوں کے دلوں سے ان کا رعب نکل جائے گا۔ کیونکہ وہ دنیا داری کے کاموں سے اس طرح چمٹ جائیں گے کہ دنیا کی محبت ان کے رگ و ریشے میں سرایت کر جائے گی۔ اور موت سے ڈرنے لگیں گے

اس حدیث سے ایک بہت بڑی حقیقت یہ بھی معلوم ہوئی کہ آخری زمانے میں مسلمین بہت زیادہ تعداد میں ہوں گے۔ جبکہ امام فتنہ کا اعلان ہے کہ دنیا میں ان کے اور ان کی جماعت کے علاوہ کوئی مسلم نہیں ہے۔ بہر حال یہ روایت بھی موصوف کے دعوے کو بالکل باطل ثابت کر دیتی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ مسلمین دنیا کے گوشے گوشے اور چپے چپے میں موجود ہیں البتہ اعمال کی کمزوریوں نے ان کو کمزور بنا دیا ہے۔ اس حدیث کا تقاضا تھا کہ موصوف بھی جہاد کے مشن کو اپنا لیتے اور کفار و مشرکین کے خلاف اعلانِ جہاد کر دیتے اور عملاً اس میں حصہ لیتے لیکن موصوف غالباً کفار و مشرکین کے بجائے خود اپنے ہی بھائی بندوں سے جہاد کی بازی کھیلیں اور دشمنوں کے بجائے اپنوں ہی کو مارنے کی فکر میں ہوں۔

اس حدیث نے موصوف کی کمزوری بھی واضح کر دی کیونکہ جس طرح عام مسلمین جہاد سے چھپے بیٹھے ہیں۔ موصوف بھی جہاد کا نام نہیں لیتے۔ اور اپنی جماعت کے ساتھ کھاپی کر عیش و آرام کی زندگی گزار رہے ہیں جبکہ حقیقی مجاہدین اب بھی جہاد و قتال میں مصروف ہیں۔

سیاسی فرقے یا حکومت کے باغی

موصوف نے حذیفہؓ کی روایت کے الفاظ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا (تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جانا) سے دانستہ طور سے دینی فرقے مراد لئے ہیں جبکہ ہم نے گزشتہ اوراق میں ثابت کیا ہے کہ اس سے سیاسی فرقے یا حکومت کے باغی مراد ہیں اور یہاں ہم اس سلسلہ کے کچھ دلائل ذکر کریں گے تاکہ یہ گوشہ بھی اچھی طرح واضح ہو جائے۔ عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

... عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ أَبْعَدُ مَنْ أَرَادَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَذٰلِكَ الْمُؤْمِنُ ۔

تم پر جماعت کے ساتھ رہنا لازم ہے اور تم فرقہ فرقہ ہونے سے بچتے رہنا کیونکہ شیطان اکیلے کے ساتھ ہے اور دو سے بہت دور رہتا ہے (اس لئے اجتماعیت ضروری ہے) پس جو جنت کا درمیانی حصہ چاہتا ہے وہ جماعت کو لازم پکڑے (اور اسی سے چمٹا رہے) جس کو اپنی نیکی سے خوشی اور بدی سے رنج ہو وہی مومن ہے

قال ابو عیسیٰ: هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه وقد رواه ابن المبارك عن محمد بن سوقة وقد روی هذا الحديث من غير وجه عن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم۔ (سنن ترمذی ص ۳۹ ج ۲ طبع سعید اینڈ کمپنی کراچی) وقال الاستاذ زبیر: واخرجه الحاکم ۱/۱۱۴، وصححه على شرط الشيخين ووافقه الذهبی ووافقهما الالبانی فی تخریج کتاب السنة لابن ابی عاصم ص ۴۳ وراجع صحیح الجامع رقم ۲۵۴۶۔

اسی طرح کا قول عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی مروی ہے جو ہم نے پیچھے نقل کیا ہے اس حدیث میں بھی اسلامی حکومت کے ساتھ رہنا لازم قرار دیا گیا ہے اور مختلف فرقوں اور سیاسی پارٹیوں میں بٹنے سے روکا گیا ہے۔ دراصل اسلامی حکومت اور اجتماعیت سے ہٹ جانا فرقہ بندی یا تفرقہ ہے اور جس سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔ جیساکہ ابن عباسؓ کی یہ روایت وضاحت کرتی ہے:

مَنْ رَأٰى مِنْ أَمِيْرِهٖ شَيْئًا يَكْرَهُهٗ فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهٗ لَيْسَ أَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوْتُ إِلَّا مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً (بخاری ومسلم)

جس شخص نے اپنے حاکم سے کوئی ایسی بات دیکھی جو اس کو ناگوار ہو تو صبر کرے اس لئے کہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی جدا ہوا اور اسی حالت میں مرگیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

صحیح بخاری کی دوسری روایت میں جماعت کے بجائے سلطان (بادشاہ) کے الفاظ آئے ہیں جس سے پوری طرح واضح ہوتا ہے کہ جماعت سے مراد حکومت وسلطنت ہے اس حدیث يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ (جو جماعت سے علیحدہ ہو) کے الفاظ فرقہ کی وضاحت کرتے ہیں، یعنی جماعت سے الگ ہونا تفرقہ ڈالنا، گویا جماعت سے جدا ہونا ہی تفرقہ ہے دوسری روایت میں ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے:

مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً (صحیح مسلم)

جو شخص (حاکم کی) اطاعت سے نکلا اور جماعت سے جدا ہوگیا پس اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

فَارَقَ، يُفَارِقُ کے معنی چھوڑ کر جدا ہوجانے والا الگ ہوجانے والا کے ہیں اور بعض روایات يُفَرِّقُ کے الفاظ بھی آئے ہیں اور فَرَّقَ يُفَرِّقُ کے معنی جدا جدا کرنے والا، الگ الگ کرنے

دلالت کرتے ہیں۔

مَنْ اَتَاكُمْ وَاَمْرُكُمْ جَمِيْعٌ عَلٰى رَجُلٍ وَاحِدٍ يُرِيْدُ اَنْ يَشُقَّ عَصَاكُمْ اَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوْهُ (رواہ مسلم عن عرفجہ)

جو شخص تمھارے پاس اس حال میں آئے کہ تم ایک شخص (کی خلافت) پر مجتمع ہو چکے ہو اور وہ شخص تمھارے اتحاد کو توڑنے کا ارادہ رکھتا ہو یا تمھاری جماعت کو متفرق کر دینا چاہتا ہو تو تم اس کو قتل کر دو۔

اس حدیث سے جماعت کا مفہوم بھی اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے اور فرقہ کے معنی بھی سمجھ میں آ جاتے ہیں عرفجہؓ کی دوسری روایت سے بھی اس مضمون کو بڑی تقویت ملتی ہے۔

اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يُفَرِّقَ اَمْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَهِيَ جَمِيْعٌ فَاضْرِبُوْهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَّنْ كَانَ (صحیح مسلم)

عنقریب طرح طرح کے شر و فسادات رونما ہوں گے پس جو شخص اس امت کے مجتمع ہو جانے کے بعد اس کے (خلافت کے) معاملے کو متفرق کرنا چاہے تو اسے تلوار سے قتل کر دو چاہے وہ کوئی بھی ہو۔

اس سلسلہ میں ابو مسعودؓ کی روایت بہت ہی زیادہ واضح ہے اور جیسے ہم پیچھے بھی نقل کر چکے ہیں۔

عَنْ يُسَيْرٍ قَالَ لَقِيْتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ حِيْنَ قُتِلَ عَلِيٌّ فَتَبِعْتُهٗ فَقُلْتُ لَهٗ اَنْشُدُكَ اللّٰهَ مَا سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتَنِ فَقَالَ اِنَّا لَا نَكْتُمُ شَيْئًا عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالْجَمَاعَةِ وَاِيَّاكَ وَالْفُرْقَةَ فَاِنَّمَا هِيَ الضَّلَالَةُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ لِيَجْمَعَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الضَّلَالَةِ

رواہ کلہ الطبرانی ورجال ھذہ الطریقۃ الثانیۃ ثقات (مجمع الزوائد ج۵ ص۲۱۸، ۲۱۹)

یسیرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں ابو مسعودؓ سے اس وقت ملا جب علیؓ قتل کر دیئے گئے تھے پس میں ان کے پیچھے چلا اور میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنوں کے متعلق جو سنا ہے اسے بیان کیجئے ابو مسعودؓ نے فرمایا کہ بے شک ہم کوئی چیز نہ چھپائیں گے آپ پر اللہ کا خوف اختیار کرنا اور جماعت کے ساتھ رہنا لازم ہے اور فرقہ بندی سے بچتے رہنا کیونکہ یہ گمراہی ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔

وقال الاستاذ زبیر: رواہ الطبرانی فی الکبیر ۱۷/۲۳۹، ۲۴۰، ذلک احمد عند الحاکم فی المستدرک (۴/۵۰۶، ۵۰۷) وصححہ علی شرط مسلم ووافقہ الذہبی۔

المسیب بن رافعؒ نے ابو مسعودؓ کا اس سلسلہ کا ایک واقعہ بھی نقل فرمایا ہے۔ (شرح اصول اعتقاد ص۱۰۹ ج۱)

یہ روایت واضح کرتی ہے کہ صحابہ کرامؓ اور تابعین دورِ فتن کو جانتے تھے اور اسی لئے صحابہ کرامؓ اپنے شاگردوں کو جماعت یعنی حکومتِ وقت کے ساتھ رہنے کی تاکید کیا کرتے تھے اور لوگوں کو مختلف فرقوں اور پارٹیوں میں بٹنے سے روکتے تھے چنانچہ یہی بات حذیفہؓ سے ثابت ہے یہ وہی حذیفہؓ ہیں جن کی حدیث کے ایک ٹکڑے فاعتزل تلك الفرق کا معا سے موصوف نے غلط مفہوم اخذ کیا ہے۔

روایت یہ ہے:

عن ربعی بن خراش قال انطلقت الی حذیفة بالمدائن لیالی سار الناس إلی عثمان فقال یاربعی ما فعل قومك قال قلت عن أیهم تسأل قال من خرج منهم إلی هذا الرجل قال فسمیت رجالا ممن خرج إلیه فقال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من فارق الجماعة واستذل الامارة لقی الله ولا وجه له عنده۔	ربعی بن خراشؒ بیان کرتے ہیں کہ میں مدائن میں حذیفہؓ کے پاس آیا۔ انہی دنوں میں لوگ عثمانؓ کے کے پاس (انہیں قتل کرنے کے لئے) جمع ہو گئے تھے۔ حذیفہؓ نے فرمایا کہ اے ربعی آپ کی قوم کیا کر رہی ہے؟ میں نے عرض کیا: کن لوگوں کے متعلق آپ پوچھ رہے ہیں؟ حذیفہؓ نے فرمایا: ان میں سے جو اس شخص (عثمان) کے خلاف خروج کر رہے ہیں۔ ربعیؒ کہتے ہیں کہ میں نے ان میں سے ان لوگوں کے نام لئے جو عثمانؓ پر خروج کر رہے تھے پس انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے "جو شخص جماعت سے الگ ہوا اور حکومت کی توہین کی (یعنی حکومت وقت کے خلاف نفرت کا اظہار کیا اور اسے الٹنے کی کوشش کی) تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔
رواہ احمد ورجالہ ثقات (مجمع الزوائد ج۵ ص۲۲۲) رواہ الحاکم وسندہ صحیح المستدرک ج۱ ص۱۱۹، مسند احمد ج۵ ص۳۸۷)	

اور مستدرک کی روایت میں ولا حجة له عند الله (اور اللہ کے سامنے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی) کے الفاظ ہیں اس روایت سے ثابت ہوا کہ جب کچھ مفسدین عثمانؓ کے قتل کے درپے تھے اور ان کی حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے تھے تو اس موقع پر حذیفہؓ نے ربعی بن خراشؒ کو حدیث سنائی کہ جو شخص حکومت وقت کی اطاعت سے نکلا اور حکومت کی توہین کی مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ (جو شخص جماعت سے الگ ہوا) کے ساتھ ہی وَاسْتَذَلَّ الْاَمَارَةَ (اور حکومت کی توہین کی) کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ جماعت سے مراد امارت و حکومت ہے اب جو شخص اس جماعت (امارت) سے الگ ہوا تو اس کے لئے یہ سخت وعید ہے اور اسے ڈرایا گیا ہے کہ وہ حکومت

کا باغی نہ بنے۔ نہ خود اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کرے اور نہ ہی دوسروں کو بغاوت پر آمادہ کرے اگر اس نے کسی طور پر بھی حکومت کے خلاف سازش کی اور بغاوت میں حصہ لیا تو یہ اسلامی حکومت کے خلاف تفرقہ ہے اور اس فرقہ بازی سے اسلام نے سختی سے منع کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حذیفہؓ کی حدیث میں جن فرقوں میں شامل ہونے سے روکا گیا ہے وہ حکومت کی مخالف جماعتیں ہیں اور وہ باغی لوگ ہیں جو حکومت کے خلاف بغاوت کرنا چاہتے ہیں اور حکومت کا تختہ الٹنے کے خواہش مند ہیں۔

مسعود احمد صاحب کی وضاحت

حذیفہ بن یمانؓ کی روایت تلزم جماعة المسلمین و اماھم کی تفصیلی وضاحت آپ نے پچھلے صفات میں ملاحظہ فرمائی ہے اب ہم اس سلسلہ میں موصوف کی وضاحت بھی پیش کرتے ہیں تاکہ یہ مسئلہ پوری طرح نکھر کر سامنے آجائے اور اس کا کوئی بھی گوشہ مخفی نہ رہ جائے اور آپ یہ بھی جان سکیں کہ خود موصوف بھی سمجھتے ہیں کہ جماعت المسلمین سے مسلمین کی حکومت و امارت ہی مراد ہے لیکن اس سے پہلے کہ ہم خود کوئی وضاحت پیش کریں پہلے آپ موصوف کی کتاب منہاج المسلمین کے اہم مقامات کے عکس ملاحظہ فرمائیں:

خلافت اور اس کے متعلقات

خلافت علیٰ منہاج النبوت

خلافت علیٰ منہاج النبوت وہ طرزِ حکومت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم کردہ اور قائم کردہ طرزِ حکومت کے مطابق ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَكُونُ النُّبُوَّةُ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ۔ (رواہ احمد وسندہٗ حسن او صحیح ــــ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی جلد اول جز اول ص ۸)

تم میں نبوت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ نبوت رہے، پھر جب اللہ چاہے گا کہ اسے اٹھالے تو اسے اٹھالے گا، پھر خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہوگی (یعنی نبوت کے طریقہ پر خلافت قائم ہوگی)۔

خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام کے لئے عمل صالح کرے [1]

خلافت علیٰ منہاج النبوت کی علامت یہ ہے کہ دین مستحکم ہو، امن و امان قائم ہو، اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ ہو اور صرف اللہ اکیلے کی حکومت قائم ہو، اس کے قانون و اطاعت میں کسی دوسرے کی شرکت نہ ہو، پوری سلطنت میں اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کیا جائے۔ [2]

---

[1] قال اللہ تعالیٰ: وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض (النور ــــ ۵۵)

[2] قال اللہ تعالیٰ: ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا (النور ــــ ۵۵)

خلافت کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھے، اس میں کسی قسم کی خیانت نہ کرے یعنی بالکل اسی طرح خلافت قائم کرے جس طرح اللہ تعالیٰ کا حکم ہو۔[۱]

خلافت اور سیاست کو انبیاء علیہم السلام کی سنت سمجھے اور اس میں اسی طرح عمل کرے جس طرح انبیاء علیہم السلام عمل کیا کرتے تھے۔[۲]

امیر کے حقوق (رعایا کے فرائض)

رعایا کو چاہیئے کہ امیر کی اطاعت کرے خواہ امیر حبشی غلام اور بدصورت ہی کیوں نہ ہو[۳] امیر کا حکم اگر ناگوار بھی گذرے تو بھی اس کی اطاعت کرے، البتہ اگر وہ گناہ کے کام کا حکم دے تو اس کی اطاعت نہ کرے[۴]

---

[۱] قال اللہ تعالیٰ: انا عرضنا الامانة علی السموٰت والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان (الاحزاب ــ ۷۲) عن ابی ذر قلت یا رسول اللہ ألا تستعملنی قال فضرب بیدہ علی منکبی ثم قال یا ابا ذر انك ضعیف وانها امانة وانها یوم القیامة خزی (صحیح مسلم کتاب الامارة باب کراهة الامارة بغیر ضرورة)

[۲] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماذکر عن بنی اسرائیل وصحیح مسلم کتاب الامارة)

[۳] قال اللہ تعالیٰ: یآیها الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ــ (النسآء ــ ۵۹) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسمعوا واطیعوا وان استعمل علیکم عبد حبشی کان رأسه زبیبة (صحیح بخاری)

[۴] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السمع والطاعة علی المرء المسلم فیما احب وکرہ مالم یؤمر بمعصیة فاذا أمر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة (صحیح بخاری کتاب الاحکام) لا طاعة فی معصیة اللہ (صحیح مسلم) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق (رواہ فی شرح السنة وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰة ۲/۱۰۹۲)

امیر کی اطاعت کرتا رہے جب تک وہ کتاب اللہ کے مطابق رعایا کو چلائے۔[1]

اگر امیر کا کوئی فعل ناپسندیدہ ہو تب بھی اس کے خلاف کچھ نہ کرے، صبر کرتا رہے۔[2]

امیر کی برائیوں سے کراہت کرے، اس کی برائیوں کو برا سمجھے، امیر کی برائیوں سے راضی نہ ہو، برائیوں میں امیر کی پیروی نہ کرے، لیکن اس کی اطاعت سے منہ نہ موڑے، اس کو معزول نہ کرے اور نہ اس سے جنگ کرے جب تک وہ نماز پڑھتا رہے، جب وہ نماز چھوڑ دے یا اور کوئی کفر صریح کرے جس کو کفر کہنے کے لئے صریح دلیل موجود ہو تو پھر اس سے جنگ کرے اور اس کو امارت سے ہٹا دے۔[3]

امیر کے سامنے حق بیان کرے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرے۔[4]

---

[1] قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو استعمل علیکم عبد یقودکم بکتاب الله فاسمعوا له واطیعوا (صحیح مسلم کتاب الامارة)

[2] قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من رأی من امیره شیئا یکرهه فلیصبر فانه لیس احد یفارق الجماعة شبرا فیموت الامات میتة جاهلیة (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

[3] قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انه یستعمل علیکم امراء فتعرفون وتنکرون فمن کره فقد بریٔ ومن انکر فقد سلم ولکن من رضی وتابع فقالوا یا رسول الله الا نقاتلهم قال لا ما صلوا (صحیح مسلم کتاب الامارة) وفی روایة خیار ائمتکم الذین تحبونهم ویحبونکم وتصلون علیهم ویصلون علیکم وشرار ائمتکم الذین تبغضونهم ویبغضونکم وتلعنونهم ویلعنونکم قلنا یا رسول الله افلا ننابذهم بالسیف عند ذٰلک قال لا ما اقاموا فیکم الصلوٰة لا ما اقاموا فیکم الصلوٰة الا من ولی علیه وال فرأه یاتی شیئا من معصیة الله فلیکره ما یاتی من معصیة الله ولا ینزعن یدا من طاعة (صحیح مسلم) قال عبادة دعانا رسول الله صلی الله علیه وسلم فبایعناه فکان فیما اخذ علینا ان بایعنا علی السمع والطاعة فی منشطنا ومکرهنا وعسرنا ویسرنا واثرة علینا وان لا ننازع الامر اهله الا ان تروا کفرا بواحا عندکم من الله فیه برهان (صحیح مسلم کتاب الامارة وصحیح بخاری کتاب الفتن)

[4] عن عبادة قال بایعنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ۔۔۔ علی ان نقول بالحق اینما کنا (بخاری و مسلم)

امیر اگر حق تلفی بھی کرے تو رعایا کو چاہیئے کہ اس کا حق اسے دے (یعنی اس کی اطاعت کرے، زکوٰۃ دے وغیرہ وغیرہ) اور اپنا حق اللہ تعالیٰ سے طلب کرے [1]

جب دو امیروں کے ہاتھ پر بیعت کی جائے تو بعد والے کو قتل کر دیا جائے [2]

جب تمام مسلمین ایک امیر پر مجتمع ہو جائیں تو اس شخص کو قتل کر دیا جائے جو مسلمین میں تفرقہ ڈالے، خواہ وہ تفرقہ ڈالنے والا کوئی بھی ہو۔ [3]

حکام سے دُور رہے، جھوٹ میں ان کی تصدیق نہ کرے، ظلم میں ان کی مدد نہ کرے۔ [4]

عورت کو امیر نہ بنائے۔ [5]

امارت کو طلب نہ کرے، جو امارت طلب کرے اسے امیر نہ بنایا جائے اور نہ اسے امیر بنایا جائے جو امارت کا حریص ہو۔ [6]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) لا تخاف فی اللہ لومۃ لائم (صحیح مسلم و صحیح بخاری)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذوا الیھم حقھم وسلوا اللہ حقکم (صحیح بخاری کتاب الفتن و صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا الآخر منھما (صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اراد ان یفرق امر ھذہ الامۃ وھی جمیع فاضربوہ کائنا من کان وفی روایۃ من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوہ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

[4] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ سیکون بعدی امراء فمن دخل علیھم فصدقھم بکذبھم واعانھم علی ظلمھم فلیس منی ولست منہ (رواہ الترمذی فی ابواب الفتن وصححہ) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتی ابواب السلطان افتتن (رواہ الترمذی وحسنہ)

[5] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لن یفلح قوم ولوا امرھم امرأۃ (صحیح بخاری)

[6] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسأل الامارۃ فان اعطیتھا عن مسئلۃ وکلت علیھا وان اعطیتھا عن غیر مسئلۃ اعنت علیھا (صحیح بخاری کتاب الاحکام و صحیح مسلم کتاب الامارۃ) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا لا نولی ھذا من سألہ ولا من حرص علیہ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

امیر شورہ سے بنایا جائے ۔ ؎۱
امیر کی خیر خواہی کرے ۔ ؎۲
امیر کا اکرام کرے ، اس کی توہین نہ کرے ۔ ؎۳
اگر کسی کی سفارش کرے تو اس سفارش پر ہرگز اس سے ہدیہ نہ لے ۔ ؎۴

رعایا کے حقوق (امیر کے فرائض)

امیر کو چاہیئے کہ رعایا میں نماز کی اقامت کا استمام کرے ، زکوٰۃ کی وصولیابی کا بندوبست کرے ، نیکی کا حکم کرے ، برائی سے روکے ۔ ؎۵

؎۱ قال اللہ تبارک وتعالیٰ : وامرھم شوریٰ بینھم (الشوریٰ ـ ۳۸)

؎۲ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحۃ ثلاثا قلنا لمن قال للہ ولکتابہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتھم (صحیح مسلم)

؎۳ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ واستذل الامارۃ لقی اللہ ولا حجۃ لہ عند اللہ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح ـ المستدرک جزو اول ص ۱۱۹)

؎۴ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شفع لاحد شفاعۃ فاھدی لہ ھدیۃ علیھا فقبلھا فقد اتی باباً عظیماً من ابواب الربا (رواہ ابوداؤد وسندہ حسن ـ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ۲/۱۱۰۹)

؎۵ قال اللہ تبارک وتعالیٰ الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر ۔ (الحج ـ ۴۱)

حاکم وقت کی بیعت بہت ضروری ہے، جو شخص بیعت نہ کرے وہ جاہلیت کی موت مریگا[1]

جماعت المسلمین

جماعت المسلمین سے وابستہ اور چمٹا رہے۔[2]

جماعت سے ذرا بھی علیحدہ نہ ہو خواہ امیر جماعت کا حکم اسے ناگوار ہی کیوں نہ گذرے، اگر جماعت سے علیحدہ ہونے کے بعد اسے موت آجائے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔[3]

جماعت سے کسی حالت میں علیحدہ نہ ہو، جماعت سے علیحدہ ہونا گویا اسلام سے علیحدہ ہونا ہے۔[4]

اگر جماعت المسلمین نہ ہو تب بھی کسی فرقہ میں شامل نہ ہو، بلکہ تمام فرقوں سے علیحدہ رہے خواہ اس علیحدگی کی وجہ سے کیسی ہی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے حتیٰ کہ اس علیحدگی کی وجہ سے اسے درخت کی جڑیں چبانی پڑیں تو انہیں ہی چباتا رہے اور اسی حالت میں مرجائے۔[5]

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خلع یدا من طاعة لقی اللہ یوم القیٰمة لاحجة له ومن مات لیس فی عنقه بیعة مات میتة جاهلیة (صحیح مسلم کتاب الامارة)

[2] قال اللہ تعالیٰ: یٰایها الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین o (التوبة - ۱۱۹) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلزم جماعة المسلمین وامامهم (صحیح بخاری کتاب الفتن وصحیح مسلم کتاب الامارة)

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رأی من امیرہ شیئا فلیصبر فانه من فارق الجماعة شبرا فمات فمیتة جاهلیة (صحیح مسلم کتاب الامارة وصحیح بخاری)

[4] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعة قید شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه (رواہ الترمذی عن الحارث وسندہ صحیح ۲/۲۹۶ - مرعاة المفاتیح شرح مشکوٰة المصابیح جلد اول ص ۱۷۳)

[5] قال حذیفة لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لم تکن لهم جماعة ولا امام قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعتزل تلك الفرق کلها ولو ان تعض باصل شجرة حتی یدرکك الموت وانت علیٰ ذٰلك (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

موصوف کے قائم کردہ "خلافت اور اس کے متعلقات" کے عنوان سے واضح ہوتا ہے کہ اس عنوان کے تحت خلافت و حکومت کے مسائل اور احکامات نقل کئے جائیں گے۔ چنانچہ موصوف نے ایسا ہی کیا اور اس ضمن میں مختلف ذیلی عنوانات کے تحت خلافت و حکومت کے تمام گوشوں کو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے ذریعے واضح کیا ہے۔ چنانچہ "خلافت علی منہاج النبوت" کے تحت انہوں نے اس خلافت کی صحیح تعریف نقل فرمائی ہے پھر "امیر کے حقوق اور رعایا کے فرائض" کے تحت اس ضمن کی احادیث نقل فرمائی پھر "رعایا کے حقوق، امیر کے فرائض" کے تحت بھی انہوں نے احادیث نقل کی ہیں۔ اس کے علاوہ "سرکاری ملازم"، "سرکاری عہدہ"، "جزیہ"، "ذمی"، "بیعت"، "اسلامی معاشرہ"، "چراہ گاہ"، "ولایت اور رفاقت" "زمین"، "جہاد" وغیرہ کے عنوانات انہوں نے قائم کئے ہیں اور اس کے ضمن میں قرآن و احادیث سے ان کے احکامات کو بیان کیا ہے۔ ان عنوانات میں ایک اہم عنوان "جماعت المسلمین" کا بھی ہے اور جماعت المسلمین کے ذیلی عنوان کو خلافت اور اس کے متعلقات میں نقل کر کے موصوف نے خود ہی اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ وہ بھی جماعت المسلمین سے حکومت یا خلافت ہی مراد لیتے ہیں۔

اس عنوان کے ضمن میں نقل کردہ احادیث کے مطالعے سے اگرچہ مسئلہ بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ موصوف جماعت المسلمین سے خلافت و حکومت ہی مراد لیتے ہیں لیکن تفہیم کی خاطر ہم اس عنوان کی قدرے وضاحت کر دیتے ہیں کہ جماعت المسلمین کے عنوان کے تحت موصوف نے پہلی بات یہ نقل کی ہے کہ "جماعت المسلمین سے وابستہ اور چمٹا رہے" اور حاشیہ میں پہلے قرآن کریم کی یہ آیت نقل کی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (التوبہ: ۱۱۹)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اس آیت سے جماعت المسلمین کے ساتھ رہنے کا حکم ثابت نہیں ہوتا بلکہ صادقین کے ساتھ رہنے کا حکم ثابت ہوتا ہے بالفاظ دیگر جماعت الصادقین بنا کر اس کے ساتھ رہنے کا حکم ثابت ہوتا ہے کیونکہ جب جماعت الصادقین ہوگی تو تب ہی کوئی اس کے ساتھ بھی ہوگا۔ اور یہ استدلال بھی ہم نے موصوف کی فکر کے مطابق کیا ہے اس کے بعد موصوف نے جو حدیث نقل کی ہے اس سے ان کا مدعا ثابت ہوتا ہے یعنی تلزم جماعت المسلمین و امامھم اس کے بعد موصوف نے جماعت المسلمین کے عنوان کے تحت دوسری بات یہ نقل فرمائی ہے۔

"جماعت سے ذرا بھی علیحدہ نہ ہو خواہ امیر جماعت کا حکم اسے ناگوار ہی کیوں نہ گزرے اگر جماعت سے علیحدہ ہونے کے بعد اسے موت آجائے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔"

اور جس حدیث سے انہوں نے یہ مفہوم اخذ کیا ہے اور جس کے الفاظ انہوں نے حاشیہ میں نقل کئے ہیں اس کا اردو ترجمہ یہ ہے:

"اور جس نے امیر سے کوئی ایسی چیز دیکھی، جو اس کو ناپسند ہو تو اس کو چاہیئے کہ صبر کرے اس لئے کہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی جدا ہو جاتا ہے اور مر جاتا ہے تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔"

اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جماعت المسلمین سے مسلمین کی امارت وحکومت مراد ہے اور خود موصوف کا اس روایت کو جماعت المسلمین کے عنوان کے تحت ذکر کرنا بھی اسی بات کو ثابت کرتا ہے اور امام بخاریؒ نے کتاب الفتن میں اس روایت سے پہلے ابن عباسؓ کی جو روایت ذکر کی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں :۔

"جو شخص اپنے امیر سے کوئی ناگوار چیز دیکھے تو اس کو صبر کرنا چاہیئے کہ اس لئے کہ جو شخص سلطان (بادشاہ) کی اطاعت سے ایک بالشت بھی باہر ہوا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔"

اس حدیث میں جماعت کے بجائے بادشاہ کے الفاظ اس بات کو غیر مبہم الفاظ کے ساتھ ثابت کرتے ہیں کہ اس حدیث میں جماعت سے حکومت وامارت ہی مراد ہے اور موصوف نے بھی یہاں اس بات کو تسلیم کر لیا ہے اسی لئے انھوں نے اس روایت کو جماعت المسلمین کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے۔

لیکن اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ موصوف نے خلافت حاصل کئے بغیر ہی یا خلیفہ بنائے جانے سے پہلے ہی جماعت المسلمین (یعنی حکومت) کا امام ہونے کا اعلان کیسے کر دیا؟ اور اس بے اختیار جماعت المسلمین بنانے کا ان کو کیا فائدہ حاصل ہوا۔ پھر اس بے بس اور بے اختیار جماعت المسلمین کے بل بوتے پر انہوں نے دنیا کے تمام مسلمین کو غیر مسلم کیسے قرار دے دیا؟ کیا قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں وہ اپنے اس بے بنیاد دعویٰ کو ثابت کر پائیں گے۔ جبکہ دنیا میں وہ کسی عالم دین کے سامنے بیٹھنے کی جرأت نہیں کر پاتے اور گفتگو کرتے وقت ان کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں اور ساتھ ہی وہ لرزہ براندام بھی رہتے ہیں تو قیامت کا دن تو بڑا سخت ہوگا اور اللہ تعالیٰ سخت غصے میں ہوں گے۔ وہاں پر دھوکا باز، عیار ومکار اپنی چوکڑی بھول جائے گا تو وہاں کسی جھوٹ کو ثابت کرنا کیسے ممکن ہوگا۔ بلکہ انبیاء کرامؑ ایسی معصوم ہستیاں بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے کانپ رہی ہوں گی۔ اس لئے موصوف کو اس دن کی پیشی سے ڈرنا چاہیئے۔ اور آج جبکہ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے کھلم کھلا اعلان کر کے اپنی نادانی سے رجوع کر لیں۔ اگر انہوں نے ایسا کر لیا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں انھیں بہت بڑا مقام مل سکتا ہے۔

پھر وہ اس جماعت المسلمین کے ذریعے "خاص قسم کے مسلم" ہی تیار کر رہے ہیں جبکہ جماعت المسلمین تو وہاں قائم ہوتی ہے جہاں مسلم پہلے سے موجود ہوں۔ مسلمین کی موجودگی کے بغیر جماعت المسلمین

کیسے قائم ہو سکتی ہے۔

اس کے بعد موصوف نے جماعت المسلمین کے عنوان کے تحت تیسری بات یہ نقل فرمائی ہے:

"جماعت سے علیحدہ نہ ہو جماعت سے علیحدہ ہونا گویا اسلام سے علیحدہ ہونا ہے"۔

اور جس حدیث سے انہوں نے یہ مفہوم اخذ کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

"جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی الگ ہوا اس نے اسلام کی رسی کو گردن سے نکال ڈالا"

یہ حدیث بھی حکومت سے متعلق ہے اور موصوف کا اس حدیث اور اس کے مفہوم کو جماعت المسلمین کے تحت ذکر کرنے کا مطلب یہی ہے کہ جماعت المسلمین سے حکومت ہی مراد ہے۔

جماعت المسلمین کے عنوان کے تحت موصوف نے جو آخری بات نقل کی ہے وہ یہ ہے۔

"اگر جماعت المسلمین نہ ہو تب بھی کسی فرقہ میں شامل نہ ہو بلکہ تمام فرقوں سے علیحدہ رہے خواہ اس علیحدگی کی وجہ سے کیسی ہی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے حتیٰ کہ اس علیحدگی کی وجہ سے اسے درخت کی جڑیں چبانی پڑیں تو انہیں بھی چباتا رہے اور اسی حالت میں مر جائے"۔

اور یہ مفہوم انہوں نے حذیفہ بن یمانؓ کی روایت سے لیا ہے اور اس روایت کے ذکر کرنے کا مطلب بھی یہی ہے کہ جماعت المسلمین سے اسلامی حکومت مراد ہے اور جب جماعت المسلمین سے اسلامی حکومت مراد ہے تو فرقوں سے وہ لوگ مراد ہوں گے جو حکومت کے مخالف ہیں اور حکومت کا تختہ الٹنے کے خواہشمند ہیں۔ لہٰذا اس حدیث سے دینی فرقے کسی طور پر مراد نہیں لئے جا سکتے بلکہ اس سے مراد حکومت کے باغی اور نافرمان ہیں۔

پس اس وضاحت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جماعت المسلمین سے موصوف کے نزدیک بھی اسلامی حکومت ہی مراد ہے۔

کسی مسلم کو کافر کہنے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے

موصوف اپنی جماعت کے چند افراد کے علاوہ کسی اور کو مسلم ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں اور دنیا کے تمام مسلمین کو گمراہ اور غیر مسلم سمجھتے ہیں اور یہ ایک ایسا خطرناک رجحان ہے کہ جو انسان کے ایمان کو برباد کر دیتا ہے اور یہ وطیرہ ہمیشہ سے گمراہ فرقوں کا رہا ہے کہ وہ ہمیشہ مسلمین کو کافر اور غیر مسلم قرار دیتے رہے ہیں۔ جیسا کہ شیعوں اور خارجیوں نے صحابہ کرامؓ ہی کو کافر قرار دے دیا۔ آپ سوچیں کہ جب صحابہ کرامؓ ہی مسلمان نہ رہے تو پھر دنیا میں کون مسلم ہو سکتا ہے؟ اسی طرح دیگر گمراہ فرقوں نے بھی مسلمین پر طرح طرح کے فتوے چسپاں کئے۔ یہاں تک کہ بعض اہل علم نے اس موضوع پر کتابیں تک لکھیں اور اس میں

واضح کیا کہ اہلِ ایمان کو کافر یا غیر مسلم کہنا کس قدر خطرناک بات ہے۔ چنانچہ امام ابو عبید القاسم بن سلام (المتوفی: ۲۲۴ھ) نے باطل فرقوں کی ریشہ دوانیوں کے خلاف کتاب الایمان لکھی۔ اس سلسلہ میں بہت سی احادیث بھی مروی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِیْہِ کَافِرٌ فَقَدْ بَآءَ بِھَا اَحَدُھُمَا

(بخاری و مسلم)

ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک کلمہ کفر کا مستحق قرار پاتا ہے۔

(۲) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرْمِیْ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا یَرْمِیْہِ بِالْکُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَیْہِ اِنْ لَّمْ یَکُنْ صَاحِبُہٗ کَذٰلِکَ

(رواہ البخاری)

ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص کسی شخص پر فسق کی تہمت لگائے اور نہ کفر کی اس لئے کہ اگر وہ شخص ایسا نہیں ہے تو یہ کلمہ کہنے والے پر لوٹ پڑتا ہے۔

(۳) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْکُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰہِ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ اِلَّا حَارَ عَلَیْہِ

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح صـ ۱۳۵۷ ج ۳)

ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی کو کافر کہہ کر پکارے یا اللہ کا دشمن کہے اور وہ ایسا نہ ہو تو یہ کلمہ کہنے والے پر لوٹ پڑتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ:

مَنْ لَّعَنَ مُؤْمِنًا فَھُوَ کَقَتْلِہٖ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِکُفْرٍ فَھُوَ کَقَتْلِہٖ

(بخاری)

جس نے کسی مومن پر لعنت کی اس نے گویا اس کو قتل کر دیا اور جس نے کسی مومن پر کفر کی تہمت لگائی اس نے گویا اسے قتل کر دیا۔

کسی شخص کو کافر کہنے یا کسی ایمان کے اقراری کو قتل کرنے میں جو انتہائی احتیاط ملحوظ رکھنی چاہیئے اس کا اندازہ ان تین واقعات سے ہو سکتا ہے۔

(۱) ابو سعید الخدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کو یمن روانہ کیا انہوں نے وہاں پہنچ کر رنگے ہوئے چمڑے (کے ایک ٹکڑے) میں کچھ سونا جس میں سے مٹی علیحدہ نہیں کی گئی تھی روانہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سونے کو عیینہ بن بدرؓ، اقرع بن حابسؓ، زید الخیلؓ اور علقمہؓ میں تقسیم فرما دیا۔ (بعض) قریش وانصار نے چپکے سے (آپس میں) کہا "نجد کے سرداروں کو دے رہے ہیں اور ہمیں

چھوڑ دیا"۔ آپ کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا "میں ان کی تالیف کر رہا ہوں"۔ ایک شخص نے کہا کہ ہم (اس سونے کے) زیادہ حقدار تھے اس شخص کی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے حالانکہ میں اس کا امین ہوں جو آسمان میں ہے۔ صبح و شام آسمان کی خبریں میرے پاس آتی ہیں (بھلا میں نبی ہو کر حق تلفی کر سکتا ہوں) پھر قبیلہ بنی تمیم کا ایک شخص جس کا نام عبداللہ بن ذی الخویصرہ تھا کھڑا ہوا اس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، کلوں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں، پیشانی باہر کو نکلی ہوئی تھی۔ ڈاڑھی گھنی سر منڈا ہوا تھا، تہ بند اونچا تھا اس نے کہا "اے اللہ کے رسول اللہ سے ڈرو اور انصاف کرو"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تجھ پر افسوس! اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو پھر کون کرے گا۔ کیا میں تمام روئے زمین پر سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے کا حقدار نہیں ہوں"۔ پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا گیا۔ عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن اڑا دوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "رہنے دو"۔ پھر خالد بن ولیدؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہو سکتا ہے کہ یہ نماز پڑھتا ہو"۔ خالدؓ نے کہا "کتنے ہی نمازی ہیں جو زبان سے ایسی بات کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتی (یعنی بہت سے نمازی منافق بھی ہوتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دلوں میں نقب لگاؤں اور نہ یہ کہ ان کے پیٹوں کو چیروں"۔ (بخاری و مسلم)

(۲) صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہؓ کی امارت میں قبیلۂ جہینہ کی شاخ حرقات سے جنگ کرنے کے لئے ایک لشکر روانہ کیا صبح کے وقت جنگ کا آغاز ہوا مشرکین میں سے ایک شخص تھا کہ جب کسی مسلم کو قتل کرنا چاہتا قتل کر دیتا۔ اسامہؓ اور ایک انصاریؓ شخص نے موقع پا کر اس پر حملہ کیا۔ جب وہ گر گیا اور اسامہؓ نے اس پر تلوار اٹھائی تو اس نے کہا "لا الہ الا اللہ" انصاریؓ نے ہاتھ روک لیا لیکن اسامہؓ نے اس کے نیزہ مارا اور قتل کر دیا۔ قتل کرنے کے بعد دل میں خطرہ لاحق ہوا (اور اس کے قتل کرنے پر نادم ہوئے) مشرکین کو شکست ہوئی (اور مسلمین فتحیاب ہوئے) ایک شخص فتح کی خوشخبری سنانے کے لئے (مدینہ منورہ روانہ کیا گیا جب وہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو آپؐ نے اس سے لڑائی کے حالات دریافت کئے، اس شخص نے لڑائی کے حالات بتائے اور اسامہؓ کا واقعہ بھی سنایا۔ (جب اسلامی لشکر واپس مدینہ منورہ پہنچا تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہؓ کو بلایا اور پوچھا "اے اسامہؓ تم نے اسے کیوں قتل کیا؟" اسامہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ اس نے مسلمین کو بہت تکلیف پہنچائی، فلاں کو فلاں کو اس نے قتل کر دیا"۔ اسامہؓ نے کئی مسلمین کے نام لئے جو اس شخص کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے پھر اسامہؓ نے عرض کیا "جب میں نے اس پر تلوار اٹھائی تو اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا (مگر میں نے پھر بھی اسے قتل کر دیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم نے اسے لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کر دیا؟" اسامہؓ نے عرض کیا، "اے اللہ کے رسولؐ

اس نے ہتھیار کے خوف سے بچنے اور اپنے آپ کو بچانے کے لئے کلمہ پڑھا تھا (دل سے مسلم نہیں ہوا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہیں دیکھا کہ تمھیں معلوم ہو جاتا کہ اس نے (دل سے) کلمہ پڑھا تھا یا نہیں؟ یہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سوال کیا "کیا تم نے اسے لا الہ الا اللہ پڑھنے کے بعد قتل کیا تھا؟" پھر آپؐ نے فرمایا "قیامت کے دن جب وہ کلمہ (لیکر) آئے گا تو تم اس کلمہ کا کیا جواب دوگے"؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہ الفاظ دہراتے رہے یہاں تک کہ اسامہؓ نے یہ تمنا کی کہ کاش وہ آج سے پہلے مسلم نہ ہوئے ہوتے"۔ (مسلم) ان دونوں احادیث کا ترجمہ بھی موصوف ہی کا ہے۔

(۳) مقداد بن الاسودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسولؐ اگر ایک شخص مجھ پر حملہ کر کے میرا ہاتھ کاٹ ڈالے اور جب میں اس پر حملہ کروں تو میرے حملے کی زد سے بچنے کے لئے درخت کی پناہ لے لے اور کہے اللہ کے لئے میں مسلم ہو گیا کیا ایسی حالت میں میں اس کو قتل کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں میں نے عرض کیا اللہ کے رسولؐ اس نے میرا ہاتھ کاٹ دیا ہے آپؐ نے فرمایا اس کے باوجود تم اس کو نہیں مار سکتے، اگر تم نے اس کو مارا تو وہ اس مرتبے میں ہوگا جس میں تم اس کے قتل سے پہلے تھے اور تم اس مرتبے میں ہو جاؤ گے جس میں وہ کلمہ کہنے سے پہلے تھا۔ (مسلم)

کتب حدیث میں اس طرح کے بہت سے واقعات مرقوم ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ کسی مسلم کو قتل کرنا (یا اس پر کفر کی تہمت لگانا) کتنا خطرناک فعل ہے جس سے فاعل کے ایمان کے زائل ہونے کا شدید خطرہ موجود ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمین کو اس سلسلہ میں جو احتیاط اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس آیت سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (النساء: ۹۴)

جو شخص (اظہار اسلام کے لئے) تم کو سلام کرے اس کو (یونہی) نہ کہدیا کرو کہ تو مومن نہیں ہے۔

امام ابو سفیانؒ کہتے ہیں کہ میں جابر بن عبداللہؓ کے ساتھ مکہ میں چھ سال تک رہا ان سے کسی شخص نے سوال کیا:

هل كنتم تسمون احداً من اهل القبلة كافراً؟ فقال: معاذ الله: قال فهل تسمونه مشركا؟ قال لا - (كتاب الايمان لامام ابى عبيد القاسم بن سلام ص۹۵ وقال الالبانى اسناده صحيح على شرط مسلم طبع دار الارقم كويت)

کیا آپ لوگ (صحابہ کرامؓ) کسی اہل قبلہ کو کافر کہتے ہیں؟ جابر بن عبداللہؓ نے کہا: اللہ کی پناہ (کہ ہم کسی مسلم کو کافر قرار دیں) اس شخص نے کہا کیا تم کسی اہل قبلہ (مسلم) کو مشرک قرار دیتے ہو؟ انھوں نے کہا نہیں۔

ان احادیث اور صحابہ کرامؓ کے عمل سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اہل حق نے کبھی اس مشغلہ کو نہیں اپنایا اور اگر یہ مشغلہ کسی کو بھایا ہے تو وہ باطل پرست اور گمراہ فرقے تھے کہ جن کا اس کے سوا اور

کوئی کام نہ تھا کہ وہ مسلمین کو کافر بنانا شروع کر دیں۔ چنانچہ موجودہ دور میں اس کام کا بیڑا جہاں ڈاکٹر عثمانی صاحب نے اٹھایا تھا تو ان سے کہیں آگے بڑھ کر اس کام کو موصوف انجام دے رہے ہیں۔ ہم موصوف سے درخواست کریں گے کہ للہ وہ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی عاقبت کو تباہ نہ کریں اور اب بھی وقت ہے کہ وہ اس مشغلہ سے توبہ کر لیں کیا عجب ہے کہ رب کائنات آپ کی اس عظیم غلطی کو معاف فرما دے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمین کا نام اہل القبلۃ بھی ہے۔

اس عنوان پر اگر آپ کو تفصیل دیکھنی ہو تو ہماری کتاب الدین الخالص دوسری قسط ملاحظہ فرمائیں:

دین میں آسانی کرنے کا حکم

اسلام دینِ فطرت ہے اور اس نے اپنے ماننے والوں کو ایسے اصول بتلائے ہیں کہ جن پر عمل پیرا ہو کر وہ اپنے تو اپنے غیروں کے بھی دل جیت سکتے ہیں اور وہ اصول یہ ہیں کہ ایک مسلم اتنے اعلیٰ کردار کا مالک ہو کہ اس کا عمدہ اخلاق ہر ایک کو متاثر کرتا ہے۔ خلوص اور ہمدردی اس کا اوڑھنا اور بچھونا ہو۔ اور تبلیغ کے طریقوں اور اس کی حکمت سے وہ پوری طرح آگاہ اور واقف ہو۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (النحل: ۱۲۵)	لوگوں کو اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دو اور ان کے ساتھ بہترین طریقہ سے مجادلہ کرو۔

خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ کفار اور مشرکین کے لئے تمنا کیا کرتے تھے کہ وہ مسلمین ہو جائیں اور اس کے لئے آپ اکثر غم زدہ اور بے چین ہو جایا کرتے تھے۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء: ۳)	شاید تم اس غم میں اپنی جان کھو دو گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

ایک مبلغ کو عمدہ صفات کا حامل ہونا چاہئے اور اسے چاہئیے کہ وہ لوگوں کے لئے سختی اور نفرت پیدا کرنے کے بجائے آسانی اور سہولت پیدا کرنے والا بنے۔ اس سلسلہ میں ہم تفصیلی کلام کرنے کے بجائے صرف صحیح بخاری کے ایک باب کا عکس پیش کرتے ہیں:

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَكَانَ يُحِبُّ التَّخْفِيْفَ وَالْيُسْرَ عَلَى النَّاسِ۔	باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا لوگوں پر آسانی کرو ان کو مشکل میں نہ ڈالو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں پر تخفیف اور آسانی کرنا پسند کرتے تھے۔

۱۴۸ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ قَالَ لَهُمَا: يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا. قَالَ أَبُو مُوسَى يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا بِأَرْضٍ يُصْنَعُ فِيهَا شَرَابٌ مِنَ الْعَسَلِ يُقَالُ لَهُ الْبِتْعُ وَشَرَابٌ مِنَ الشَّعِيرِ يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو نضر بن شمیل نے خبر دی کہا ہم کو شعبہ نے انہوں نے سعید بن ابی بردہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا (ابو موسیٰ اشعری) سے انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اور معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا دیکھو تم دونوں (لوگوں) پر آسانی کرتے رہنا سختی نہ کرنا خوش کرتے رہنا (دین سے) نفرت نہ دلانا دونوں مل جل کر رہنا ابو موسیٰ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اس زمین میں جاتے ہیں جہاں شہد کا شراب بنا کرتا ہے اُس کو بتع کہتے ہیں اور جو کا شراب بنا کرتا ہے۔ اُس کو مزر کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا (کوئی شراب ہو) جو نشہ کرے وہ حرام ہے۔

۱۴۹ - حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَسَكِّنُوا وَلَا تُنَفِّرُوا۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابو التیاح (یزید بن حمید ضبعی) سے انہوں نے کہا میں نے انس بن مالک سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگوں پر) آسانی کرو لوگوں کو تسلی اور تشفی دو۔ نفرت نہ دلاؤ۔

۱۵۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ، مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللهِ فَيَنْتَقِمُ بِهَا لِلّٰهِ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو آپ اس کو اختیار کرتے جو آسان ہوتا[1] بشرطیکہ گناہ نہ ہوتا اور اگر گناہ ہوتا تو سب سے زیادہ اُس سے پرہیز کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ساری عمر) کبھی اپنی ذات خاص کے لئے کسی سے بدلہ نہیں لیا ہاں اللہ تعالیٰ کی عظمت میں جو لوگ خلل انداز ہوتے[2] اُن سے تو محض اللہ کی رضامندی کے لئے بدلہ لیتے۔

[1] بظاہر اس حدیث میں اشکال ہے کیوں کہ جو کام گناہ ہوتا ہے اس کے لئے آپکو کیسے اختیار دیا جاتا شاید یہ مراد ہو کہ کافروں کی طرف سے اگر اختیار دیا جاتا ۱۲ منہ۔

[2] مثلاً کافر مشرک وغیرہ ۱۲ منہ۔

١٥١- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: كُنَّا عَلَى شَاطِئِ نَهْرٍ بِالْأَهْوَازِ قَدْ نَضَبَ عَنْهُ الْمَاءُ، فَجَاءَ أَبُو بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ عَلَى فَرَسٍ فَصَلَّى وَخَلَّى فَرَسَهُ فَانْطَلَقَتِ الْفَرَسُ فَتَرَكَ صَلَاتَهُ وَتَبِعَهَا حَتَّى أَدْرَكَهَا فَأَخَذَهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَضَى صَلَاتَهُ وَفِينَا رَجُلٌ لَهُ رَأْيٌ فَأَقْبَلَ يَقُولُ انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ تَرَكَ صَلَاتَهُ مِنْ أَجْلِ فَرَسٍ، فَأَقْبَلَ فَقَالَ: مَا عَنَّفَنِي أَحَدٌ مُنْذُ فَارَقْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ إِنَّ مَنْزِلِي مُتَرَاخٍ فَلَوْ صَلَّيْتُ وَتَرَكْتُ لَمْ آتِ أَهْلِي إِلَى اللَّيْلِ وَذَكَرَ أَنَّهُ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى مِنْ تَيْسِيرِهِ۔

ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل سدوسی نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ازرق بن قیس سے انہوں نے کہا ہم اہواز میں (جو ایک شہر کا نام ہے ملک ایران میں) نہر کے کنارے پر تھے۔ اس کا پانی سوکھ گیا تھا اتنے میں ابو برزہ اسلمی (صحابی) ایک گھوڑے پر سوار وہاں آئے وہ نماز پڑھنے لگے اور گھوڑے کو چھوڑ دیا گھوڑا بھاگا انہوں نے نماز چھوڑ دی اور گھوڑے کے پیچھے دوڑے اس کو پکڑ لائے پھر نماز پڑھنے لگے ہم لوگوں میں ایک شخص تھا وہ کمبخت خارجی تھا (کیا) کہنے لگا اس بڈھے احمق کو دیکھو اس نے گھوڑے کے لئے نماز چھوڑ دی بعد اس کے ابو برزہ (نماز سے فارغ ہو کر) لوگوں سے کہنے لگے جب سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوا ہوں مجھ کو کسی نے ملامت نہیں کی (آج اس خارجی نے کی) میرا گھر یہاں سے بہت دور ہے اگر نماز پڑھتا رہتا گھوڑے کو جانے دیتا تو رات تک بھی اپنے گھر نہ پہنچ سکتا ابو برزہ نے یہ بھی کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ چکا ہوں اور آپ کی آسانیوں کو بھی دیکھ چکا ہوں[1]۔

[1] میں اس خارجی کی بات کو کیا سمجھتا ہوں۔ ۱۲ منہ۔

١٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَثَارَ إِلَيْهِ النَّاسُ لِيَقَعُوا بِهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهُ وَأَهْرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ أَوْ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے دوسری سند اور لیث بن سعد نے کہا مجھ سے[2] یونس نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی ان کو ابوہریرہؓ نے کہ ایک گنوار[3] نے مسجد میں پیشاب کر دیا لوگ اس کو مارنے دوڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانے دو جہاں اس نے پیشاب کیا ہے وہاں ایک ڈول پانی سے بھرا ہوا یا پانی کا ایک ڈول بہا دو دیکھو اللہ تعالیٰ نے تم کو آسانی کرنے کو بھیجا ہے نہ سختی کرنے کو[4]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام محمد ناصر الدین الالبانی سے جماعت المسلمین کے متعلق استفسار

امام محمد ناصر الدین الالبانی موجودہ دور کے عظیم محدث اور فنِ اسماء الرجال کے ماہر ہیں فقہ حدیث میں بھی ان کو مکمل بصیرت حاصل ہے غرض علوم الحدیث کے ہر فن پر وہ مکمل دسترس رکھتے ہیں علاوہ ازیں ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے احادیثِ صحیحہ کو احادیثِ ضعیفہ اور موضوعہ سے الگ کرنا شروع کر دیا ہے اور اس کے لئے انہوں نے احادیثِ صحیحہ اور احادیثِ ضعیفہ و موضوعہ کے الگ الگ سلسلے شروع کر رکھے اور کتبِ احادیث پر تحقیق و تخریج کا سلسلہ اس کے علاوہ ہے اور صحاح ستہ کی کتابوں کو بھی انہوں نے دو حصوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیا ہے۔ مثلاً صحیح ابو داؤد، ضعیف ابو داؤد وغیرہ ان سے پہلے ایسا کارنامہ کسی محدث نے انجام نہیں دیا۔ موصوف بذاتِ خود ثقہ اور قابلِ اعتماد ہیں اور بلاشبہ موجودہ دور کے امام الحدیث ہیں۔ اللہ پاک ان کو لمبی عمر عطا فرمائے اور صحت اور تندرستی کے ساتھ ذہنی صلاحیتیں پورے عروج و کمال کے ساتھ عطا فرمائے اور پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ خدمت حدیث کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

امام موصوف کے یہ سوال و جواب عربی زبان میں تھے اور اسے اردو کے قالب میں میرے عزیز دوست اور جواں سال صافی معراج النبی صاحب نے ڈھالا ہے۔ معراج النبی صاحب ایک اچھے عالم دین ہیں اور کتاب و سنت میں عمدہ بصیرت رکھتے ہیں موصوف نے پہلے امام صاحب کے سوال و جواب کے عربی الفاظ کو صفحہ قرطاس پر منتقل کیا اور پھر اس کو اردو کا جامہ پہنایا۔ ہم اس تعاون کے لئے موصوف کے شکرگذار ہیں۔ ہم نے طوالت کے خوف سے عربی الفاظ کو حذف کر دیا ہے اور اردو پر نظرثانی کر کے آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔



امام محمد ناصرالدین الالبانی سے جماعت المسلمین کے سلسلہ میں ایک سوال پوچھا گیا تھا۔ سائل نے پوچھا کہ ایسی جماعت کے متعلق جو پاکستان میں جماعت المسلمین کے نام سے پائی جاتی ہے کیا حکم ہے اس جماعت کا دعویٰ ہے کہ وہ کتاب وسنت پر عمل پیرا ہے اور بس وہی جماعت ہی حق پر ہے اور دیگر جماعتیں حق پر نہیں ہیں چاہے ان جماعتوں میں سے جماعت اہل الحدیث نام ہی کی کیوں نہ ہو۔ اور اہل الحدیث اور سلفی نام وغیرہ رکھنا بدعت ہیں۔ اصل نام مسلم ہے۔ اور وہ اس آیت سے دلیل لاتے ہیں۔ ھو سماکم المسلمین یعنی اس نے تمہارا نام مسلم رکھا ہے نیز صحیح بخاری میں ہے: تلزم جماعۃ المسلمین وامامھم یعنی جماعت المسلمین اور اس کے امام کے ساتھ رہو۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان جماعتوں میں سے کسی جماعت کے آدمی کو یہاں تک کہ اہل الحدیث ہی کیوں نہ سلام نہ کیا جائے اور نہ ہی ان کے سلام کا جواب دیا جائے اور ان کی اقتداء میں نماز بھی ادا نہ کی جائے اور تقلید کو بھی شرک کہتے ہیں۔

الجواب

امام محمد ناصرالدین الالبانی نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہ ظاہریوں کی ایک جماعت ہے اور یہ کوئی نئی جماعت نہیں ہے۔ ہم سمجھتے تھے کہ عام مسلمانوں کو کافر کہنے والے لوگ اب دنیا میں موجود نہیں رہے ہیں لیکن اس جماعت کے کفر کے فتویٰ نے ہمارے لئے نئی معلومات فراہم کر دی ہیں جس سے معلوم ہوا کہ ایسی جماعت ختم نہیں ہوئی بلکہ اب بھی موجود ہے۔ جو اس درجہ غلو کئے ہوئے ہے سوریا اور اردن میں اسی نظریہ کے حامل لوگوں سے میری ملاقات ہوئی اور کافی بحث ومباحثہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے اکثر کو ہدایت عطا فرمائی۔ چنانچہ اس مسئلہ پر ان کے امیر اور ان کے بیر دکاروں سے مسلسل تین راتوں تک ہماری گفتگو ہوتی رہی۔ پہلی رات نمازِ مغرب کے بعد سے عشاء کی اذان تک گفتگو کا سلسلہ چلتا رہا۔ جب اذان کا وقت ہوا تو ہم نے ایک ساتھی سے اذان کہنے کے لئے کہا۔ اس نے اذان دی تو امیر جماعت وہاں سے چل دیا اور یہ کس کی سنت ہے؟ (کہ اذان سن کر انسان نماز پڑھے بغیر چلا جائے) یہ تو شیطان کی سنت ہے کہ جب وہ اذان سنتا ہے تو گوز مارتا ہوا پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے اس کے جانے کے ساتھ اس کے پیروکار بھی چلے گئے۔ وہ اسی لئے چلے گئے کہ وہ مسلمین کی جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اس طرح وہ جمعہ کی نماز میں بھی شریک نہیں ہوتے تھے۔ یہ وہی جماعت ہے جس کا حال تمہارے سامنے بیان ہو رہا ہے۔ ہم نے بھی کہا کہ اگر آپ لوگ جانا چاہتے ہیں تو جائیں۔ دوسری

ملاقات کل رات میرے گھر پر ہو گی جہاں میں رہائش پذیر ہوں۔ اس ملاقات کا وقت مغرب کی نماز کے بعد سے آدھی رات تک ہو گا خلاصہ یہ کہ وہ لوگ تکفیر و توقف سے پھر گئے اور ہماری اقتداء میں نماز پڑھنے لگے۔ الحمدللہ۔

ایک شخص نے کہا کہ ان (کراچی کی جماعت المسلمین والوں) سے گفتگو کی گئی تو انہوں نے بحث کے دوران کہا کہ علامہ البانی کے علاوہ اس دنیا میں جس قدر علماء ہیں وہ سب کافر ہیں اس پر الشیخ مسکرائے۔ سائل نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ہم نے ان سے کہا وہ تو سلفی ہیں، اہل الحدیث ہیں انہوں نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ وہ سلفی اور اہل الحدیث نہیں ہیں وہ تو مسلم ہیں۔

امام البانی نے ان کو جواب دیتے ہوئے فرمایا الحمدللہ میں سلفی اور اہل الحدیث ہوں نیز میرا اعتقاد ہے کہ جس شخص کا منہج سلفیت نہیں وہ حق سے منحرف ہے سوال کی روشنی میں یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ یہ لوگ مقلدین کو کافر سمجھتے ہیں جب کہ میرا نظریہ ہے کہ تقلید نہ دین ہے اور نہ اس کو دین سمجھنا چاہیئے۔ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان جو مذہبیت کے حامل ہیں یہی فرق ہے جبکہ مذہبیت کے قائل تقلید کو دین قرار دیتے ہیں۔ لیکن ہمارا نظریہ یہ ہے کہ اسلام میں کسی متعین عالم کی تقلید نہ صرف یہ کہ واجب نہیں بلکہ حرام ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ "اگر تم نہیں جانتے تو علماء سے دریافت کرلو" اگرچہ آیت مذکورہ میں گزشتہ لوگوں کی حکایت بیان ہوئی ہے لیکن حکم سب کے لئے یکساں ہے ہر امت میں لوگ زمان و مکان کے لحاظ سے دو قسم کے ہوتے ہیں: کچھ علم والے اور کچھ وہ کہ جن کے پاس علم نہیں ہوتا پس جن کے پاس علم نہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ اہل علم سے دریافت کریں اور جو لوگ اہلِ علم ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے سے زیادہ علم رکھنے والوں سے دریافت کریں جبکہ تقلید سے مقصود ایسی حزبیت ہے جس میں سوچ کے کواڑ بند ہوں۔ جیسا کہ بعض قدیم مذاہب کے لوگوں میں یہ چیز موجود ہے اور بعض نئی جماعتیں بھی اس سے محفوظ نہیں ہیں۔ وہ جماعتی تعصب میں اس قدر انتہا پسند ہیں کہ وہ عقل کے لحاظ سے اندھے ہو چکے ہیں وہ کسی دوسری اسلامی جماعت کے ساتھ نہ صرف یہ کہ وہ تعاون کرنے کے لئے آمادہ نہیں بلکہ مفاہمت کے لئے بھی آمادہ نہیں ہیں جب تک کہ وہ خود کو اس میں مدغم نہ کریں۔ اور اپنی انفرادی حیثیت کو ختم نہ کریں۔ پس وہ جماعت جو دیگر مسلمین سے الگ تھلگ ہے اپنے علاوہ سب پر کفر کے فتوے لگا رہی ہے۔ مصر میں بھی اس طرح کی جماعت کا وجود پایا جاتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ جماعت معدوم ہو چکی ہے لیکن اب ہم دیکھتے ہیں کہ دوسرے ملکوں میں بھی اس کو پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس سلسلہ میں اب تک کچھ باتیں ہمیں پہنچی ہیں چنانچہ عمان میں بھی اس کی تنظیم موجود ہے اور اب آپ کی وساطت سے ہمیں علم ہوا کہ آپ کے ہاں (پاکستان میں) بھی اس جماعت کی تنظیم موجود ہے اس جماعت کے بارے میں پہلی بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے

کہ ان میں جہالت ہے۔ دوسرا خدشہ یہ ہے کہ اس تنظیم سے مقصود دنیوی لالچ ہے ان کی جہالت پر میں ایک دلیل پیش کرتا ہوں ذرا غور سے سنیں یہ لوگ حذیفہ بن یمانؓ رضی اللہ عنہما کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ میرے علاوہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں سوال کرتے تھے اور میں آپؐ سے شر کے بارے میں سوال کرتا تاکہ کہیں میں اس میں مبتلا نہ ہو جاؤں اس حدیث میں آگے چل کر ایک جملہ موجود ہے جس کا ذکر وہ نہایت خوشی کے عالم میں کرتے ہیں اور اس سے استدلال کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ تجھے مسلمین کی جماعت اور ان کے امام کا ساتھ دینا ہوگا۔ اس بات پر ہم ان سے دریافت کرتے ہیں کہ بتائیں مسلمین کا امام کہاں ہے؟ تاکہ ہم اس کے ساتھ مل جائیں اور اس کی جماعت میں شمولیت اختیار کرلیں لیکن وہ بخوبی جانتے ہیں کہ مسلمین کی ایک جماعت تو نہیں ہے بلکہ بہت کثرت سے ساتھ جماعتیں ہیں۔ مصر میں ایک جماعت کا لیڈر جس کا نام مصطفیٰ شکری ہے جس کے ہاتھ پر ان لوگوں نے بیعت کر رکھی ہے۔ اور اللہ ہی ان کا محاسبہ فرمائے گا۔

ان کے خیال کے مطابق کسی کی کچھ قیمت نہیں سب مکھیوں کی مانند حقیر ہیں۔ تو ہم ان سے دریافت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس بنا پر فرمایا کہ تم مسلمین اور ان کے امام کے ساتھ خود کو مربوط رکھنا۔ سخت افسوس کا مقام ہے کہ اب نہ تو مسلمانوں کی کوئی (مجتمع) جماعت ہے نہ ان کا کوئی متفقہ امام ہے بلکہ کثرت کے ساتھ جماعتیں ہیں اور کثرت کے ساتھ حکام بھی ہیں۔ پس اس حدیث سے ان کا استدلال دو چیزوں میں ایک کا متقاضی ہے کہ وہ کتاب کے ایک حصہ پر ایمان لائیں اور دوسرے حصہ کے ساتھ کفر کریں۔ یعنی وہ اس حدیث سے جماعت کا نام تو اخذ کرلیں پس یہ تو صرف جماعت کا نام ہی ہوا لیکن ان کا وہ امام کہاں ہے؟ کہ جس کے ہاتھ میں زمامِ اقتدار ہو (اور جو مسلمین کا خلیفہ یا بادشاہ ہو) تم نے کس امام کے ہاتھ پر بیعت کی ہے؟ تم نے جس کے ہاتھ پر بھی بیعت کی ہے کیا اس سے لازم آتا ہے کہ جو تمہارے امام کی بیعت نہیں کرتا وہ کافر اور گمراہ ہے ان کی جہالت کو دیکھتے ہوئے اور ان کی باتوں کو سننے کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ فرقہ بھی گمراہ ہے ان فرقوں میں سے ہے جو ناصبی اور خارجی ہیں جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرتے ہوئے ان کے خلاف بغاوت کی تھی اور بعض وہ احادیث جن میں نبوت کی بعض نشانیوں کا ذکر ہے ان میں مذکور ہے کہ ہر صدی میں اس طرح کی جماعت معرضِ وجود میں آتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی بالکل درست ہے۔ چنانچہ اولاً مصر میں ان نظریات کی حامل جماعت کا پتہ چلتا ہے اور اب تمہارے ہاں بھی ان نظریات کی حامل جماعت موجود ہے چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ جماعت المسلمین سے

---

[1] ہم نے پچھلے اوراق میں تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ جماعۃ المسلمین سے مسلمین کی حکومت مراد ہے اور یہاں امام البانی نے بھی اسی بات کی وضاحت بیان فرمائی ہے۔

مراد وہ جماعت ہے جس کا ذکر حدیث میں ان الفاظ میں آیا ہے من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فلہ مالنا وعلیھم ماعلینا جو شخص ہماری طرح نماز ادا کرتا ہے ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے اس کے اسلام میں وہی حقوق ہیں جو ہمارے ہیں اور ان پر وہی ذمہ داریاں ہیں جو ہم پر ہیں پس بعض مسائل میں اختلاف رائے کا ہونا اس بات کو ہرگز مستلزم نہیں کہ مخالف رائے رکھنے والا مسلمین کی جماعت سے خارج ہے البتہ ہم اس کو خطاکار کہہ سکتے ہیں اور مبالغہ کی حد تک گمراہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا ہے۔ لیکن جماعۃ المسلمین سے ان کو خارج نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ جماعۃ المسلمین کے عنوان میں کسی گروہ کو خاص نہیں کیا جا سکتا اور دوسرے گروہ کو اس سے خارج قرار نہیں دیا جا سکتا۔

دوسرا سوال یہ کیا گیا کہ خود کو اہل حدیث اور سلفی کہلانا بدعت ہے اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: الشیخ علامہ البانی نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ سوال ان کی جہالت کا پتہ دیتا ہے۔ بھائیو! جن بدعات سے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے ہمیں ڈرایا گیا ہے کہ دین اسلام میں بدعات کو داخل نہ ہونے دیں۔ جب بدعات کے ساتھ تقرب الٰہی حاصل کیا جاتا ہے اس لحاظ سے بدعات کا تعلق وسائل سے نہیں ہے بلکہ مقاصد شرعیہ کے ساتھ ہے یعنی بدعت سے اللہ کے قرب میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث کے خلاف ہے ارشاد نبوی ہے من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد۔ جس شخص نے بھی ہمارے دین میں کسی نئے کام کو داخل کیا تو وہ نیا کام مردود ہے اس مضمون کی دوسری احادیث معروف ہیں۔

البتہ وسائل جن کو حقیقی مقام حاصل نہیں ہے اور وہ بعد میں دین میں آتے ہیں اگر نص صریح کے خلاف نہیں ہیں تو کچھ حرج نہیں۔ مثلاً شہروں میں ہم اپنا نام اہل حدیث رکھتے ہیں جب کہ اس نام رکھنے سے مقصود دوسروں پر طعن کرنا نہیں ہے، جو خود کو اہل حدیث کہتے ہیں اس لحاظ سے اس نام رکھنے میں ہرگز بدعت کا شائبہ نہیں ہے۔ یہ لقب تو دوسری اصطلاحات کی طرح ایک اصطلاح ہے جیسا کہ علماء نے اصطلاحات وضع کی ہیں اور یہ بات بلاشبہ درست ہے کہ یہ نام بدعات میں سے ہیں لیکن ان بدعات سے نہیں ہیں کہ جن کے ساتھ اللہ کا قرب زیادہ حاصل کیا جاتا ہے چنانچہ کچھ لوگ اپنا نام اہل حدیث رکھتے ہیں جیسا کہ بعض لوگ سلفی کہلاتے ہیں اور بعض انصار السنہ کہلاتے ہیں۔ یہ صرف ایک اصطلاح ہے اور اصطلاحات میں کچھ رکاوٹ نہیں ہے لیکن ان لوگوں کا اہل حدیث کے نام کو بدعت قرار دینا ان کی جہالت پر دلالت کرتا ہے۔

بدعات سے اصل مقصود اللہ کے قرب میں اضافہ کرنا ہے اور مطلقاً اصطلاحات کے لحاظ سے اس میں کچھ حرج نہیں البتہ اعتراضات کرنے والے ان اصطلاحات کو اپنے اعتراضات کا ہدف بناتے

ہیں جو درست نہیں اس سے ان کا مقصد مخصوص وسائل کے ذریعے پھیلنا اور اپنی شہرت چاہنے کے سوا اور کچھ نہیں ۔

سائل: کیا جب ہم سلف کی طرف اپنی نسبت کرتے ہیں تو اللہ کا قرب تلاش نہیں کرتے ہیں ؟

الشیخ البانی: تقرب حاصل کرنے کے لئے اسم کی طرف نسبت نہیں کرتے بلکہ مسمی کی طرف نسبت کرتے ہیں ۔ کیونکہ کبھی کوئی شخص صالح کہلاتا ہے مگر عملاً وہ طالح (بد) ہوتا ہے ۔

تیسرا سوال : مذکورہ جماعت کی طرح ایک دوسری جماعت بھی ہے جس کا نظریہ ہے کہ جو شخص اس نظریے کا حامل ہے کہ میت کو اس کی قبر میں عذاب دیا جاتا ہے یا سوال وجواب کے وقت اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے وہ مشرک ہے اور ان کا پہلا مشرک احمد بن حنبل رحمہ ہے ؟

الجواب : علامہ البانی نے سوال کرتے ہوئے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ؟ یعنی اس جماعت کا کیا نام ہے ؟ حاضرین میں سے کسی نے کہا اس جماعت کا نام توحیدی گروہ (پارٹی) ہے اور ان کا امیر ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی ہے ۔

ب ایک شخص نے کہا یہ لوگ احمد بن حنبل کو شیعہ قرار دیتے ہیں ؟

علامہ البانی نے جب یہ گستاخانہ اور کفریہ بات سنی تو بے ساختہ ان کے منہ سے اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی اور اللہ سے معافی مانگتے ہوئے استغفر اللہ کہا ۔

ج سوال کرنے والے نے مزید پوچھا کہ ابن القیم کو بھی کتاب الروح کی وجہ سے کافر کہتے ہیں ؟

(غالباً اس لئے کہ میت کی طرف روح لوٹائے جانے کا عقیدہ انھوں نے اس میں نقل کیا ہے)

علامہ البانی نے حاضرین سے فرمایا کہ ان کے لئے ہدایت کی دعاء کریں ۔

روح کے لوٹائے جانے کے بارے میں فرمایا کہ روح میت میں قبر کی طرف لوٹائی جاتی ہے صحیح احادیث میں یہ بات ذکر ہے ہاں دنیا کی طرف نہیں لوٹائی جاتی ۔ نیز فرمایا کہ جو لوگ امام اہل السنہ کو کافر کہتے ہیں ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ تم سنت کہاں سے لیتے ہو (کیونکہ سینکڑوں احادیث ان کے واسطے سے ہم تک پہنچی ہیں) بہرحال یہ بھی گمراہی ہے ۔ کاش کہ ان کے نظریات کی تفصیل ہم تک پہنچ جاتی تو پھر تردید کے لئے یہ تفصیل ہمارے لئے ممد ومعاون ہوتی ۔

باطل فرقوں کے خلاف ہمارا قلمی جہاد

حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جو اعلیٰ وارفع مقام عنایت فرمایا ہے وہ محتاج بیان نہیں کیونکہ قرآن کریم جسم کی حیثیت رکھتا ہے تو حدیث اس کی روح ہے۔ قرآن کریم اگر متن ہے تو حدیث اس کی شرح ہے۔ لہٰذا ہم نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا تہیہ کر رکھا ہے اور ہم محدثین کرام اور سلف صالحین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اور انہی اسلاف کی طرز پر احادیث کے قبول ورد کے پیمانے کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ کیونکہ اسی طریقہ میں سلامتی کی حفاظت ہے اور یہی سبیل المومنین ہے اور قدیم و جدید تمام باطل فرقوں کے قائم کردہ اصولوں کو رد کرتے ہیں اور ان باطل فرقوں کی جہالتوں' عیاریوں اور چالاکیوں کے پردے کو چاک کرنے کے لئے میدان میں اترے ہیں۔ اگرچہ ہمارے وسائل محدود ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ہمارے لئے ضرور کوئی سبب پیدا کرے گا۔ آپ ہماری کتابوں کا ضرور مطالعہ کریں۔ اللہ رب العزت ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

ادارہ مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ

کورٹ روڈ کراچی فون نمبر: ۲۶۳۵۹۳۵